

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_226539**

UNIVERSAL  
LIBRARY



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۰۰

اسلامی اصلاحی اور قومی مابہوار رسالہ

# الفرش

ایڈیٹر  
محمد علی دوغلا صدیقی

قیمت فی پرچہ ۴

آفتابنی پریس ٹریڈرز سوئی محمد عبداللہ نہاں صاحب شکر کے اہتمام سے قمری محمد علی دوغلا صدیقی صاحب کی پیشگی چھپاؤ و فزیشن سے شائع ہوا۔

# مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثبات قدمی، صلہ رحمی و اثیار لُفّی، محنت و جفا کشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسومات بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرنا

## اگر آپ

کو ان مقاصد سے اتفاق ہے اور اپنی قوم کے لئے ان کی تکمیل کے مفید سمجھتے ہیں تو

## آپ کا فرض

ہے کہ آپ اپنی قوم و ملک، ہمدردی و مروت سے اپنے قومی نفاذ (القریش) کی آواز کو بلند کرنے

اور افراد قوم کے کانوں تک پہنچانے میں کار پر دازان القریش کا بطریق ذیل ساتھ دیں؛  
(۱) قلمی اعانت (یعنی اصلاحی اور ایسے مضامین کی ترسیل جسے مقاصد مجوزہ متذکرہ کی تکمیل مقصود ہو)

(۲) ترقی اشاعت (یعنی حلقہ اثر اور دیگر ذرائع سے خریدار بنا کر)

(۳) القریش کی آواز پر کان دینے کے خواہ اور تجاویز مفیدہ پر عامل ہو کر کیونکہ کسی ایسی بات

قوم کی شیرازہ بندی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ منہج القریش امت

| صفحہ | مضمون             | صفحہ | مضمون                            | صفحہ | مضمون                  |
|------|-------------------|------|----------------------------------|------|------------------------|
| ۲۷   | المنول ہوتی       | ۱۹   | مذکرہ السلامین دین غلام          | ۱۷   | مسلمون کی یاد دہانی    |
| ۲۸   | شورم عیسیٰ علی    | ۲۱   | اپنے حال پر دوا لکھو             | ۱۸   | آل انڈیا قریشی کانفرنس |
| ۲۹   | برائے خجالت       | ۲۲   | خلفائے راشدین                    | ۱۵   | آئندہ سالانہ اجلاس     |
| ۳۳   | الحریت فی اناسلام | ۲۳   | مذکرہ سادات قریش                 | ۱۶   | مذکرہ مناظرہ متفق      |
|      |                   | ۲۵   | باب التاریخ و زمانہ اسلام کا ایک | ۱۸   | امتحان گاہ ہستی        |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنوری ۱۹۲۵ء

جلد ۱۰ نمبر ۱

# القریش

## القریش کی گیارہویں سالگرہ

### تقریب پر قطعہ

از جناب شیخ غلام الدین صاحب لکچر تقریر خوشاب

یوں ہو شمع اہل محفل سے فروغ القریش  
خود بخود نکلے ہر اک دل سے فروغ القریش  
اکتساب نوائل کرتا ہے جیسے ہر سے  
ہے فروغ نظم کامل سے فروغ القریش  
ہو مبارک پکویہ سال نو باریان بزم  
دیجئے انعام حاصل سے فروغ القریش

کاٹ کر یہ خواہ کا سر آج شاکر مش بزم  
نغمہ نور و زکریا سے فروغ القریش  
۱۹۲۵-۲۶

## مذکرہ برادری

### انجمن قریشیان ہند

فاضل قاضی حمایت علی صاحب آنرری جنرل سکرٹری انجمن مذکور کے اس مقصود کے متعلق جواہر نے دسمبر کے القریش میں آئندہ سالانہ اجلاس کی نسبت برادران قوم سے عموماً اور انجمن قریشیہ جواہر و جالندہر سے خصوصاً کیا تھا۔ چند اجاب کے مراسلات میں معنوں موصول ہوئے ہیں۔ کہ فی الواقع قومی انجمن کے سالانہ جلسے مختلف مقامات پر منعقد ہونے لگے ہیں۔ لیکن جن دو انجمنوں سے دعوت کی خاص توقع کی گئی تھی۔ وہ اس وقت تک خاموش ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے۔ کہ دعوت کا خیال محال است وجہوں سے کم نہیں۔

مخدومی قاضی فیض حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ سٹیو الریاست قلات جن کے دل میں قومی دور کا دریا موجزن ہے۔ اور جن کے خیالات سے ناظرین القریش خوب واقف ہیں۔ اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے کا دل انہماک فرماتے ہیں۔ جس کی قدر کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔

برادر محترم! السلام علیکم  
جہاں لہذا انجمن کے متعلق آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں۔ یہاں کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان تلوں میں کوئی ایسی نظر نہیں آتا۔ آل انڈیا قریشیہ کانفرنس کو اس دفعہ تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر دوران اجلاس میں اگر کسی بیرونی انجمن

کی رگ حمایت بھڑک اٹھے۔ اور سال آئندہ کے علاوہ مدعو کرے۔ تو وہ علامہ بات ہوگی۔ میرے خیال میں اب آل انڈیا قریشیہ کانفرنس کو "اگر" "مگر" کے الفاظ کے یہ پھیر کو چھوڑ کر صاف طور پر اعلان کر دینا چاہئے کہ اجلاس کہاں ہوگا؟ اور ساتھ ہی دیگر کانفرنسوں کی طرح اس کے ڈیلیکیشن اور ریزرو کے لئے پانچ روپے اور دو روپے کی شرح مقرر کر دینی چاہئے۔ تاکہ شامل اجلاس ہونے والے اصحاب اس کے متعلق تیاری کر سکیں افسوس کہ بظاہر فہمیت قریش کے راگ الاپنے والی اور باطن پر مردہ قوم قومی ضرورتوں کے متعلق اس قدر بے حس ہو چکی ہے۔ کہ نہ تو قوموں کی فہمیت سے خارج سمجھتی چاہئے۔ کاش کہ البیڑ کی تعطیلات سے پیشتر حضرت اسرافیل صور بھونکیں۔ اور یہ مردہ قوم اپنے گڑھوں سے باہر نکلے۔ اور دیکھے۔ کہ دنیا میں زندہ رہنے والی قومیں قومی ترقی کے میدان عمل میں کس سرعت سے سرگرم عمل ہیں۔

یار ان تیز گام نے محل کو جالیا

ہم محو ناچار ہیں کارواں رہے

فاضل فیض حسین ۵ جنوری ۱۹۷۲ء

اس مراسلت اور اس قسم کی تمام خط و کتابت کو ہم نے جنرل سکرٹری صاحب انجمن قریشیان ہند کے سپرد کر دیا ہے۔ یقیناً وہ قریبی انتظامی اجلاس میں انہیں پیش کریں گے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ اراکین مجلس قاضی صاحب کی اس قیمتی رائے کی ضرورت قدر کریں گے۔ اور انشاء اللہ قلعے آئندہ سالانہ اجلاس امرتسر

کا خطاب اور ایک متغذ انجمن کی طرف سے دیا جانا منظور ہوگا۔ جس پر سرکٹری صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی مفید تقریریں ہوئیں فوٹ شدہ میران کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور علیہ تجز و خوبی انجام کو پہنچا۔

### القریش کی خدمات کا عملی اعتراف

بجاء اللہ کہ درمندان قوم و بی خواہان رسالہ کی عنان توجہ اس کی خدمت کے عملی اعتراف کی طرف معطوف ہو چکی ہے۔ جو ہمارے اور ہماری قوم کے خوش آئند مستقبل کا بین ثبوت ہے۔

۱۱۔ حمد و قاضی فیض حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ شہر فی الریاست قلات کی عنایات بینایات کے شکر کے لئے ہمارے پاس کوئی الفاظ نہیں۔ آپ جہاں بہترین مضامین کی ترسیل سے اور اق جریہ کو مزین بناتے اور اس کے ناظرین کی معلومات میں قابل قدر اضافہ کرنے میں کوشاں ہیں۔ وہاں توسیع اشاعت کے لئے بھی سرگرم عمل ہیں۔

آپ اپنے ایک تازہ گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ چونکہ ضلع جھنگ میں قریشی آبادی بکثرت ہے اس لئے وہاں کے قریشیوں میں القریش کی خریداری و اعانت کا شوق پیدا کرنے کے لئے مولوی قاضی محمد اسماعیل صاحب کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ اس طرح جہاں جہاں تعلقات ساتھ دیں گے۔ احباب کا ذمہ لگا دیا جائے گا۔ کہ وہ اس قومی صحیفہ کی خریداری سے اعانت کریں۔ اس تجویز سے آپ نے کار پروانہ رسالہ پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ جس کے لئے ہم صدق دل سے مشکور ہیں۔

اگر محمد ناظرین القریش قاضی فیض حسین بن جائیں تو یقیناً قوم کا کمزور پہلو اسی سال میں بدل جائے گا

کے مقام پر منعقد ہوگا۔ یا ران قریش دور درمندان قوم کا فز ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے علاقہ اور اپنی اپنی بروری میں اس کا خوب اعلان کریں۔ اور احباب کو شرکت جلسہ کے لئے شوق دلائیں۔ اور مجبور کریں۔

افسوس ہے۔ کہ اندیش کے اکثر ناظرین اس قدر سستے ہوئے ہیں۔ کہ وہ ضروری معاملات پر بھی توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ ہم ان کے خیالات سے متعین ہونے کے لئے جوابات کے بروقت منتظر رہتے ہیں۔ کیا وہ اتنا ہی نہیں کر سکتے۔ کہ کسی استفساریہ معاملہ کے متعلق کار پر دو حرف لکھ کر کر دیں۔

### انجمن قریش کو چراغ احوالہ

سرکٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ انجمن مذکور کا تیسرا سالانہ اجلاس ۲۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو پیر غلام علی صاحب مددیقی و پیر مراد علی صاحب مددیقی کی صدارت میں باوقف فیصلہ الہی صاحب ملک کے مکان پر منعقد ہوا۔ انجمن کی انتظامی کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق انکے اس اجلاس میں صرف مقامی احباب کو ہی دعوت شرکت دی گئی۔

سرکٹری صاحب نے سالانہ رپورٹ پڑھی اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ فنانشل سرکٹری صاحب نے انجمن کے آمد و خرچ کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ انجمن کی سالانہ آمدن صاف ہے اور خرچ سالانہ باقی مانگ ہے۔

چونکہ پیر غلام علی صاحب مدد اول کی مجلس تہی اس لئے ہوئی کہ منتخب صدارت مولوی محمد حسین صاحب وکیل نے پڑھ کر سنایا۔

پیر انوار الحق صاحب مددیقی کی تحریک پر ڈاکٹر محبوب الہی صاحب مددیقی زبدۃ الکھاد و ایل الیم کی کوان کی چار سالہ خدمات کے صلہ میں فدائے قوم

۲۳، مولوی محمد سید عالم صاحب فاضل قیامی - او۔ اہل  
تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ”پیارے القریش کی تہذیب سے  
دل میں جاگزیں ہے۔ فوج اشاعت کے لئے کوشاں  
ہوں۔ سر دست ذیل کے پانچ اشخاص کے نام دی  
پی کر دیں۔ اور آل انڈیا قریشی کانفرنس کے کرام  
میری کافی تعداد ارسال فرمائیں۔

استفسار

ناظرین القریش میں سے کیا کوئی صاحب براہ  
مہربانی اپنی ذیل سے بچے جنوری ۱۹۱۹ء کا پرچم  
عنایت کر سکتے ہیں۔ اگر کسی صورت میں پرچم نہ دے  
سکتے ہوں۔ تو کیا براہ کرم میرے معذور ”بزم قصور“  
نقد کر کے ارسال فرما سکتے ہیں۔ میرا ایک عزیز عزم سے اس  
بچے لئے مطالبہ کر رہا ہے۔ میں اس تکلیف فرمائی پردہ  
شکریہ ادا کر دوں گا

المکلف

(غلام حسین شاہرمدیقی)

اور القریش کی اشاعت زائد ایک ہزار چھپا جائے  
۲۴، مولوی امام الدین صاحب قریشی پرنٹنگ  
فلس اور لائی سے تحریر فرماتے ہیں۔  
پیارے رفیق السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
مجھے آپ کے دیدار کا از حد شوق ہے۔ لیکن برص  
سے ایسا قلیل فرصت ہوں۔ کہ مرنے کی بھی ہوش  
نہیں ہے جب کبھی پنجاب جانے کا موقع ہوتا ہے  
تو صرف دس یوم کے لئے وہ کسی اشد ضروری کار  
خانگی کے لئے۔ انشاء اللہ اگر کبھی فرصت ہوگی۔ تو سالانہ  
جلسہ کے موقع پر حاضر ہوں گا۔ آپ کی مہمت پر آمیز  
خدا انکو عزم و از عطا فرما دے۔ بلوچی کی کوئی وجہ نہیں  
ہر کام کا آغاز ایسا ہی ہوتا ہے۔ پر اہل قریش کو بیدار  
کرنا کار سے دارد۔

مہربانی کر کے مندرجہ ذیل گیارہ اشخاص کے نام  
القریش وی پی کر دیں۔ اور میرا نام انجن کے نمبروں  
میں شامل کر دیکئے گا۔

## اعتذار

افسوس ہے۔ کہ ۱۰ دسمبر تا ۱۴ جنوری ۱۹۲۵ء کا عرصہ خادم ایڈیٹر کی بیماری میں ضائع ہوا۔۔۔ اپنی  
ایام میں ترتیب معنائیں اور دفتر کے ضروری کاموں کے لئے تھے۔ جو بیکار گئے۔ سر جنوری کو زرا افتادہ ہوا  
تو کام شروع کیا۔ چونکہ وقت تنگ تھا۔ اور کام زیادہ اس لئے القریش کی ترتیب اس دفعہ بہتر نہ ہو سکی  
مختلف کاموں سے کتابت کرانی پڑی۔ جس سے ادبی بے ترتیبی ہو گئی۔

ناظرین کرام سے استعدا ہے۔ کہ وہ اب کے رسالہ کی بد وضعی کا خیال نہ کریں۔ اور نفس معذور  
سے فائدہ اٹھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت سے بہترین انتظام ہو جائے گا۔ دعا فرمادیں۔ کہ خدا  
تبارک و تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین  
و ایڈیٹر

# قضا و قریش

سلسلہ متبذل  
گذشتہ سے پیوستہ

تقائی عنہ۔ معاذ بن جبل۔ عبد الرحمن بن عوف۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ ابو ہریرہ۔ اور ابو الدرداء وغیرہ۔ ان کے سوائے اور لوگ فتوے دینے کے مجاز نہ تھے۔ قاضیوں اور مفتیوں کے تقرر اور ان کے نام کے اعلان عام کے لئے اس وقت کوئی گزٹ اور اخبار تو تھے ہی نہیں۔ اس لئے مجالس عامہ میں جن سے بڑھ کر اس وقت اور کوئی ذریعہ ہو سکتا تھا۔ اعلان عام کر دیا جاتا تھا۔

محکمہ قضا لینے عدالت کے متعلق حکمہ افتا ہی ایک ضروری مسیغ تھا۔ جس کا اجرا آغاز اسلام ہی میں ہوا۔ اور جس کی نظیر اسلام کے بغیر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ قانون کے مقدم اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہر شخص کی نسبت یہ فرض کرنا چاہئے کہ وہ قانون قدرت ہے۔ اسلام نے اس کے لئے ایک خاص حکمہ تجویز کیا۔ جس کا نام حکمہ افتا ہے جس میں قابل قانون دان لینے فقہا ہر کجا جہا کئے گئے۔ تاکہ ہر شخص بلا روک ٹوک قانون اسلامی کے مسائل دریافت کر سکے۔ اسلام کا اصلی قانون تو قرآن مجید تھا۔ اور ہے۔ مگر جزئیات پر احاطہ پانے کی غرض سے حدیث۔ اجماع اور اجتہاد سے مدد لینے کا یہی ضرورت لاحق ہوئی۔ ابتداء اگرچہ ہر ایک تعلیم میں ایک ہی قاضی مقرر ہوتا تھا۔ مگر مملکت کے آبادی اور وسعت کا دائرہ بڑھتے جاتے کی

فقط یہی نہیں۔ کہ فقہاء کے انتخاب میں جو مکملہ سبھی اور احتیاط برتی جاتی۔ اس کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے۔ کہ جو لوگ منتخب کئے جاتے۔ وہ اس حیثیت سے تمام سب میں فرو ہوئے۔ چنانچہ مدینہ منورہ جیسے پایہ تخت میں زید بن ثابت قاضی تقرر کئے گئے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں کاتب وہی تھے۔ اور وہ سریانی اور عبرانی زبانوں کے بھی ماہر تھے۔ نسطرین کے قاضی عبادہ بن العتات ہوئے۔ جو مغلہ ان پانچ اشخاص کے تھے۔ جنہوں نے جب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمام قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

کوڈ کے قاضی عبد اللہ بن مسعود تھے۔ جن کا فضل و کمال تمام تعارف نہیں کیونکہ فقہ حنفی کے مورث اول ہی ہوئے۔

جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ کہ جو شخص دو تین اور معزز نہ ہو اسے قاضی مقرر نہ کیا جائے۔ اور یہ پابندی قاضیوں ہی کے لئے مقتضی نہ تھی۔ بلکہ مفتیوں کے متعلق بھی ایسی ہی مخصوص احتیاط کی گئی۔ تاکہ ہر کس و نا کس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے۔ حضرت عمر نے بس شخصیں کو بغایت ملحوظ رکھا۔ اور جن کو انہوں نے اتفاق کی اجازت دی۔ وہ یہ تھے۔

حضرت علی کریم اللہ وجہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

بہاد کی انفری بھی ابھی کے سپرد کر دی گئی۔ چنانچہ ایسے قاضیوں میں سے قاضی کجلی بن ائمہ خلیفہ ماموں کے عہد میں صیفی جی ہوں کے ہمراہ ملک دوم پر حملہ آور ہوا کرتے۔

عزیز باللہ قاضی خلیفہ کے عہد میں علی بن عثمان نہر مصر کا قاضی ہی مقرر کیا گیا۔ بلکہ شام مغرب۔ حرملین اور تمام مملکت کا عہدہ قضا بھی اس پر عائد کیا گیا۔ مزید برآں امامت خطابت سونے پانزی کے کھولے کھرے کی پرکھ۔ تراؤں اور بیابانوں کی جانچ پڑتال کا کام بھی سب اسی کے سپرد ہوا۔ حاکم باہر اللہ کے عہد میں جب ابو محمد بازوری منصب قضا پر فائز ہوا۔ تو عہدہ وزارت بھی اس پر ستراد کیا گیا اور یہ پہلا قاضی تھا۔ جن کے حصے میں حکومت کے ذیل اللہ منصب آئے۔

مصر کے قاضی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے پابند تھے۔

ناہم ان کو اختیار حاصل تھا۔ کہ دیگر مذاہب کے قاضی ہی اپنی صواب وید پر بطور نائب مقرر کر لیں۔ چنانچہ ۱۳۳۵ھ میں قاضی ابو محمد بن افضل نے اپنی ثبات میں چار قاضی مقرر کئے۔ اور یہ سب قاضی پرچار مذاہب شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور شافعی کے مطابق علم و علم و فیصلہ صادر کیا کرتے۔ سرقد اور زمانہ کے مقدمات بھی چونکہ عموماً قضاہ کے ہاں ہی فیصلہ ہوتے تھے۔ اس لئے شرط یعنی پولیس کا حکم بھی قضاہ کا خادم تھا۔ جو ملزموں پر اثبات جرم کے کام میں قاضی کو امداد پہنچاتا جیسا کہ آج کل فوجداری مقدمات میں پیرسانی ثبوت کے تعلق پولیس مجسٹریٹ کو امداد پہنچاتی ہے۔

صوبوں کے علاوہ اضلاع میں عامل۔ قاضی اور انصر خزانہ مقرر ہوتے جو سب گورنروں کے ماتحت ہوتے۔ صرف برکنوں میں فقط ایسے عہدہ دار ہوتے جو لیڈر تحصیلہ سمجھے جاتے ہیں۔

معدل بھی دفتر قضاہ ہی سے تعلق ہوتا جس کے پاس نقد اور ساقط اعدالت لوگوں کے اندراج نام کارضی ہوتا۔ مشتبہ

وجہ سے قاضیوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے شہروں میں شہر کے ہر ایک حصہ کا ایک قاضی ہوتا۔ خلیفہ رشید کے زمانہ میں بغداد کی وسعت اور آبادی کے ترقی پذیر ہونے کی وجہ سے وہاں کے مشہور نامور اور عالم تاجہ قاضی ابوسف کو خلیفہ مذکور نے قاضی القضاۃ کا لقب عطا کیا۔ اور یہ پہلے قاضی تھے۔ جو اس اعزاز سے عقاب ہوئے۔ انہوں نے ہی طبقہ علما و دفعا و کونیاں مخصوص یعنی ایک خاص طرز کے لباس سے متمیز کیا۔ دلانہ اس سے قتل و بھی عام آدمیوں کا سالناس مینا کرتے تھے۔ قاضی ابوسف کے بعد قاضی القضاۃ کو شہر بغداد سے ماتحت قاضیوں اور پھر اقلیموں کے قاضیوں کے عزل و نصب کا بھی اختیار حاصل ہو گیا۔

چنانچہ مصر اور اندلس کے خلفائے نے بھی خلفائے عباسیہ کے معاصر تھے۔ اپنی اپنی مملکتوں میں قاضیوں کے تقرر کا اپنی طریق اختیار کیا۔ قاضیوں کا فرض منصبی اگرچہ دراصل خصوصاً کے فیصلہ کرنے تک ہی محدود تھا۔ مگر بالید خلفاء و کما امور سیاسی میں زیادہ مصروفیت یا مقتضیات احوال کے مطابق بعض دیگر اقسام کے امور کی ادائیگی کا بھیجہ بھی انہیں کے ذمہ آ پڑا۔

مثلاً یتیموں۔ دیوانوں اور اہل سفاہت کے مال و املاک جو بطور کورٹ آف وارڈس حکومت کے زیر انتظام ہوں۔ نگہبانی کرنا۔ راستوں کی دیرستی۔ گواہوں امینوں اور تائیموں کے چال چلن کے متعلق تحقیق کرنا ویتوں اور اوقات کا جاری کرنا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ بعض خلفاء کے وقت میں قاضیوں کے اختیارات میں یہاں تک دست پہنچی۔ کہ ”مہائف“ کی فوجوں میں

مورتوں میں منصب قضا سے وابستہ اور متعلق تھیں منصب قضا کی اہمیت کا اندازہ لگانا اب کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔ منصب قضا کی حقیقی عظمت کا دار و مدار دنیا و دہرہ رتدالت اور انصاف کی مساوات پر تھا۔ جس میں شان و گلا اور امرو فقیر سب برابر سمجھے جاتے۔ چنانچہ خلیفہ مامون پر جب ایک دفعہ ایک شخص نے تیس ہزار روپیہ کا دعویٰ دائر کیا۔ تو خلیفہ کو جواب دہی کے لئے اساتذہ و اصحابہ میں حاضر ہونا پڑا۔ عدالت نے خلیفہ کے لئے قابل سمجھانا چاہا۔ مگر قاضی القضا نے مامون سے یہ کہہ کر اس حالت میں یہاں آپ اور عدلیہ دونوں برابر رہتے ہیں۔ مامون نے مطلقاً برا نہ منیا بلکہ اس کے بعد میں قاضی القضا کی تنخواہ میں اضافہ کر دیا۔ عام طور پر علماء و فضلاء کے منصب اور اس کی عظمت کے متعلق ہی علماء و دارالامانیا کا ناطق حکم کسی مزید شرح کی ضرورت باقی نہیں رہنے دیتا۔ فاعتبدو یا ادلی کا اظہار (باقی دار و)

جانکاردوں کے کاغذات مرتب کرنا اور دستاویزوں کی ریجسٹری بھی اسی کے دفتر میں ہو کر تھی۔ حسب یہ بھی ایک دینی خدمت تھی جو اقسام قضا میں سے ہی نہ کہ کوئی عہدہ دار و منصب بلکہ اور نامشروع باتوں اور حرام اشیا و کاسراغ لگانا اس کے خزانہ میں داخل ہوتا۔ اہل شہر کو عام مصلحتوں کا بندوبست میں محکمہ قضا کا امداد و معاون ہوتا۔ مثلاً راستوں کے تنگ کرنے سے لوگوں کو سدھنا۔ جانوروں جہانوں اور مزدوروں پر زیادہ بوجھ لانے سے منع کرنا جو مکانات کسی وجہ سے گرنے کے قریب ہوں ان کے مالکان کو محفوظ مانتھم ان کے منہدم کر دینے کی ہدایت کرنا۔ مکتبوں کے معلموں کو سزائے شد بد دینے سے بچنے کی تاکید کرنا۔ ناقص اشیا و بیچنے والوں اور فروزیات زندگی کی متعلقہ اشیا میں، موٹ کر نیوالوں کو تنبیہ کرنا۔ سب مختص ہی کے لازم میں داخل تھا۔ غرض کہ ان تمام اہم ذمہ داریوں کے لحاظ سے جو تذکرہ بالا

## تقدم و دکن

حضور نظام کی غیر معمولی مصروفیت اور عید آباد کی انتظامی تفرات

کیشد کی کے آثار نمایاں ہوں۔ جا کر کیشد کے اسباب سلا دیتا کرے۔ اور ان کا فوری انسداد کرے۔ تاکہ آپس میں رعایا کسی جھگڑے کی کوئی کیشد نہ ہو۔ اور سب سابق سب لوگ نفع و محبت سے اپنی زندگی بسر کریں۔

عید آباد کی صدارت

سر محمد شیع کے متعلق کچھ دنوں پیشہ بہت زوروں سے یہ خبر گرم تھی۔ کہ اب حیدر آباد کی صدارت عظمیٰ پر رونق افروز ہونے والے ہیں۔ لیکن اب جنرل کی تصدیق سے انکار کیا جاتا ہے

انتظامی تفرات

سر محمد علی نواب محمد نواز جنگ صدر ناظم کو نوالی ہماک

تذکرہ کہ عہدہ دہ راجہ بادین طاعون کا وہ زور نہیں جو آج سے دوچار ماضی تھا جس نے ہزار ہا عائدان بے چراغ اور ہزاروں گھر ویران کر دیے۔ وہ اشخاص جو تھکے لڑکے باہر جا رہے تھے۔ اپنے اپنے مکانوں کو واپس آ رہے ہیں۔ اور شہر میں پھر وہی اگلی سی چل پھل نظر آنے لگی ہے۔ بارگاہ فخری سے کج کل جو غیر معمولی فرامین جاری ہوئے ہیں۔ ان میں لال حکومت کو حقوق رعایا کی جانب سختی سے متوجہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اسی مقدمہ کے ایک فرمان میں ایک کیٹی مقدمہ اشخاص کی جس میں ہندو مسلم دونوں شامل ہیں۔ اس شخص سے مقرر کی گئی ہے۔ کہ وہ ایسے مقامات پر جہاں ہندو مسلم

رکن رنج مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کی جیسے نواب ادیب یا جنگ  
ناظم دارالقضا ناظم صوبہ گلبرگہ اور مولوی غازی الدین  
حیدر زائد ناظم ضلع ڈسٹرکٹ جھاڈیشن ناظم دارالقضا  
بلدہ حیدر آباد ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب  
ایم اے ایل ایل ڈی ناظم صوبہ گلشن آباد کل  
تبادلہ صوبہ گلبرگہ کو کیا گیا ہے۔ اور آپ کے جیسے  
نواب ادیب یا جنگ صوبہ گلشن آباد پر کار  
گزار ہوں گے۔

دید شجاعت من اورنگ آباد دکن

محروسہ حیدر آباد ڈاکٹر کریم جیل آف پولیس موصوبہ دار  
صوبہ اورنگ آباد مقرر کئے گئے ہیں۔ اور آپ کے جیسے  
نواب ذوالقدر جنگ ہاؤس صدر ناظم کو والی مقرر ہوئے  
ہیں۔ مسٹر کرافورڈ ڈپٹی ڈاکٹر آف پولیس ہی اس  
سال وظیفہ پر علیحدہ ہونے والے ہیں۔ اور آپ کی  
جگہ کا انتظام زیر غور ہے۔ گو متعہ د اشخاص کے  
نام لئے سجا رہے ہیں۔

عدالتی تعینات

عدالت کے صدر ناظم صوبہ گلبرگہ ہائی کورٹ کے

## تنقید و تقریظ

### الحجرات

۱۸ء ۲۲ء سائز کی یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ جو ڈاکٹر خلیفہ دہر حسین خاں صاحب بھٹی ایچ ایچ ایلانانی یونیورسٹی  
پنجاب ایم بی اے یو سیو سابق معاون خاندان شاہی بہار صاحب بڑودہ۔ پیشا پٹیالہ کی تالیف شدہ  
ہے۔ اس میں سہل الحصول۔ سہل الترتیب اور کثیر المنفعت جمعہ اور عجوبہ نسیم حیات درج کئے گئے ہیں  
جن پر مؤلف مذکور کو اس قدر بھروسہ ہے۔ کہ آپ نے ان نسخوں میں سے کسی ایک کو وادھیات ثابت کرنے والے  
کے لئے ایک ہزار روپیہ نقد انعام تجویز کیا ہے۔

کتاب ہمارے مطالعہ سے گذری اور بیوقوف دیکھی۔ تشخیص مرض و فیرہ کے قاعدے اس میں اس قدر  
آسان طریق پر بتائے گئے ہیں۔ کہ ایک معمولی پڑھا لکھا شخص بھی اس سے بطریق احسن استفادہ ہو سکتا  
ہے۔ کتاب نہایت مفید ہے۔ ہرگز میں اس کا موثر اثر دیکھ رہی ہوں۔ ہم اپنے ناظرین سے اس بہترین تالیف  
کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔

کاغذ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ قیمت فی نسخہ بعد علیحدہ علیحدہ

طیب حازق خلیفہ دہر حسین خاں صاحب بھٹی شاہی مطب  
پیشا لہ سے طلب کیجئے

# راہ اسلام میں سب ایک ہیں نزدیک دور

(از افادات حضرت کیفی چڑیا کوئی)

ابو داؤد کی ہے ایک روایت مشہور  
ہاتھ آئے جو دیروں کے اسیرانِ دغا  
جو تہبید ست تھے ان کو تو وہیں چھوڑ دیا  
اہلِ مقدور کو فدیہ کے لئے حکم ہوا  
تھے اسیروں میں کھڑے عم رسول اکرم  
انزجوش سیادت تھا عیاں چہرے سو  
دل گرفتہ ہوئے حضرت نے ادھر جب دیکھا  
ہے کمال بشری میں کا اٹھنا دل میں  
اس طرف جذبہ تاثیرِ محبت کا نزول  
اس طرف رحم کا طالب تھا قرابت کا خیال  
نقا خطرِ رشتہ نازک کہیں ٹوٹ نہ جائے  
ہاتھ باندھے ہوئے انصار ادا ہے بولے  
سن کے پریشان نبوت نے دیا انکو جواب  
جز نہ رفد یہ کہاں شکلِ رہائی ممکن

بدر کی جنگ میں اسلام ہوا جب منصور  
ہاتھ باندھے ہوئے لائے گئے حضرت کے حضور  
کیونکہ ہے جوش شجاعت میں ترجم بھی ضرور  
بسکہ اس پردہ میں ہو رز سیاست مستور  
یعنی وہ فخرِ عرب حضرت عباس عیور  
دستِ پا جنبش تقبیل سو گئے تھے مجبور  
کہ یہی ملک محبت میں ہے جاری دستور  
شعلہ ہوتا ہے جہاں دود بھی ہوتا حضور  
اس طرف جلوہ اجلالِ محبت کا ظہور  
اس طرف شانِ خدا حکمِ خدا سے مجبور  
کشمکشِ عدل و محبت کی ہے باہم مشہور  
فدیہ حضرت عباس کریں عفو حضور  
طاعتِ حکمِ خدا مینے آنے کا قصور  
راہ اسلام میں سب ایک ہیں نزدیک دور

مسل  
حکیم سید فرید احمد عباسی  
امروہی

دیکھ لیں اہلِ نظر دیدہ حق سے کشتی  
اس مساوات میں نشانِ نبوت کا ظہور

# اسلام کنو کنو تراز ہوگا

ہر کے ازلن فوشد ماہرین  
کھنڈنڈن من شدم ہسارگو

آج مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کے ہر  
والے انسان عالم ہوں یا اہل امیر ہوں یا فقیر اسلام کا  
بول بالا چاہتے ہیں۔ انہیں اسلام کے عروج کی تمنا ہے انہیں  
اسلام کی ترقی کی آرزو ہے۔ اور اس دین میں وہ اپنی  
جانبیں ہمک کھیلانے کے لئے تیار ہیں۔ مگر میری رائے ناقص  
میں وہ اسلام کی ترقی کے متعلق تفکرات پر سے کام نہیں  
لیتے ہیں۔ میرے کہنے سے وہ حضرات نفوذ می ہونگے۔ اچھی  
آنکھیں نہ کھلیں۔ اور اپنے دل سے کہیں لے دل تجھے سرن  
منیر اور شیر و تیر کی قسم ہے۔ اس محنت کے لئے اپنی عنوق  
شکل کو اجساد میں سے نکالے۔

ستم تر اگر ہوسٹ کشد کہ پیر سر و من در آ  
توز غنیہ کم نہ میدہ و دل کشا چمن در آ  
جب دل انداز واہ کھلے گا تو وہ ملاحظہ فرمائیں گے۔  
کہیں اور ہے۔ گذری پہنے، تہ بندہ ہے ایک درویش  
بطحی الی ہاڑیوں میں چلا جاتا ہے۔ اور اس کے پیچھے اسی پیچھے  
پرائے لباس میں اس کے مرید بھی اس کے قدم بقدم ہیں۔  
ہیں۔ مگر ان مریدوں میں سے نہ بعض کے سر پر عمامہ ہے۔  
نہ ٹوپی ہے نہ پٹاؤں میں جاپا ہے۔ نہ موزہ ہے نہ جوتی ہوڑ  
پتھروں کی کتھوں سے اور کتھوں کے جوش سے ان کے  
تلوہ ان کی اچ پائیں زخمی ہیں۔ خون ٹپک رہا ہے۔ ان کی  
شکلوں پر ہموک اور پیاس کی شکایت سے ہوا نیاں اڑ رہی  
ہیں۔ دل کا اشراق اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیگا۔  
کہ آگے آگے کبل پوش فقیر جو خراماں خراماں جا رہا ہے۔  
پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ ہے۔ اور اس کے عقب

از و دن من نجات اسرار من  
از شمایک تن نشد اسرار من  
میں اس کے بار غار اصحاب جانا رہیں۔ جس رستہ کو یہ چل  
ہے ہیں۔ یہ اسلام کا صراط مستقیم ہے۔ گو ہموک پیاس سے  
ان کے پاؤں دے ہوئے ہیں۔ اور بدن میں ان کے خون  
کم ہے۔ مگر ان کی باطنی قوت ایسی بڑی ہوئی ہے۔ کہ  
انہوں نے کسرے اور حبشہ کے تخت سلطنت اور تاج شہزادی  
کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور کسٹوں کی منہ یا مروڑ کر رکھی  
ہے۔ اگر آپ قوت باطنی کو نہیں سمجھتے تو میں سمجھائے دیتا ہوں۔  
ان حضرات کے اتفاق اور پرہیز گاری سے مراد ہے۔ انہیں اگر  
رستم الفزاسا بنا یا تھا تو ان کی پرہیز گاری اور نماز  
نے۔ اگر انہیں خلافت اور حکومت ہاتھ آتی تو نماز سے۔  
یہ لوگ وضو اور نماز کو اچھے پھتیار اور اپنا میگزین جانتے  
تھے۔ ان میں سے جو وضو کرتا تھا گو یا وہ زرہ پہن دیتا تھا۔  
میرزا نوشہ نے خوب کہا ہے

گو ہاتھوں میں جنبش نہیں تھا آنکھوں میں قوم ہے  
رہنے دوا بھی ساعز و مینارے آگے  
جب تک ان لوگوں کا سانس آتا تھا رہتا تھا جب تک  
ان کی آنکھیں حرکت کرتی تھیں یہ اشاروں سے نماز ادا کرتے  
تھے۔ نماز کی زوادر طاقت ہی سے ان کے جذبے بکرو جویا  
لہراتے تھے جس دن سے ہم مسلمانوں نے نماز کے ادا  
کرنے میں تامل کو رہا۔ ترقی نے بھی مجھڑ دیا۔ اگر آپ  
کا اتفاق مسجد میں جانیہ نہیں جوتا ہے۔ تو میرے کہنے  
سے ایک دن مملکت مسجد میں جانے اور جانچنے کو محمد کے  
باشندوں میں سے کہتے مسلمان عشا اور صبح کی نماز پڑھنے  
کے لئے مسجد میں آئے پھر جمعہ کے دن جامع مسجد میں تشریف

لہذا دین حقا ذیقینون الصلوٰۃ ولیرتوں الزکوٰۃ واذلک  
 دین القیمہ یعنی سوائے اس کے انہیں اور کو کچھ نام نہیں  
 دیا گیا۔ مگر یہ کہ وہ اللہ کی سپستش کریں مخلص بن کر دین  
 حنیف اسی کے لئے ہے۔ یہی لوگ اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔  
 اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور یہی دین ہے قائم رہنے والا  
 رب العزیز نے اس آیت شریفہ میں اسلام کی تین علامتیں  
 بتلائی ہیں۔ ایک اپنی توجیہ اور دوسرے نماز ادا کرنا  
 تیسرے زکوٰۃ کا دینا۔ ہماری توجیہ کا حال تو خدا  
 ہی خوب جانتا ہے۔ نماز کی پابندیوں کی صورت یہ ہے۔  
 جو میں اور بیان کر چکا ہوں۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی اس دور  
 میں مفقود۔ اب تو زکوٰۃ دینے کے بدلے سود کھاتے  
 ہیں۔ اور سود کو جائز کرنے کے لئے زبردستی کرتے ہیں۔  
 سود کا نام منافع رکھا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے  
 پروردگار نے کہ طور پر ارشاد کیا کہ اگر تو دوسہزار میں ہزار  
 اور لاکھ دولاکھ حق لکھوں گا جتنا دیکھے تو کھینا نہیں۔  
 کیونکہ صرف دیکھنے دکھانے کے جتنے ہیں اور ان کے  
 دل متفرق ہیں۔ اور جس قوم کا دل متفرق ہو تو خدا میں  
 کس قدر ہوں گئے۔ اور عیث ہیں۔ چنانچہ ہمارے مذہب  
 میں جاہلیت کی نماز اور مسجد کی حاضری اتفاق کی کسوٹی  
 ہے۔ اگر مسلمان نماز کے پابند نہیں۔ تو ان سے کوئی کام  
 بن نہ پڑیگا۔ مگر اب توجہ تھک کر کبھی ابھی اچھی نہیں ہوتی۔ اور  
 اس کی سمجھ اس زائل ہو جاتی ہے۔ مگر قرآن میں انہیں انصاف  
 کی ندانے جو بکرا فرمائی ہے۔ جو جہ نہیں فرمائی ہے۔ اور  
 اس کی غایت اور وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان نماز کے پابند ہو کر  
 اپنی مراد کو پہنچتے رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت  
 تھی کہ جو کی سوکھی روٹی پانی میں بھگو دیتے تھے۔ اور جب  
 وہ گل کر رانی سے کافی ہو جاتی تھی۔ تو اسے جلد جلد پی جاتے  
 تھے۔ بعض مریدوں نے پوچھا حضور اس میں کیا راز ہے۔  
 کہ آپ روٹی اس قدر کھا کر کھاتے ہیں۔ اور اس کے ثمنہ

یہ جائے اور لحاظ فرمائے کہ وہ فرض ادا کرنے کے واسطے  
 کس قدر مسلمان حاضر ہوئے اور سب میں مسلمانوں کی تعداد  
 کتنی بھر عید الفطر اور عید الفصحی میں عید گاہ کی پڑتال کیجئے۔ اگر سب  
 کے مسلمانوں میں سے کتنے مسلمان دو گنا نماز ادا کرنے کے لئے  
 آئے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ مسلمان میت کے ساتھ کتنے مسلمان  
 گورستان گئے۔ اور ان میں سے کتنوں نے فرض کفایہ ادا کیا  
 پھر عرووں کے ہجوم کی سیر کیجئے اور غور فرمائے کہ قوالی سننے  
 کے لئے کتنے مسلمان صحن خانقاہ میں جمع تھے اور نماز  
 کے وقت خانقاہ کی مسجد میں کتنے مسلمان آئے۔ پھر یہ بھی  
 دیکھئے کہ قومی جلسوں میں جہاں بڑی چرب زبانی سے لیکچر ہوتا  
 تھا۔ کتنے اصحاب رونق بخش تھے۔ اور جب نماز کا وقت آیا  
 تو ان میں سے کتنوں نے ہذا کے رفیقہ اور رسول پاک کی سنتوں  
 کو بڑا حضرت سعید بن اسید بنے میں برس مسجد سے باہر اذان  
 نہیں سنی یا انچوں وقت نمازوں سے پہلے مسجد میں حاضر ہو جاتے  
 تھے۔ تھنا تبین کے عہد میں جو اسلام کی برکتوں کا آخری ٹھکانہ تھا۔  
 مسلمانوں کو نماز کا اتنا شوق اور انا ادب تھا کہ ہزارے  
 بیٹھنے والے مسلمان جب مؤذن کا اللہ اکبر کہنا سنتے تھے۔  
 تو ان میں سے درزی اپنی سوئی کو کپڑہ کے اندر داخل  
 ہوئے تھا تو اسے کپڑا سے باہر بھینچتے تھا تا کہ ہر جھوڑ  
 دیتا تھا۔ موچی اپنی ستاری کو جوتی کے اندر سے باہر بھینچتا  
 تھا۔ لہذا اگر کم کو بے کوکھی میں جھوڑ دیتا تھا۔ ہتھوڑا والا  
 جو کھڑے ہو کر لو کاٹ رہا تھا۔ پر ہتھائی پرچوتہ مانتا تھا  
 کھڑے سے ہتھوڑا زمین پر پھینک دیتا تھا۔ رسد نے اگر پانی  
 سے آدھی منٹک بھری تھی تو اوہوری میں جی جھوڑ دیتا تھا۔  
 جس بقائے ہاتھ میں ترازو ہوتی تھی وہ اسے فوراً ہاتھ  
 سے رکھ دیتا تھا۔ اور سب کو جلد دیتا تھا۔ اور ان کی آن میں  
 مسجد نمازیوں سے بھر جاتی تھی۔ نماز کے بعد اپنے اپنے  
 کاروبار میں مشغول ہو جاتے تھے۔ انہیں لوگوں کی تعریف  
 میں رب العزت فرماتا ہے۔ واما عروا لالیعہ واللہ اعلم

جلدی جلدی پیتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ اگر روٹی کے ٹکڑے گئے ہوں تو انہیں ہوتے تو انہیں چاہنا پڑتا ہے۔ اور چیلنے میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور اتنی دیر یاد الہی سے فراموش ہوتی ہے۔ اور کھٹے سے جلدی آٹانے کا بھی یہی مدعا ہے۔ کہ خدا کی بندگی میں تاخیر نہ ہو۔ دیکھو جناب علی مرتضیٰ کی ظاہری پوزیشن کو سمجھ کر روٹی جو کئی کھا تھے۔ اور قلموں کے دروازہ ایک ہاتھ سے اکٹھے رکھتے دیتے تھے یاد کرو درہم جیسے معرکہ کہ جب امیر معاویہ نے مقابلہ کے لئے صفین میں آئے۔ تو حضرت المؤمنین حیدر کرار غیر فرار بنے اپنے پیکر برق رفتار کو ٹھکرایا اور میدان کار زامیں آپ نے لٹکا کر فرمایا اے معاویہ لیکن ہوں کہ خون سے زمین کو لالہ زار کرنا کس نے بنایا ہے۔ خلافت کے مسئلہ میں میرا تیرا جھگڑا ہے۔ اپنی فوجوں کو اپنی پشت پر کہ اور میری فوج کو بھی اپنے کھوڑے پر سوار ہو کر میرے مقابلہ کے لئے آ جا پھر خدا جو کہے۔

زمانہ کراتا جدار ی دہد  
گرا جھنڈی و خماری دہد

حضرت امیر المؤمنین کی اس گفتگو کو سن کر امیر معاویہ کا دم بند ہو گیا۔ اور وہ اپنے لشکر کے نکل کر خیمے میں جا گئے موسیٰ الشمری ان کے مصائب اور ان کے ہوا خواہ پیچھے پیچھے دوڑے گئے۔ اور کہا کہ اے معاویہ تو نے قریش کی حسبت اور غیرت کو سمجھ ڈال دیا۔ تیری اس نامردی کو دیکھ کر دونوں لشکر فخرے منہن رہے ہیں۔ تو علیؑ کے مقابلہ کے لئے کیوں میدان میں نہیں جاتا۔ امیر معاویہ نے کہا اے موسیٰ الشمری تیرا جو جی چاہے وہ کہہ لے اور لشکر قنبا جا میں میرے اور بہنیں نہیں مگر میں علیؑ سے کد بکد لڑائی کے لئے ہرگز آزادہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے اسے پہن سوا سے دیکھا ہے۔ اس کی ذالغدارے پناہ سے اس سے جو حر لیت جا کر لڑا نہ ہوا نہیں بچلے مجھے اپنی جان گنوا فی

منظور نہیں۔ میں تمہارے جھانسنوں میں کسی طرح نہیں سکتا ہوں۔ میرے دوستو! کیا کوئی فاکر کش اتنا پر زور و جری اتنا بہادر و تناسبا ہی ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ صرف عبادت صرف عبادت الہی کی طاقت بنتی ہے۔ یہ نماز کی قوت تھی مسلمانوں جب ہم نماز کے مرکز پر آ جائیں گے۔ تو اسلام اپنے مرکز پر آ جائے گا۔ نماز کا ذوق شوق جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھا۔ وہی آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھا۔ وہی ان کے بعد اولیاء اللہ کو تھا حضرت عینہ عذاریؓ جیسے بیٹے اس دردناک آواز سے روئے کہ حاضرین گھبرائے۔ اور سمجھے کہ آپ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ عرض کی خیر ہے۔ آپ اس قدر تیاب کیوں ہیں۔ فرمایا بھائیو میرا ایک درد کلات ہو گیا ہے۔ اس صدمہ سے بے چین ہوں حاضرین نے کہا اگر فوت ہو گیا ہے تو اس کی تلا فی کر لیجئے۔ ارشاد کیا یا دالہی سے فرصت کہاں ہے۔ جو تلا فی مافات کو نہنگ۔ اس یاد کی برکت ہے کہ بڑے بڑے تاجدار اور شہر یار ان کے قدموں کو بوسہ دیتے تھے۔ اور ان کے آگے سر جھکاتے تھے۔ اور اس نماز کی برکت تھی کہ مسلمان عروج پر تھے۔ میرے دوستوں جن بزرگوں کو تم نکما اور حقیر جانتے ہو۔ اسلام کے باقی اور سرپرست وہی تھے۔

در حقیقت نکمے ہم تم ہیں۔ پیسا پیسا اور عین پر اٹھایا۔ ابھی وہ وقت بہت دور ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کی کا نگہ آری کو نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارے بڑوں کی جیب میں اور دستاروں میں سواکس لکھی ہوتی تھیں۔ اور وہ ان کے ذریعہ سے دم بدم اپنا منہ پاک کرتے تھے۔ ایک زمانہ یہ ہے کہ ہمارے بچوں کی پاکٹوں میں سکرٹ اور دیا سلائی کے کبس اور ہمارے بڑوں کی جیبوں میں پاپ اور سوکھے تمباکو کا ٹین ہر وقت رہتا ہے۔ کیونکہ ہماری قوم میں ایک فراموشی اور ایک بے حسی ہے علما و عطا کہتے ہیں۔ تو ان کے حفظ نہیں سنتے۔ اور صوبہ کے

حال قابل کی صحبتوں سے کوسوں دور بھاگتے ہیں مگر کھلم کاشق ہے۔ تو صرف ان بے فخر نفسوں کا جن کا نام ناول ہے۔ جن کے پڑھنے سے اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ ہمارے کانوں میں دلفریب گستاخی آدم کی آواز تو ضرور آئی ہے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ انہیں ہرگز علم نہیں ان کی سندیت ارشاد کیا ہے بغیر لطیف آدم بیٹا اربعین صابحا یعنی میں نے آدم کی مٹی کو جالیس دن تک اپنے ہاتھ سے خمیر کیا ہے۔ ان کی آکا ہی محض اتنی ہے کہ ڈھار کی لائن ٹن راجن کا چاقو سب کارخانوں اور میکروں کے چاقو اور لائن ٹن سے اچھی ہوتی ہیں۔ سائے صابون میں پیرسٹا والی کسٹرن کا لے نفیر ہوتا ہے۔ کاش انہیں یہ راز بھی کھل جاتا کہ میں کس سیکر کا بنا ہوا کھلونا ہوں مجھے کیوں بنایا ہے۔

اگر وہ تفکر سے کام لیتا تو یہ صدا بھی ان کے کان میں فوراً پڑتی کہ نفعت قیہ من روحی۔ یعنی لے بنی آدم میں اپنی روح تیرے قابل میں پھونکی ہے اور تجھے ہی سجدہ و بلا ہم بنایا ہے۔ سجدہ کی سزا وار تیری ذات پاک ہے۔ مگر میں تیری عزت بڑانے کے لئے اپنی عبادت میں تجھے شامل کیا۔ مگر انوس ہے کہ تو نے اپنی شان اپنے محل کو فراموشی کے پردہ میں خاک کے اندر ملا دیا۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھڑ جائے تو تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ مسلمان اب بھی پر میز نگاری اختیار کریں۔ تو کچھ نہیں کیا ہے۔

علیم ناصر نذیر فراق جانشین درد  
از دہلی کوچ چلیاں  
بارہ دری خواہر میر درد جھٹکا

## آل انڈیا قریشی کانفرنس

کا

آئندہ سالانہ اجلاس

درمندان قوم سے اپیل ہے۔ کہ وہ مہربانی کر کے احباب کو شریک جلد کرنے کی ساعی سے جلد کو کامیاب و بارونق بنانے میں ہر ممکن طریقہ سے ہماری مدد کریں۔ ۱۰۷

انتخاب صدر

کے لئے اپنی اپنی رائے سے بہت جلد ہمیں مشکور کریں جو کہ قریشی ماہوار ہے۔ اس لئے سپہم اس قسم کی اپیلوں اور اطلاعوں کی اشاعت ناممکن ہے لہذا احباب اسی التماس پر اکتفا کریں۔ والسلام

فاضل عنایت علی

آنزبری جنرل سکرٹری  
انجمن قریشیان ہند امرتسر

یہی خواہان قوم خصوصاً انجمن قریشیہ گجرات سے توقع کی گئی ہے۔ کہ وہ مرکزی انجمن کے آئندہ سالانہ اجلاس کی دعوت دیکر تشریف مقاصد میں جھریں گے۔ لیکن ان کی خلاف امید خاموشی نے ہماری اس توقع کو منقطع کر دیا۔ چونکہ اجلاس کا انعقاد ضروری ہے۔ اسلامی امور سے دلچسپی والے قوم کے سچے پی خواہ اس کے لئے مقرر بھی ہیں۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے

کہ انشا اللہ تعالیٰ آئندہ سالانہ اجلاس

امرتسر کے مقام پر

منعقد ہوگا۔ تعین تاریخ و غیرہ کے مسئلہ پر اختلافی کمیٹی غور کر رہی ہے۔ ہندوستان کے جملہ قریشی احباب کو مدعو کیا جائیگا دعوتی مراسلات کے اجرا کے لئے فرستوں کی بہم رسانی میں جو بھائی مدد کریں گے۔ ہم ان کے مشکور ہوں گے

# مذکرہ وسنۃ صدای حق جرات صداقت پر ایک نظر کے جواب میں (از جناب شیخ غلام حسین صاحب شاہ صاحب مدنی)

پیشگی کے مقابلے میں میرے پاس صرف ہیچو اتنی ہے۔ اھاس  
بے بغیر عتی کا بلا شرکت غیر سے مالک ہونے کی وجہ سے مجھے  
بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ

پیتا پی۔ یہ محال۔ یہ طاقت نہیں مجھے

البتہ جو میرے دل میں کانٹے کی طرح کھینکتی ہے۔ جو امر  
میرے جذبات میں تلاطم پیدا کر رہا ہے۔ اس کو راز سرہ پہ کہنا  
کفر خیال کرتا ہوں۔ اور مجھے وثوق ہے کہ اس بنا پر میری  
جرات و صداقت قابل مواخذہ خیال نہیں کیجاؤ گی۔

تاریخ عالم کہ آہم میں خطہ عرب کے ظہور قدسی سے  
پہلے زمانہ کی جو نصرت تھی۔ اس میں کس و غار نگری کا رنگ  
تھا۔ سفاکی و درناگی کا رنگ تھا۔ عذر و نحوث کا رنگ  
تھا۔ عجب و جہالت کا رنگ تھا۔ تھا۔ تھاجر نسبی و انانیت کا  
رنگ تھا۔ کبر و رجوت کا رنگ تھا۔ بد اخلاقی اور بد کاری  
کا رنگ تھا۔ اور یہ رنگ کچھ ایسے شونے سے۔ گراۓ کے  
سوانہ کچھ اور نظر نہیں آتا تھا۔

تھا۔ جیسا سوزد افعات کا بارسیم اس وحشتناک کہ نہ نظر  
نقصور نے دونوں باتوں سے سبب لایا ہوا تھا۔ لیکن جب  
توحید نے شرک پر یورش کر نکلا ارادہ کیا۔ فوراً  
ظلمت کو کافر کر دینے کا ہیرہ کر دیا۔ منہ اٹھا کر نسبت  
ناپرد کرنے کی ٹھکان لی۔ اسلام نے کفر کو لیرا میت

بیشتر اس کے کہ میں اصل مضمون پر قلم اٹھاؤں۔ یہ  
عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میرے اس مضمون  
میں جو میرے دلی جذبات کا نتیجہ۔ ناظرین کو بہت سے  
نامرلوں پہلے۔ بہت سے ناموزون الفاظ اور بہت سے  
نامرغوب کلمے نظر آئیں گے لیکن میں خود صاف صاف  
الفاظ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں اردو  
علم ادب کی راہ چھوڑ کر اس راستے پر گامزن ہوں جس پر  
چلنے سے اپنی نثر لی مقصود پر جلدی اور امن سے بے نفع  
سکتا ہوں۔ اس پر بھی اگر میرے اعتراف کو ظن و شک  
سے بچنے کی آڑ لہا جائے۔ تو میں بجز اس کے کیا کہہ سکتا  
ہوں کہ

فکر کہیں بغیر ہریت دوست

اس کے بعد میں بعد ادب قوم کے مایہ ناز اصحاب  
مولانا محمد عبداللہ صاحب قرحق عباسی اور مولانا فرید احمد صاحب  
عباسی کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی مناسبت سمجھتا ہوں  
کہ اگرچہ میرے اس مضمون کے محرک ان کے قابل قدر کلمات  
سیادت قریشی اور مذکرہ و سنۃ تھیں لیکن اس خاص  
فرسائی سے میرا مطلب میری داد و میرا مدحان کا حریف  
ان کا یہ مقابل بننے کا نہیں کیونکہ اول الذکر محمد و علی کی  
تاریخ ذاتی اور عجمی خالصیت اور موخر الذکر کے خیالات کی

تھے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔

ثانیاً۔ اسلام کا دائرہ اشاعت بہت ہی تنگ رہنا۔

کیونکہ امام کو جن کے دامنوں میں سال ہا سال سے فرعونیت

پس رہی تھی۔ عرب کی ہمدوشی سمیت ناگوار گذرتی اس صورت

میں اسلام کا یہ مدعا کہ وہ تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھا

کر آیا ہے۔ پورا نہ ہوتا اور وہ مکہ و مکہ و طائف کے چند مغرور

و کشر گہراؤں میں محسوس می در نشوونما پا کر ناپید ہو جاتا۔

ثالثاً۔ نوع انسانی میں یہ تفریق اسلام کو آہا تیش

آوہا بیڑنا دیتی اور اس حالت میں اس کی بانی کی ہدایت

و نمکساری کے تمام دعاوی و خاکم بہن، باطل سمجھتے۔

اور اسلام حقیقی معنوں میں اسلام نہ ہوتا۔ باوجود اس

عدم جواز کے تیرہ سو سال کے بعد آج پھر ہم اس بات

پر نازاں ہیں۔ کہ ہم کلشن دنیا میں شرافت نبی کے لحاظ

سے صدر جمین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کہ اس باغ کا کوئی

سچول بھی ہماری ہمسری کر نیکا دعوے انہیں کر سکتا۔

یہ دیکھنے کے لئے ہم اس دعوے میں کہاں تک

حق بجانب ہیں۔ جہیں مندرجہ ذیل امور پر ٹھنڈے دل

سے غور کرنا چاہیگا۔

۱۔ قرآن کریم کی اس تغا غرضی کے متعلق کیا

راے ہے۔

۲۔ حضور سرور کائنات ذاء امی والی نے میا زات

نصب کو کہا تک۔ وارگھا۔

۳۔ کاشانہ جنوت کے ان فیض یابوں کا جو حقیقی

معنوں میں افضل القبال تھے۔ اور جن کی اولاد ہونے لگی

ہم سعادت دامن خیال کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں کیا اصول

تھا۔ مندرجہ بالا سوالات کا جواب نہایت ہی صاف ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

(باقی)

کر دین کا عدم بالرم کر لیا۔ تو یہ تمام دعاوی یہ تمام اراے

اس طرح پورے ہوئے کرسلہ عام اعلیٰ میں ظہور فرما

ہوا۔ گلشن جنوت کا یہی وہ آخری سچول تھا جس کی جگہ نے

انہی عطر باستی سے وراغ عالم کو مسطر کرنا تھا۔ بہرہ گیری

کی یہی وہ آخری تاجناک شمع غلخت رہا ہے جس نے

حیثم جہاں کو اپنی تابانی سے خیرہ کرنا تھا۔ معدن رسالت

کا یہی وہ گوہر بار تھا جس کی جنبش انکشت سے آئینہ بدر

کمال کا شفق ہوتا تھا۔

منصب جنوت کے حصول سے پہلے بھی اس پوریشین

مشہد شاہ کوہین کے دل میں ان خیالات کا جبرے پایاں

جنہوں نے جنوت کے درمنور میں انسانی فانی سے ہر ایک

ہر ایک عیب کو۔ ہر ایک نقص کو ہر ایک سقم کو نہایت حکیمانہ

انداز سے جوڑے اکھاڑ پھینکا۔ موحسب مارتا تھا۔ چنانچہ

تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ نوع انسان کی فلاح

و بہبودی میں حضور عالم کو مدد دہر ا تھا۔ مساوات

و اخوت کا خیال دل میں نقش فی الحجر تھا۔ منصب جنوت

پر فائز ہونے کے بعد یہ خیالات اور راسخ ہو گئے۔ اور

جس طرح اصلاح عمل کی آمد تک شاداب رہنے والی سخی

فراوان بارور ہوئی۔ اس کی تغیر تاریخ عالم پیش کر نیے

قاصر ہے۔

قوی تفریق و نسلی امتیاز و بد۔ اسلام میں کوئی حقیقت

نہیں رکست۔ اگر اس کو جائز قرار دیا جاتا تو

اولاً خدا نے آدم کی حمد و ثنا کی بجائے سرورانی قدم

کی تعریف کے نغے زبان زد خلایق ہوتے اور جس مقصد

وحید کے لئے قدرت نے اپنا آخری پیغام بھیجا تھا۔ وہ

کبھی بھی پورا نہ ہوتا۔ اور قرآن کریم کے علم کی بھی نہیں نہ

ہوتی۔ غدا اقصیت نہ سلگم فا ذکر والدہ کہ کریم اوبادکم اواشد

و ذکر ادبقر، در ترجمہ بہر خبر آب حج کے ارکان تمام کر نیلو

تو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کے ذکر میں لگ جایا کرتے

## امتحان گاہ ہستی

جوانم نہ مانتے تھے وہ کچھ تابندہ تر نکلے  
جواب آسا جنہیں موج طلبی تھی سرگرداں  
سے نہ آشناے جادہ منزل جو صحرا میں  
کنارہ بحر ہستی کا ہے دنیا ہو کہ عقبہ ہو  
اڑے تھے جو ہمارے شادمانی بنے عالم پر  
خبر توجہ تھیں عالم کی جنہیں امواج لاسلمی  
جنہیں مغرور رہتا تھا کبھی زعم ہمہ دانی  
نہ بر کر رہا ہے آج ان پر مشیر خدائی

نئی دنیا ہوئی ہے گردش افلاک سے پیدا  
گہر بن کر چلکتا ہے وہ تاج کامرانی میں  
ضیاء پاشی اسی کی ہے یہ دنیا کے تما میں  
فرو اتیک ہوا ہے اور نہ ہوگا دست دوراں سے  
رہے گا دینیت بزم جہاں مسلم قیامت تک  
ہیں اسرار ازل پوشیدہ لاکھوں اس کی ہستی میں  
ہیں خوابیدہ بہت ذرات عطیہ اس کی ہستی میں  
نہ ہوگا علم و دولت سے توازن زینبار اس کا  
منقش ہیں جبین و سر نقش اسکی سطوت کے  
سے اس کے واسطے اک خلیل مد و جز موج غم  
حریف سا غرار ماں بجی ہے چشم یاس اس کی  
گزر اس آسمان پرواز کا عرش بریں تک ہے  
خدائی طاف تھیں مضمر ہیں اس کے دست مبارک میں  
زمین کیا آسمان تک گویہ کر سکتا ہے قابو میں

# تذکرۃ الصالحین

## ”فرید اعظم“

نبات عرفی تھا۔ اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینے کی آرزو غالب۔ اس لئے جب آپ نے حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ تو پھر مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے شہدہ شدہ آپ اجمودہن میں پہنچے دنیائے تواریخ اگرچہ دو ہزار تین سو سال سے اجمودہن کے نام سے واقف اور آگاہ ہے۔ مگر جب وہاں تشریف لے گئے۔ تو اس زمانہ میں وہاں کے باشندے اٹھا۔ منکر و فیساں اور کرم و عفا تھے۔ یہ معاملہ دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے نفس کو مغلوب کر کے فرمایا۔ کہ اسے فرید ترے رہنے کے لئے یہ اچھا مقام ہے۔ مگر باشندگان اجمودہن نے اپنی عادت جہلی کے لحاظ سے آپ کو شہر میں نہ رہنے دیا۔ جس کی وجہ سے آپ شہر سے باہر ایک کنیہن اور کچھ دار کریر کے دیعت کے سایہ لے اقامت گزین ہو کر یاد حق میں معروف ہوئے مگر اس صورت میں بھی آپ کے زہد و اتقا اور خدا پرستی کی شہرت دور و نزدیک تک پہنچتی گئی۔ اور اطراف جوانب کے مشائخ اور آئید وین آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے بالآخر اس شہرت نے یہاں تک کثرت پائی۔ کہ نسبی اور فضلہ کی آہورفت اور بود ماند کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اودہ آپ کی طفلیں اجمودہن کا نام پا کپن ہو۔ اور پھر پاکپن سے پاکپن شریف۔ جس کو آج ساڑھے سات۔ و سال کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور اب ملکی اور مغربیائی تقسیم کے لحاظ سے پاکپن

غزوہ ماہ رمضان المبارک ۵۹۹ھ ہجری دنیائے اسلام میں ایک ایسی مبارک و مسعود تاریخ ہے جس میں ہمارے خدا محمد قطب المذاہدین حضرت مولانا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ رقبہ کوئی وال میں جو آجکل شایخ کی چاولی کے نام سے موسوم اور پاکپن و دھاران شریف کے درمیان ضلع شمان میں واقع ہے۔ جلوہ افروز عالم ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی نسودہن سلیمان ہے۔ آپ مہر زاد ولی تھے۔ شہر شہبان کو حیا آپ کو لہہ ہوئے۔ نوشام کو ابر کی وجہ سے مطلع صاف نہ تھا اہل رمضان میں شہر ہوا خلافت شہر آپ کے والد بزرگوار غنی جمال الدین سلیمان کی خدمت میں حاضر ہو کر روزہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

ایک بزرگ حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج کی رات خدا نے ان کو فرزند عطا کیا ہے۔ اگر وہ فیضان صبح دودھ پی لے۔ تو رمضان نہیں۔ ورنہ تحقیق رمضان ہے چنانچہ کئی دالہ ماجدہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے دودھ نہیں پیا۔ پھر سب نے روزے رکھے۔ اور بعد کو قریہ و جوار سے بھی جان نہ پوچھا کہ جن پر موصول ہوئیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی قسیم خاتون بنت مولانا جلیل الرحمن خجندی ہے۔ آپ عارف زمان اور سجاہ الدعوات تھیں جن کا ذکر فیہ اکثر کتب سیر میں شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہے۔

حضرت فرید الملت کو سن تیسہری سے فقر و فاقہ نہ اور ستر سال

لے دادا جان مرحوم قاضی غنی بخش صاحب بنی قلمی یادداشت میں بی بی خرمندان لکھا جو منہم ہوتا ہے۔ کہ زبانی غازی کی اصطلاح عام میں قسمر سے قسندان اور پھر خرمندان سمجھا گیا۔ (تذکرہ)

ایک پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ اور یہ سب اولاد بی باہرہ خاتون بنت سلطان غیاث الدین ہی سے پیدا ہوئی۔ یہی قول صحیح ہے۔ پوتوں اور لڑکیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ بلکہ کثرت اولاد ہی کی وجہ سے آپ کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بقول مصائب جوہر فریدی پچاس ہزار تین سو سیالیس ہے۔ جس کے دسے مریدوں کا اندازہ اس تعداد خلفاء ہی سے قائم کیا جاسکتا ہے۔ کہ کستور ہوں گے۔

آپ کی ریاضت شاد کے ضمن میں کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک لکڑی کی روٹی اور کھڑکی کے بنے ہوئے انگوروں کا ایک خوشہ جوتا تھا۔ جس کو بھوک کے وقت آپ اپنے پیٹ پر رکھتے۔ اور نفس کو اطمینان دلاتے۔ وہ چوٹی روٹی اور انگور اب تک آپ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ جبکہ زیارت عقیدت مندوں کو کرائی جاتی ہے۔

آپ کا مقبرہ تھا۔ کہ اگر سہت۔ غم نیست۔ اگر نیست۔ غم نیست منقول ہے۔ کہ ایک شخص نے سلطان غیاث الدین کے نام اپنے ایک کام کے متعلق آپ سے ایک طعناشی کہنے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا جو ردہ لکھا۔ وہ مجھ پر سب ذبح ہے۔

رفعت قضیۃ الی اللہ شہیدہ وان اعطیہ اللہ  
فالمطیٰ هو اللہ وانت المشکور یہ شخص کے یہ سننے

ہیں۔ کہ میں نے اس کام خدا کے سپرد کیا۔ اور اس کے بعد ترے۔ اگر تو اسے کوئی چیز تجھے۔ تو فی الاصل تجھے والا الہ ہی ہے۔ اور تو مشکور ہوگا۔ اور اگر تو اس کو کچھ نہ تجھے۔ تو منع کرنے والا الہ ہی ہے۔ اور تو معذور ہے۔

آپ کی عمر شریفہ ۹۰ سال کی تھی۔ کہ پانچویں محرم ۷۵۰ ہجری کی رات کو آپ پر کچھ حالت فشی طاری ہوئی۔ جو ش آئے پر فرمایا۔ کہ میرے نماز و شایر ہی ہے۔ یا جانو! عرض کیا گیا۔ کہ ہاں۔ آپ نماز و شایر ادا کر چکے ہیں۔ آپ نے

شریف ضلع شکر پور صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ جس کو اس وقت نہ صرف پنجاب اور ہندوستان بلکہ سندھ اور بلوچستان۔ ایران اور افغانستان۔ اور وسط ایشیا کے دور دراز اسلامی ممالک کے لوگوں تک تک نام شہرت حاصل ہے۔ اور اس کی وجہ صرف آپ ہی کی مقدس ہستی ہے۔ جو اس کی سر زمین میں استراحت فرما ہے۔ (اور جس کا آرام گاہ ہونے کے باعث ہی سے اس کو دنیا کے اسلام و شریف کے نام سے یاد کیا ہے۔

آپ کے کلمات ظاہری و باطنی اور فیوضات معنوی و روحانی نے تبلیغ اسلام کے کام میں وہ کام کیا۔ جو آپ ہی اپنی نظر ہے۔ آپ کی سخت ترین ریاضت و عبادت کا یہ عالم تھا۔ کہ اس پہلو میں آپ اپنے ہم عصر زادوں سے گئے سبقت لے گئے۔ آپ کے صحابہ کرام ہر ہونے کی یہ کیفیت تھی کہ علی التواتر تیس سال تک ماکولات کا ایک ذرہ بھی اپنے اندر نہ جاملے دیا۔

آپ یا خدا میں اس حد تک محو اور خود فراموش تھے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے حرم محترم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا فلان فرزند بعد از شہادت کی جان بلب ہے۔ آپ نے سر اٹھایا۔ اور فرمایا۔ ”بندہ مسعود و چرکند۔ اگر تقدیر حق دہ آید۔ و انجہاں سفر کند۔ دسٹے در پاسے او بندید و میرد او اٹکید۔

آپ کے زہد و ریاضت کی یہی وجہ سے آپ کو زہد الانبیاء بھی کہتے ہیں۔ اور یہی روایت ہے۔ کہ جس طرح جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ آپ کا بھی سایہ آئینہ عمر میں گم ہو گیا تھا۔ اور آپ ازراہ ادب کہ برابر ہی نمودار ہوتے تھے۔ اپنی جگہ سے نہ اٹھتے تھے۔

آپ نے اتباع نبوی و سلم، حار شاہ یاں کیوں۔ بن میں یہ ایک عہد چاہ لی بی ہر مرد خاتون دختر سلطان غیاث الدین بلین بھی تھیں۔

آپ کو پاکین شریف سے چونکہ خاص الفت تھی۔  
اس لئے آپ کا مزار مقدس بھی اسی شہر  
میں بنا۔ جہاں اب ہر سال پانچویں محرم کو  
بہت بڑا اجتماع شہر کے ساتھ آپ کا عرس  
شریف منایا جاتا ہے۔

فرمایا کہ ایک دفعہ اور یہی سہی۔ اسی طرح تین دفعہ آپ نے غار  
اداکی۔ اس کے بعد تین مرتبہ راجی دیا تو دم پڑ کر جان بحق  
تسلیم فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون  
جد بزرگوار علامہ شیخ محمد اشرف صاحب چشتی امین آبادی  
مروجہ و مغفور نے ایک ہی بیت میں آپ کی ولادت۔ برادر  
دھال کی عظیم الشان تاریخ لکھی ہے۔ وہ جو ہذا

در احوال دہن مزار پاک اود شد  
کہ پاک پتن نام خاک اود شد  
(باقی آئندہ)

۱۔ دھن پتن نام خاک اود شد  
۲۔ دم فرما شد تو لد عابدے آزادہ علم  
شد خیرہ البہ سال رحلت مسعود علم

(قاضی فیض حسین قادیانی)

## اپنے حال پر دو آنسو

از شاہ عباسی بکیم صاحبہ از در اس

خدا کا رستہ ہے صاف سینہ ادب سے چل سر نہ کا ہر کا کر  
ہوئے ہیں زیر زمین نہاں نشن مہنتی مشا مشاکر  
علوم سے لایا کبھی بنا کر کبھی بگاڑا مینا بنا کر  
طلب ہے اس بے نشان کی ہم کو کیا پتہ بھی جو بنا کر  
ہماری ہستی نے بائے ہم کو گھٹایا ہم آخر بڑا بڑا کر  
گئے ہیں وہ خدا میں سارے سروں کو اپنے گناہ کا کر  
ہوئے ہیں مجرم علم سے وہ خزانے اپنے لٹا کر  
ہوئے ہیں افسوس خواہ کیسے یہ یاقوت اپنی گواہ گواہ کر  
گئے ہیں آخر چمکے دالے ہیشہ ہم کو جگا جگا کر  
دون پہ اہل جہاں کے اپنا سکھ میں سکھ جگا جگا کر  
ہم اپنے حمل دماغ باکل دونوں میں خود سما کر  
او۔ ایک ہم ہیں میسوں میں چرسے ہیں عشرت گنوا گوا کر

خودی سے باز آنہ خوار ہو تو خدا کے یہ خدا خدا کر  
کہاں وہ علم و ہنر کے بانی کہہ میں تنقید کہہ کر کیا فی  
عجب ہیں قدرت کے کارخانے کچھ اسکی لیے ناز کی  
نہ دل کو تسلیں تاب دوری پیچھے مصیبت میں دل لگا کر  
کہاں دولت کہاں حیات کہاں ہمت کے کارخانے  
کہاں پیچھے عباسیوں کی شوکت کہاں ہے غیاثیوں کی سوت  
علوم پیچھے ہیں جن کے سے سب جہاں پیچھے تاجن باکل  
کہاں حیات ہے اب ہو میں؟ کہاں وہ تاثیر گفتگو میں  
وہی ہے غفلت ہی ہے سستی ہی تھا ہی تھا فل  
کہاں وہ اسلام کے ہوا خواہ کہاں وہ سردار قوم کے آہ  
ہوا ہے کا فور درد قومی شہید اپنی غرض ہے سب  
ہیں ایک وہ بھی جنہیں ترقی کی راہ میں نہ رہتے تھے

وہ قہر کے تھے جو بانی ہے باقی انکی فقط کہانی  
نہ کچھ پہلے نہ کچھ شاکر۔ رانے لائے کوئی لٹاکر

# خلفائے راشدین

منقبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضاه عنی  
 باو حق سرگروہ مخلصین مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر عاشرین  
 تیر تابان اوچ خلعت و صدق و صفا افضل اصحاب و یار اولین  
 حاکم ملک شریعت، صدر ایوان دہلے شہزاد و پیش قوی بازوئے دین  
 خلیفہ اللہ بعد الانبیاء محبوب حق ہمزبان و ہم خیال و ہم نشین  
 ثانی انبیا و ہامانی الغار در قرآن بخواں بود در زہ گریہ و گم یمین  
 اتحاد باہمی سنگر کہ گشتہ تا ابد مصطفیٰ اور اقرین و اول قریب  
 مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

اے شاہ ظلم خلعت! بر تن تیک نظر!  
 از راستے ہر دو چشم سر تمکین مصطفیٰ

منقبت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وارضاه عنی  
 لا مکاں نیست جز مکان عمر لے نشان نیست جز نشان عمر  
 سہر حق بشنواز زبان عمر بیظق الحق علی السان عمر  
 اجعل الحق تابعہ گفتہ حضرت مصطفیٰ نشان عمر  
 از خدا و نبی پیرس این را قوجہ دا فی کہ حسیت شان عمر  
 پیچ مقبل نہ شد قبول خدا تانہ شد سر بزدستان عمر  
 نیست چیز دگر بحضرت او ہمہ عشق است در جہان عمر  
 دستہا بست و قلمہا بکشدو بنیشی تیغ ابرو دان عمر  
 قدسیاں پائے شاں ہی بوسند اے زپے قدر قدر بندگان عمر  
 ہر کس از من / انس و حورو ملک ہست پس خوردہ و خوار خوان عمر  
 ناند از پیچ کس پس از مصطفیٰ خدمت دین حق کسان عمر  
 آمد از حسیں خمرچہ تیر قففا لیک می جنت از کمان عمر

باد و چشم دل تبارا  
 سرمہ از خاک آستان عمر

(منقبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وارضاه عنی)  
 قبل اہل یقین حضرت عثمان غنی سجدہ گاہ دل و دین حضرت عثمان غنی



## یٰٰذکرہ سادات قریش

میں۔ مدینہ شریف میں وفات ہوئی۔ آپ علاوہ باطنی دولت کے علاوہ ظاہری دولت بھی خاصی رکھتے تھے۔

ابتدا اسلام میں آپ دارالندوہ جو سادات قریش کے دارالخلافہ تھا۔ آپ اس کے پرنسڈنٹ تھے۔ امیر معاویہ نے ایک لاکھ کھن دارالندوہ آپ سے مول لے لیا تھا۔ ابن زبیر نے یہ دیکھ کر ان سے کہا کہ آپ نے قریش کی عزت کو فروخت کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عتیکم بن خرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ذہیت الکما یکام الا التقویٰ۔ اب ساری عزتیں کافر ہو گئیں۔ اب عزت اس کی ہے۔ جس کے دل میں خدا خوف ہو۔ بعض مورخ کہتے ہیں۔ آپ پہلے مولد الطوب میں سے تھے۔ بعد ازاں آپ کا اسلام دیکھا اسلام ہو گیا۔

زمانہ جاہلیت میں آپ نے ایک سونگلام آزاد کئے تھے جو سوداؤنوں پر سوار کر کے آزاد کئے گئے تھے۔ جب مسلمان ہو گئے۔ تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا ہے۔ کہ میں پہلے جو اچھے کام کرتا تھا۔ اور سخاوت کرتا تھا۔ اس کا کچھ اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ انہیں باتوں کا تو نسخہ ہے۔ کہ تم دولت اسلام سے سرفراز ہو گئے۔ حالت اسلام میں جب آپ نے حج کیا ہے۔ تو سوداؤن قربانی کے لئے آپ کے ساتھ تھے جن کی جہولیں بمشقتیں تھیں۔ و دلوگوں میں چاندی کے بار تھے۔ چاندی تختیاں تھیں۔ جن پر کہا تھا۔ عتقا اللہ منہ حکیم بن محمد ام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید فرید احمد عباسی امرودی

طبيب خاص طيبه كالج

دہلی

قرنہی سادات میں سے ایک بزرگ تھے۔ جن کا اسم گرامی حضرت  
 حکیم تھا۔ جن کی بابت صاحب استیعاب لکھتے ہیں۔ کان عاقل  
 مر یا فاعلا تقیا سعید۔ یعنی حضرت حکیم بڑے فاضل  
 عقلمند و سزاگار مد تھے۔

حضرت سید عظیم بن خرام کا نسب

حضرت سلیم بن خزام بن خویلد بن اسد بن عبدالمطلب بن قحطانی  
القحطانی الاسلمی۔ حضرت سید حکیم قریشی حضرت سید مکیذ الکبریٰ  
ام المؤمنین کے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت خاص بیت اللہ  
میں ہوئی تھی۔ صورت یہ ہوئی کہ آپ کی والدہ حاملہ  
تھیں۔ اور قریشی سیدائوں کے ساتھ طواف بیت اللہ  
کر رہی تھیں۔ اسی حالت میں دروزہ شروع ہو گیا تو  
چڑھے کا بچوٹا لایا گیا۔ اور آپ کو بیت اللہ میں ڈال دیا  
گیا۔ کہ حضرت سید حکیم بن خزام رونق افروز عالم ہو گئے۔  
آپ کے مرتبہ کا علویاں سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے آپ کی ولادت کے لئے اپنی ہی کو مقرر منتخب کیا۔ آپ زمانہ  
عاجزیت میں تمام سادات قریش میں ممتاز نشان رکھتے تھے  
اور زمانہ اسلام میں بھی آپ کا تقویٰ و طہارت مشہور رہا  
اصحاب قبل کے واقعہ ستیرہ سال پہلے آپ پیدا ہوئے تھے  
بعض مورخین کا قول ہے۔ کہ بارہ سال پہلے آپ کی پیدائش  
ہوئی تھی۔ آپ کے اسلام کا اختراع کے کے وقت ہوا تھا  
آپ اور آپ کے چچا سید عبد اللہ سیدنا سید نبی ہیں  
ہشام۔ سب دواہرہ اسلام میں آ گئے۔ اور حضور نبی اکرم  
کی محبت بابرکت کے شرف مستند ہونے۔

حضرت سید حکیم قریشی کی عمر اکیسویں برس کی ہوئی۔ ساتھ

# باب الثیاریخ

## تیارخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ ملک حبش میں اسلامی حکومت

ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

### منزع اسلام کی خونین آبشار

جس کی خاک کے ایک ایک ذرے کے اندر انقلاب و حوادث کے  
قرون و اعصار پوشیدہ ہیں  
آٹھویں صدی ہجری کی آبشار سے نیکر اب تک وہ متواتر  
و مسلسل سلسلوں کے خون کی بارش سے سیراب ہو رہا ہے  
لیکن اسکی تشنہ لبی میں پی اب تک کمی نہیں آئی۔

مصر، سوڈان، زنجبار، صومالیہ، یونس۔ انجیر یا (الجزائر)  
طرابلس، مراکش، دہ سرزمینیں ہیں جو بارہویں اور تیرہویں  
صدی کی اسلامی شہادت گاہیں ہیں۔ لیکن ملک حبش کی تاریخ  
افریقہ میں اس سے بھی ایک قدر کم تر شہادت گاہ کا نشانہ دیتی  
ہے۔ جس کا زمانہ تیسرا آٹھویں اور نویں صدی ہجری ہے اور  
در اصل ہمارے معتمدوں اسی جزیرہ عرب نظارہ خونین کی تلاش میں  
سلطان سعد الدین شہید

حبش کی حکومت اسلامیہ پر جو تعصب نعرانی کا نتیجہ اعمال  
ہی، ساتویں صدی کے آخر میں درجیہ گزشتہ نیروں میں  
بیان ہو چکا ہے، سلطان سعد الدین تخت نشین تھا۔ حبشیانیت

دنیاں میں سب سے نازک قدرتیں کیا ہے؟ خون، لیکن  
اسلام میں یہی نفس سب سے نازک ہے۔ ممکن ہے کہ اور  
قومیں تجارت، تعلیم اور صنعت و حرفت سے بنی ہوں لیکن  
اسلام کا بارغ تو صرف خون ہی سے سیراب ہو کر تیار ہوا ہے  
حرز جمع کا خون۔ فاروق اعظم کا خون، اعلیٰ مرتضیٰ کا خون  
سید الشہداء کا خون۔ اور اسی طرح اور صد ہا خون اس کی  
زمین پر رے۔ اور دنیا کے انقلابات دیکھے۔ پس یاد لی  
الابصار کا خون کی ان سطحوں میں یہی جو آج دنیا کے  
ہر حصے میں بر رہا ہے۔ غور سے دیکھو کیا لکھا نظر آتا ہے  
۱۔ کونج تربت پر وارنہ اس قسم دیدم  
کہ آئینے کو مرا سوخت، خولش را ہم سوخت  
بساط ارض کا کون سا گوشہ ہے۔ جو مسلمانوں کے رنگ  
خونین سے گلکار نہیں۔؟ ایشیا سسٹانوں کا قربان گاہ اور  
اور یورپ ان کا مذبح ہے۔ لیکن ایک اور نقطہ حکم افریقہ  
ہی ہے۔ جو اپنی فحشی اور بے ابی کے لئے مشہور ہے۔ اور

شہر کو جن میں علمائے مدارس، مشائخ تصوف، کاشت کار عوام غوثینک، برہمن اور ہر درجہ کے مسلمان شامل تھے، ساتھ لیکر مقابلہ کیا۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ مسلمانوں کو برکیت ہوئی۔ اور ہزاروں علماء و مشائخ و عوام شہید ہوئے۔

حسین شہید دنیائیس ایک بارید رہا۔ لیکن واقعہ شہادت حسین اسلام کے پروردگار انقلاب میں پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور ہوگا۔ سلطان سعد الدین جنگ سے ذکی کر جزیہ تسلیم میں پناہ گزین ہوا۔ لیکن دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور شہر میں پانی بند کر دیا۔

قوموں کے زوال و فنا کا ہمیشہ صرف ایک ہی سبب رہا ہے یعنی خلیفہ قوی، تعداد کی تباہی، ہندوستان کا زوال، مغرب اقصیٰ کی زیادتی۔ اور تصغیف و طہران کا نہ مقب۔ ان میں سے کون سا واقعہ ایسا ہے جس میں اس سبب شکوک کا وجود نہ تھا۔ کم یا کم پاشا کو تصغیف میں روئے ہو۔ لیکن لغو و دیکھو تو کسی پر بادشاہ مملکت اسلامی میں کامل نہ تھا۔

سلطان سعد الدین محاصرہ میں دریا سے نزع کے کنارے تھا۔ لیکن درحقیقت وہ قرات کے ساحل پر تھا۔ اور حبش اس کے لئے کوہ کی سر زمین بن گئی تھی۔ تین روز گزر گئے مگر اس کے مدین میں پانی کی ایک بوند نہ گئی۔ ایک کامل صفت خلیفہ کار نے محاصرین کی رہنمائی کی۔ دشمن اندر گھس آئے سلطان تین دن کی پیاس کے بعد یسریا اٹھا۔ کہ ایک مسلمان کی طرح مردانہ اور جان دے۔ لیکن اختہ بھی پیشانی پر ایک گہرا زخم کھا کر گر گیا۔ قاتل کا نیزہ اس کے بدن سے پار ہو گیا تھا۔ لیکن بایں ہتھ شمشیر و زعمائے گادی۔ اس کے تشنگ و تشدد جوٹ معمول و دلہن شہادت پر تسلیم اور کمر ہون تھے!

سلطان کا زمانہ حکومت ۳۰ سال تھا۔ اور یہ رعایا کے لئے ہر طرح کی خیر و برکت کا عہد تھا۔  
(باقی آئندہ م)

مشرکہ الذکر حلی، یعنی شاہ حبش اس برکیت عظیمہ کے بعد ہی دلی سر ہوا۔ سلطان نے زندہ رہ چلے دشمنوں کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود تھی۔ چالیس سو اوروں کے ساتھ حملہ کیا۔ اور کائیتا ہوا۔

حلی برافروختہ ہو کر ایک انتظامی جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ اس کی فوج دس سو اوروں پر منقسم تھی۔ اور ہر سردار کے تحت امر دس ہزار سپاہی۔ ناچار سلطان بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ خاص سلطان کے ساتھ پچاس سو اور اور چند سردار تھے ہاور ہر سردار کے ساتھ ایک چھوٹی سی جمعیت تھی۔ سلطان نے اپنے ضعف اور دشمنوں کی قوت کو محسوس کیا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ گھوڑے سے اترا۔ اور ناصیہ بیاد کو زمین پر کبا سر اٹھا یا۔ تو قوتوں کے بلا شاہ کو اپنے پاس پایا۔ لکھائے اور اطلب اللہ تبارک و تعالیٰ مچا کھلک۔ سلطان نے فتح میں پائی۔ اہل حبش اکثر قتل ہوئے۔ اور جو بچے انہوں نے شکست کھائی۔

سلطان اس وقت دارالحکومت سے ۱۲ منزل پر تھا کہ ایک مسلمان سردار "اسد" نامی "نولن جس" ایک حبشی سردار کے مقابل آیا۔ اور کامیاب ہوا۔ حلی نے اب مسلمانوں کی زیادتی اور حبشہ سے ان کے اخراج عام کا فیصلہ کر لیا۔ اور فوج گراں لیکر حدود اسلامیہ میں داخل ہوا۔ محمد نامی ایک مسلمان ہمدرد اپنی ایک ہزار پیدل فوج کے ساتھ دو کھتے کو بڑا۔ جس میں عظیم کوہ کا سستی پھر آرمیوں کا کام نہ تھا لیکن مسلمان اگر عزت سے جی نہیں سکتے تھے۔ تو عزت سے مرو سکتے تھے محمد اور اس کی تمام فوج حفظ حدود اسلامیہ کا قائل ایک ایک کر کے کھن کر گئی۔ صرف ایک مسلمان زندہ بچا۔ کہ اس داستان شہادت کو جمیع اسلامی میں دہرا سکے۔

حلی نے اس فتح غیر متوقع کے بعد "باروا" نام ایک امیر کو یقینہ سخاوت اسلامیہ کے قتل و قلع کے لئے آگے بھیجا۔ سلطان جلد ہی میں اپنی فوج کو جمع نہ کر سکا۔ ناچار عام ہاتھ دیا



مفتاح جہان سعادت ابدی ۔ فرزندہ سرالاح معنی دانش ۔ فرزندہ نوائے الیگارک منش ۔ سیف اللہ اولیٰ درنگ  
جواد پاک عبد الصمد خان بہادر ۔ لائزل نطلہ الممدود ۔ ادم علامہ الممدود

## قصیدہ

در سے از اوج سعادت محیط علم نوال  
عزیز عالم جان فرد محفل اصرار  
مطالع دہر مطیع رسول عالی رکن  
رفیع قدر جمال جہان و کوہ و قار  
بلند قدر سراپا حیا و عالی شان  
دہر باہنیں گیار  
کریم دہر جہان پرور و امن زمین  
مطیر بر کف اویو بسع گوہر بار  
دہر باہنیں گیار  
مراہم بایہ شادی و ساز ہر نفس  
دریں زبوقلموں زبانہ در جمال  
بامصل بالمشائتہ زیر آب عوق  
چاہ بہر جہان بہر بان عالی قدر  
چوں ابر نیسان دے در کلام گوہر نیر  
کے زنجیر رساند بزم منش در کف  
وکیل عقدہ کشا بر گزیدہ آل سولی  
چوں وصف بہت و احسان و جود مایہ نیر  
زمانہ تابود افروز بہ نیر بینو  
بود مقرب مبارک چہ سنریش چہ نزول  
چودہ حق ترا دولت نگاہ کن از خود

## فروری ۱۸۷۹ء کا القیش

جن معاونین کرام کا سالانہ ہفتہ اس اشاعت کے ساتھ تمہد تاج ہے۔ فروری کا القیش انشاء اللہ تعالیٰ ان کی خدمت میں  
بذریعہ تحیت طلب پیکیٹ روانہ ہوگا۔ کوئی صاحب کسی وجہ سے خدا خواستہ آئندہ کے لئے اسے جاری نہ کہنا  
چاہتے ہوں۔ تو با اسی اطلاع دے کر شکور کریں۔ تاکہ ویلیو کی واپسی نقصان کا موجب نہ ہو  
(دینچرم)

# مشورہ عباس بن علیؑ کے خلاف بہ سلسلہ حرارت و صداقت ایک نظر

## بشارت خلافت آل عباسؑ

تاریخ الخلفاء میں ایک حدیث مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ یسأ السفاح و المنصور و المہدی۔ یعنی سفاح و منصور و مہدی ہمارے ہی ہیں! دیگر حدیث حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت رسول خداؐ نے اپنے ہم کرم عباس سے فرمایا۔ ان الله فتح هذا کلاس بنی و یفتحہ ذوالک۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امارت کا انتلاح مجھ سے فرمایا ہے۔ اور اس کا خاتمہ تمہاری اولاد پر کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سلسلہ خلافت جس کو جمیع اسلامی حکمرانوں نے۔ اور ان کا خلیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو نہ ملی روم و ایران کو بھی یہ شرف کبھی نصیب نہ ہوا۔ خلافت عربیہ ہاشمیہؑ میں خلیفہ معتمد بالله عباسیؑ پر جب کہ وزیر علقمی شی نے دعا سے ہلاک و قاتل کو بغداد بلا کر منتقل کرادی۔ تو اس وقت کے ولی املا اور نامور زمانہ شاعر حضرت سعدی نے بڑا پرسوز مرثیہ لکھا۔ جس کے دو شعر بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین  
برزوال ملک مستقیم امیر المومنین  
حیف خون آل عمر مہبط شد بجہنم  
بمہران خاک کے کہ سلطاناں نہاد بکین

کتب سیر میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ رسول خداؐ کی حالت خرابی کے قریب حضرت عباس نے حضرت علی کو صلاح دی کہ کدو بارہ خلافت رسول اللہ سے استزاج کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حضرت علی نے معصیتاً اس امر سے اعراض کیا۔ پس بعد وصال رسول مقبول جو بڑا سویرا تھا رہے حضرت علی کو جس وقت اپنی خلافت میں بمقابلہ امیر معاویہ مشکلات کا سامنا ہوا۔ تو بے اختیار باہر فرماتے تھے۔ یا بیتی کفنت اطعت عباساً یا بیتی کفنت اطعت عباساً۔ یعنی کیا اچھا ہوتا۔ کہ میں عباس کی اطاعت کرتا۔ اور اس کی بات مانتا۔ تا کہ بلیات میں نہ پڑتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عباس حضرت علی کی نسبت مثل رسول اللہ کے پدرانہ شقت رکھتے تھے چچی اولاد کے ملکی معارضات ان حضرات کے باہمی مداخلت پر کھٹکنا نہیں۔ ڈال سکتے۔ جب شبلی کا خیال قام ہے خلفائے راشدین کا یہ حال تھا کہ جس وقت حضرت عباس رسول خداؐ کے پاس ملنے کو آتے تو حضرت ابو بکر و عمرؓ ان کے واسطے جگہ چھوڑ کر رسول خداؐ سے دور بیٹھ جاتے جس پر رسول خداؐ کمال محفوظ ہوتے۔ جگہ عین میں جب بے شمار مجاہدین رسول اللہ سے براگندہ ہو گئے۔ تو ساقی فر نبی ہاشم اس وقت رسول خداؐ کے پاس باقی تھے۔ ان میں سے مقدم حضرت عباس ہی رسول اللہ کے اسب کی مگام پر کھڑے ہوئے فراموش کو یاد از بلند پکار ہے کہ جس پر فراری واپس آئے۔ اور خدا نے فتح دی۔

## حضرت عمرؓ کا نہرست پشن حضرت عباسؓ کو کرنا

اول درجہ پر سب سے زائد ان کا وظیفہ پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ دوسرے درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ تیسرے درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ چوتھے درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ پانچویں درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ چھٹے درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ ساتویں درجہ پر صحابہ عشرہ مبشرہ و صحابہ بنی ہاشم کا پچس ہزار درم سالانہ مقرر کیا گیا۔ اسی کی ابن خلدون میں تفصیل موجود ہے۔

حضرت عمرؓ کا ترقی یافتہ عہد میں بدلتی حالت تیار شدہ دمشق و فلسطین و مصر و ایران وغیرہ صحابہ بنی ہاشم و قریش و انصار وغیرہ کی نہرست وظیفہ (پشن) مرتب کی گئی۔ تو اس کے تین درجے رکھے گئے۔ سب سے اوّل درجہ نام کی بخت ہر ایک صحابہ کی دینے ہوئی۔ کہ پہلا خلافت حضرت عمرؓ کا نام اپنی لکھا جاسے۔ چنانچہ پشن اس کو نام منظور فرما کر کہا کہ سب سے افضل اور اقریب الی الرسول حضرت عباسؓ ہیں۔ ان کا نام مقدم زیب نہرست کیا جاسے۔ پس

## نماز استقساٰی عہد عمرؓ میں عباسؓ کی امت

جب تک زندہ رہے۔ ان کے آثار ادب و احترام سے اسلام میں کوئی فتنہ و فساد نہ ہوا۔ ان کی رحلت کے بعد جو چھٹے سال خلافت حضرت عثمانؓ میں واقع ہوئی۔

ظیفہ وقت پر سردان بن حکم مسلح ہو گیا جس کی مغزیات سے خیفہ ثالث کی جان بچ گئی۔

اور اسلام میں ایسا نزاعات و اختلافات کی بنا پڑی۔ جو مسلسل الی الان موجود دہا لگا رہی آتی ہے۔

ایک سال حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عرب کے اندر سخت فتنے مچا کر خود اہل حق و نہرست کے دینے و دینے استقساٰی امت کے واسطے حضرت عباسؓ سے ایجا کی جس کو انہوں نے قبول فرمایا۔ پھر اسے عرب میں جہ بنی ہاشم و قریش و انصار جنہیں حضرت عباسؓ و علیؓ و حسینؓ وغیرہ موجود تھے۔ حضرت عباسؓ کے ساتھ جمع ہوئے۔ جن کے دینے سے سب نے نذر دل ان کی دعا مانگی۔ پس اس وقت حضرت عباسؓ کا دست دعا اٹھے ہی ان کے انور پشن مبارک پر گرے۔ فوراً آسمان سے دین کی جبرٹی ٹپک گئی۔ حضرت عباسؓ بقول فریدی

## نظم اول شبلی صاحبؒ کے مذموم اشعار مع جواب

کم سے کم یہ کہ رسالت پہ نہ تھا ان کو یقین  
بائنی طور نہ تھا ان کو رسالت پر یقین  
بیس کہ تقدیر میں تھی خاتمہ زندگانی زمین  
جبر سے کون دکھاتا انہیں زندگان کی زمین

نہر نبی۔ دونوں حضرت عباسؓ جوتھے شامل کفر  
شور فریاد۔ دل سے تھے حضرت عباسؓ کی ہمدرد  
نہر نبی۔ برہمن آگے نڑے اور گرفتار ہوئے  
نہر نبی۔ برہمن وہ نڑے خود ہی گرفتار ہوئے

شعر شلی - تھا انہیں حضرت عباس کا پوتا منصور با  
" فرحتی - قدرت حق سے جو آ تھا جو خلیفہ منظور  
و شلی - پھر دیا حکم کہ ان سب کو پہنا کر زنجیر  
" فرحتی - بانیوں کو بھی دیتے ہیں سزا اسے باجم  
و شلی - ساتھ ساتھ آتے تھے ہیدل جگر و جان رسول  
" فرحتی - خاندان بنوی سے تھا ابو جعفر بھی  
و شلی - ایک نے حج سادات سے بڑھ کر یہ کہا  
" فرحتی - ایک نے یہی نہ کہا تھا - یہ مقولہ ہرگز  
و شلی - غزوہ بدر میں یمن جو کیا ہم نے سلوک  
" فرحتی - کس نے خدیہ تھا دیا ابن ابی طالب کا

پانچویں تھے سادات یسار اور یمن  
اس سے یاخی ہوئے کیوں جو تھے انصاف کزین  
کہہ دو ان سے کہتیں خانہ زندان کے مکین  
تھا نہ منصور کے کوئی یہی یسار اور یمن  
اور منصور تھا زیب حرم خانہ زین  
نظم بے ربط سے عاقل حرم خانہ کوزین  
گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشین  
تھا نہ کوئی میرزاہ راہد خاک نشین  
وہ تو کچھ اور تھا ہے یاد یہی تم کو کہ نہیں  
یاد ہے بدر کا احسان کسی کو کہ نہیں

## نظم دیگر فرحتی و فضیل حضرت عباسؓ

من چہ گویم حضرت عباس را - بذل و فضل تو میرا ناسا - پرورش ز یافت جعفر ہم تحصیل - گو علی را کشت بغیر کفیل  
آل بوطالب از شد بہرہ یاب - در صبی شیب و یام شباب - مجلس اولاد ہاشم بود او - خدیہ شان را او بنود او  
و او ز بہر نقیض و ہم عقیل - جنگ بدر ادریں معنی دلیل - حسین و علی و ادا و اوجوں کار ہم - ماند عباس علی با مقام  
و خود را گفت پیغمبر بدر - بہت شہور این حدیث معتبر - ادبش را بود در عقبہ مشیر - احترامش کو صدیق کبیر  
کہ اگر امش عذر جہر خویش - مشر دش از ہم اصحاب پیش - بر پوشش ہم در وظائف فوق دار - نام او را از ہم برتر نہاد  
چون عو با ہنگام محظ آمد تو - آزمان ابن خطاب حق پر تو - از طفیل حرمت علم - بی - خواست باران بغیا بہر گدا  
ہر کہ بود از آل ہاشم آرزو - شدیں عباس و صحرا و ان - کیست از اہل کسین دم نہد - رونق کار بر ہم زند  
ہم ستایہ ہم بقادہ بوزد - ساہا نیکو دین کار نکو - چون خلافت کشت برادر و مول - برائیش عزمہ و رسول  
مرثیہ خوان کشت سدی کریم - فودہ کرد و ناہائے بس عظیم - اندل شلی ہندی نثر او - کہ سو با سدی فرخ نہاد  
از سیمہ اظیفہ از دلی - فضل عباس ست ثابت برلی - کو غلاب اینچہا ہے گزید - خواہ گشت و جز بتائی نہد  
نابکار سے گز نہد لاف و گراف - جرم اور اتنی نکرد اندھا - ہر کہ شد ز بات پاکش حو نگیر - فرحتی نکیش دان کم خوف گیر  
مر فودہ محمد عبید اللہ فرحتی العباسی مرو بہ ۹ دسمبر ۱۹۱۵ء

توسیع اشاعت میں مدد دینے والے احباب

کے ہم بدل مشکور ہیں - جو ویلیو جاری ہو چکے ہیں - ان کے نتیجہ سے انشا اللہ تعالیٰ آئندہ اطلاع  
دی جاوے گی - احباب مطمئن رہیں - (منیخ)

# الحزب فی الاسلام نظام حکومت اسلامیہ وامرہم شوریٰ بینہم (۳)

جلد بن ایہم اہمافی

جلد بن ایہم غسانی ایک عیسائی شاہزادے نے عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ طواف کعبہ کے موقع پر اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا۔ جلد نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ بھج کر مارا۔ اس نے بھی بریبر کا جواب دیا۔ جلد بھد سے بے بیتا رہا ہو گیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس آکر شکایت کی۔ آپ نے سن کر فرمایا۔ کہ تم نے جیسا کیا تھا ویسی ہی اس کی سزا بھی پائی۔ اس نے کہا۔  
”ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اس کی سزا اتنی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

ہاں جاہلیت میں ایسا ہی تھا۔ لیکن اسلام نے شریف و ذلیل اور لست و بند کو ایک کر دیا۔

جلد اس ضد میں پھر عیسائی ہو گیا۔ اور دوم بھاگ لیکن اسلام نے مساوات اسلامی کی قانون شکنی گوارا نہ کی خود آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ

مساوات قانونی کو چھوڑ کر اسلام کی عام طرز مساوات پر فوراً چاہ پئے۔ آنحضرتؐ تمام مسلمانوں کے باہم

تھے۔ تاہم آپ نے عام مسلمانوں سے اپنے لئے کبھی کوئی زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔

غلام اور آقا ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔

یہ شہارے بھائی ہیں۔ جن کو خدا نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ جو خود کہاؤ۔ وہ ان کو کھلاؤ جو خود منہو وہ ان کو پیناؤ۔

اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو خود وہ کیسا ہی

ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔ غلام اور باندی ہے۔ کیوں کہ سب خدا ہی کے غلام ہیں۔ اسی طرح غلاموں کو

ایک بار ایک صحابی نے آنحضرت کو ان الفاظ سے خطاب کیا کہ  
اے آقا مے سن! آپ فرمایا جب کو آقا نہ کہو۔ آقا تو ایک ہی شخص ہے

کہ اپنے مربیوں کو آقا نہ کہیں۔ کیوں کہ مساوات اسلامی  
میں اس سے فرق آتا ہے۔

## صحابیہ کا طرز عمل

واقعہ انبیادین میں رومی سپہ سالار نے ایک  
جاسوس مسلمانوں کے دریافت حال کے لئے لشکر  
اسلام میں بھیجا۔ جاسوس اسلام کے ان سچے نفوس  
کو دیکھ کر جب واپس آیا۔ تو رومی سپہ سالار سے  
ایک تکر کے عالم میں بول اٹھا  
ہم باللیل رھبان و بالنھار فرسان لوسوق  
ابن مکھم قطعق و اذ ازی فی رجیع  
یہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں راہب ہوتے  
ہیں۔ مگر دن کو شہسوار۔ اگر ان کا شہزادہ بھی  
چوری کرے۔ تو ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ اور اگر زنا  
کرے۔ تو اسے بھی رجم کریں۔

خلفائے راشدین جو تعلیم اسلامی کے زندہ میکر تھے  
ان کا بھی پیشہ ہی طرز عمل رہا حضرت عمر اور ان کا  
غلام سفیر بیت المقدس میں باری باری سے سوار  
ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے جب قریب پہنچے۔ تو غلام  
کی باری تھی۔ غلام نے عرض کیا۔ کہ آپ سوار چوں کہ  
شہزادہ دیکھ آگیا۔ اور آپ نے نہ مانا۔ اور آخر خلیفہ اسلام  
بیت المقدس میں اس طرح داخل ہوا۔ کہ اس کے ہاتھ  
میں اونٹ کی تھار تھی۔ اور اونٹ پر اس کا غلام سوار  
تھا۔ حالانکہ یہ وہ وقت تھا۔ جب کہ تمام شہر خلیفہ اسلام  
کی شان و عظمت کا تماشہ دیکھنے کے لئے آئے  
تھا۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں

## خصائص مسلم کی یہ اصلی تصویر تھی

### مساوات قانونی کی ایک مثال وحید

جب کوئی عام آدمی چوری کرتا۔ تو اس کو سزا دیتے  
لیکن خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتے۔ تو  
اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔  
باقی

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ قریش نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرانے کے لئے سفرت  
اسلام کو امداد کیا۔ جن کو آپ بہت عزیز رکھتے تھے لیکن  
جب اس واقعہ کے متعلق اسلام نے آپ سے سفارش۔ تو  
آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔

ترجمہ۔ اے لوگو! تمہارے پہلے قومیں اس لئے ہلاک کی گئیں  
کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا۔ چور کا  
کا ذکر صرف خصوصیت واقعہ کی بنا پر ہے۔ ورنہ اس سے  
مرد عام جرایم میں، تو لوگ اس کو بھڑکاتے تھے



إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْيِرُ الْوَلِيعَةَ حَتَّى يَغْيِرُوا مَا بَالٍ بِهَا

اسلامی اصلاحی اور قومی ماہوار رسالہ

امیر القری

ایمیر

محمد علی روتق صدیقی

## قیمت فی پرچہ ۴۲

آفتاب بقی پریس اتر میں مولوی محمد عبداللہ منہاس صاحب پٹر کا اہتمام سو قریبی محمد علی صاحب دینی تعلیمی پبلشرس کے چھپرہ دوزن الفریش پر شائع ہوا

## مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا نشیہ قائم کرنے اور نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثبات قدمی، صلہ رحمی و ائثار نفسی، محنت و جفا کشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسومات فنیجہ سے بچنے کی تلقین کرنا؛

## اگر آپ

کو ان مقاصد سے اتفاق ہے۔ اور اپنی قوم کیلئے انکی تکمیل کو مفید سمجھے ہیں تو

## آپ کا فرض

ہے کہ آپ انھوت و بیگانگت، ہمدردی اور مروت کو اپنے قومی شعار (القریش) کی آواز کو بلند کرنے اور افراد قوم کے کانوں تک پہنچانے میں کا پر دوازان القریش کا طریق ذیل ساتھ دیں:-

۱، فلمی اعانت یعنی اصلاحی اور ایسے مضامین کی ترسیل جن سے مقاصد مجوزہ متذکرہ کی تکمیل مقصود ہو۔

۲، ترقی اشاعت یعنی حلقہ انڈیا اور دیگر ذرائع سے خریداری کر،  
۳، القریش کی آواز پر کان دینے کو کرا اور خجائیز مفیدہ پر عائل ہو کر دیکھو نہ کسی پس افتادہ قوم کی شیرازہ بندی کا سارا سی میں مضمر ہے۔

## بیچر القریش امر سر

(پنجاب)

بسم الله الرحمن الرحيم  
 القش

جلد ۱۱ | بابت ماہ فروری ۱۹۲۵ء مطابق رجب ۱۳۴۳ھ | نمبر ۲

قریشی خاندانم غم چم دارم غم دارم  
 (خیالات جناب مولانا فرید حسن عباسی)

|                                     |                                   |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| منم در عشق او مستم چم دارم چم دارم  | منم تو حیدمی نوشم چم دارم چم دارم |
| باقرار استم مست و نقدیق رسالت ہم    | بے غسل و وضو گروم چم دارم چم دارم |
| منم در حالت روزه شراب عشق می نوشتم  | عجب مستم عجب مستم چم دارم چم دارم |
| منم در حالت رندی لحاظ شرع می دارم   | قلندر وارمی گردم چم دارم چم دارم  |
| محمد ہادی ماہست و صدیقین امام من    | فداے نشان فاروق چم دارم چم دارم   |
| بعثمان علی سازم فداے جان و ایمان را | بسبطین بکرم ہم چم دارم چم دارم    |
| بقیاسم کہ جدیاست حمزہ ہست عجم ما    | بظلم سیدہ ہستم چم دارم چم دارم    |

فرید ہاشمی نام بنی عجم رسول ہستم  
 قریشی خاندانم ہم چم دارم چم دارم

# اسلامی خیرات صدقات زکوٰۃ کارپوریہ قوم کے پیچھے کچھ نہ رہا ہے بزرگان بردار قوم کی خاص توجہ کے قابل

زکوٰۃ کا بیجا مصرف

تھے۔ کسی کو بھی محنت سے روٹی کمانے کی زحمت نہ اٹھانے دیتے۔ بلکہ خزانہ عام سے ہر شخص کے لئے اس کی ضروریات کے موافق دھنیاں مقرر کر دیتے جو اس کو بلا مشقت پھر بیٹے ملا کر تے مگر تاریخ ہم کو ایک بھی ایسی مثال نہیں بتاتی تو اب کے ذوالی اس بات کو خوب سمجھیں۔ کہ پہلوان صفت فیروزوں کو خیرات دینا نہ صرف اس وجہ سے خدا اور سوسائٹی کا کٹاہ ہے۔ کہ ان کے طریقہ سے کابل وجودی اور کام چوری بڑھتی ہے۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ خیرات دینے والے خدا اور ان کو محروم کر کے ملک و قوم میں اللہ کی فلاح کی بڑی تیز رفتاری سے ترقی کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان مجروروں سے یہ سوالات کئے جائیں۔ کہ ان کی خواہش یہ ہے کہ ساری قوم روز بروز گری اپنا پیشہ قرار دے۔ محنت و مشقت سے روٹی کمانے والا قوم میں ایک بھی نہ رہے۔ تو میرے خیال میں ہر ایک مسجد اور مسلمان جواب دہی میں ہی دیکھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم اس خیرات کے بیچوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر انھوں نے کہ ہم رسم و رواج کی زنجیروں سے ایسے پابند ہو رہے ہیں۔ کہ خواہ اپنا اور تمام کا صریح نقصان دیکھیں۔ تو بھی ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

ماہ رجب میں اصولی اسلامی کے مطابق کچھ روپیہ خیرات کے لئے نکالا جاتا ہے۔ جو عام طور پر یہاں خیرات کیا جاتا ہے۔ لہذا ناظرین القریش کی واقعیت کے لئے اس کے متعلق چند طور حال غم کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس پر خاص غور کرتے ہوئے حقیقت کو محروم نہ رکھیں گے۔ ہماری خیرات کے تمام طریقے بدلتے جا چکے ہیں۔ قوم کو سخت نقصان پہنچانے والے ہیں۔ یہی اسی خیرات کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں کابل اور یہاں کر توتا اور تندرست آج کل کی تندرست اور روز بروز بڑھتا جا رہی ہے۔ اور ایسے کابل کچھ کی آئندہ سلسلے بھی تو بنانے سے اپنی معیشت بیا کر کے کی تھم رہی ہے۔ حال علموں کی امداد اس ذلیل طریقہ سے کی جاتی ہے کہ ان کے لئے اسے غیرت و حیا جیسے کے لئے ان کے دل سے جاتی رہتی ہے۔ اور وہ سوائے بیکار ہونے کے اور کسی کام کے قابل نہیں رہتے اس کے ذمہ دار ہمارے وہ مسلمان بھائی ہیں۔ جو ہونے والے فیروزوں کے سوال پورے کر کے ان کی تندرست روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر ایسی ہی خیرات پہنچا دی جاتی تو شاید ہمارے خلفائے راشدین اور وہ ہارکت بادشاہ جو ملک و خزانہ کو رعایا کی ملکیت سمجھتے

سکتی ہے اگر مسلمان جاہل ہیں تو بقول سر آغا خاں اگر ہندوستان کے تمام فوجی مصارف بند کر دئے جائیں۔ اور تمام امریکہ و افریقہ کی دولت مند مہمان میں آجائے۔ اور تعلیم نہ ہو تو فوجی مصارف کا تمام رد یہ آسمان کو اڑ جائیگا۔ اور یورپ اور امریکہ کی دولت زمین میں سما جائیگی۔ اور ہم کو اس سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ غرضیکہ ان کا دینی یاد نبوی کام کوئی بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ لہذا ایک نہایت عمدہ مصروف یہ ہے۔ کہ خیرات و زکوٰۃ کا رد یہ زیادہ تر قعیم میں خرچ کیا جائے۔ اور وظائف و عطیات کے ذریعہ سے طلباء و مدارس کی امداد کی جائے۔ بہت سے اعلیٰ درجہ کے کالج اور مدارس جو قوم کے لئے مفید سمجھے گئے ہیں۔ ہماری امداد کے محتاج ہیں۔ کیا وجہ کہ رد یہ راہنکاران صرف کہنے کی بجائے ہم ان کی امداد کریں۔

### یہ روپیہ میں کہاں صرف کرنا چاہئے

عہدہ حاضرہ میں جبکہ تو میں ترقی کی جدوجہد میں سرکھ کو نشان ہیں۔ ضرورت اور مشہ ضرورت ہے۔ کہ ہم بھی اپنی قوم کو قہر قدرت سے ابھارنے کے لئے سعی و سعی سے کام لیں۔ ہماری قوم اس وقت کسی قابل نہیں۔ سابقانی کے ملک مستغلوں ہونے کے ساتھ ہی علمی، فنی، صنعتی اور ترقی خویاں بھی جاتی رہی ہیں۔ تقسیم سخت اور تقسیم عمل سے کام لینے کی فرت جذب ہو چکی ہے۔ اور یہی ایک وجہ ہے کہ ہمارا مستقبل شیرازہ باوجود ذرائع کی بے دریغ قربات سے بھی مختہ نہیں ہو سکا۔ جو جاتی اور باراد کی جینا و لکھو جو۔ قوم کے اکثریتیم بچے مکی نگرانی اور پرورش کرنا کوئی نہیں سنا یہ علمی اور حیثیات کی وجہ جو ہے یہ ہے جس رلا وارت اور کیا کرنا آوارہ ہو کر بدترین افعال کی ترکیم ہوئے لگتی ہیں۔ سخت شرم اور عزت کی بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں مگر اسلام کو چھو نہیں کر سکتے۔ حالانکہ (باقی دیکھئے صفحہ ۶ پر)

مسلمانوں کا بہت سا مال ایسی خیرات میں ضائع ہوتا ہے جس سے علاوہ نقصان روپیہ کے قوم کو اور فترتی بھی پہنچتی ہیں۔ ہندوستان اور اس کے معذات میں مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ہے۔ اور ہر شخص کی اوسط آمدنی بیس روپیہ سالانہ ہے جس میں سے کم از کم ہر مسلمان دو روپیہ فیصدی خیرات میں جن کو وہ امور خیریت ہے۔ جیسے خواتین کو قومی خیرات ہے۔ تو اس حساب سے معلوم ہوا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان ہر سال دو کروڑ پانچ لاکھ روپیہ ماہوار خرچ کرتے ہیں۔ اس امداد کو دیکھ کر کون نہ کہلاتے کہ مسلمان خیر نہیں ہیں۔ مگر صدیق کہ یہ روپیہ بالکل ضائع ہوتا ہے۔ اور ہمارے تمام قومی کام جو حد سے زیادہ مفید ہیں۔ اسی خیرات کی بدولت ناکمل رہتے ہیں۔ اگر یہی روپیہ یا اس کا کچھ حصہ بھی تعلیمی اور دیگر مفید کاموں میں صرف ہو تو نہ صرف قوم کی غفلت الٰہی بہت جلد دور ہو سکتی ہے۔ بلکہ قوم کے وہ بچے بھی جتنی ولادار قی نادار سی دیگا۔ وہ جو بات کے سبب علم رہ کر ننگ قوم بننا جاتے ہیں۔ قوم کے باغ ناز اور باعث فخر ثابت ہو سکتے ہیں۔

### زکوٰۃ کا صحیح مصرف

مختصر گزارش الفاظ میں زکوٰۃ کا صحیح مصرف مذکور بالا میں کر دیا گیا ہے۔ اب الفاظ ذیل میں صحیح اور درست کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ احباب اہل عمل پیر ہو کر ہم کو ایک کام متوجہ ہوں۔ خیرات کے روپیہ سے جائز مصرف کی صرف چند صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہو سکتی ہیں اور مقامی انجمنیں یہ روپیہ جمع کر کے کافی اہتمام کے ساتھ جائز طریقہ سے صرف کرنے کی تدبیریں کر سکتی ہیں۔ مگر جو کچھ سناؤ تو یہ سب سے زیادہ جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ تعلیم ہے۔ اور تعلیمی ایسی چیز ہے۔ جو اگر کوئی ہی درباری سے نجات دلا

## تذکرہ برادری انجمن قریشیان ہند

### ۱۸ جنوری ۱۹۲۵ء کی کارروائی

ان کو کمپنی کا اجلاس جناب قریشی محمد علی صاحب روٹی صدر تقریبی مدیر القریش کی صدارت میں منعقد ہوا۔ گذشتہ کمپنی کی کارروائی منقہ ہوئی۔ گو شوارہ آمد و خرچ مرتبہ انجمن صاحب پیش ہوا۔ جو درست تسلیم کیا گیا۔ اس کے بعد نیاز مند سکرٹری نے انجمن قریشی جالندھر کی کارروائی و رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اور مبلغ پچاس روپے سفر خرچ منظور ہوا۔

انجمن کے آئندہ سالانہ جلسہ کے انعقاد پر گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا قریشی امام الدین صاحب سینیٹڈنٹ اور قاضی نعیم حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ مستوفی ال ریاست قلات و نیز چند دیگر مراسلات پڑھ کر سنائے گئے۔ سب کا شکریہ ادا کرنے کے بعد فیصلہ ہوا۔ کہ آئندہ سالانہ اجلاس امرتسر کے ہی مقام پر منعقد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ بخیر ہوا کہ صوبہ بہار کے قریبیوں نے بھی ایک اصلاحی جلسہ کیا۔

اعلان کیا ہے۔ اس لئے ان سے بھی خط و کتابت کی جائے۔ دفتر کی کاروبار، اکوڑہ حسن انجام دینے کے لئے ایک سب کمپنی کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس سب کمپنی کو اپنی ضرورت کے لحاظ سے ایک دو ممبران کے اضافہ اور جائز خرچ کا اختیار دیا گیا۔

سالانہ مجلس کی صدارت یقیناً ماسٹر خان اور استقبالیہ کمپنی ایسے اہم امور کا فیصلہ آئندہ کمپنی کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

نیاز مند سکرٹری کی رپورٹ منشی محمد علی صاحب روٹی لایا یہ کہ نام بوجہ خلاف ورزی قواعد انجمن کمپنی کے ممبران سے خارج کروایا گیا۔ منشی فضل احمد، اور دیگر چند ممبران نے کہا کہ جو ممبر انجمن کے کاموں میں ہاراج پایا جائے۔ تو امد کی خلاف ورزی کرے۔ اس کا نام فوراً خازن کر دینا چاہئے۔ اور کہا کہ ہم اس اخراج پر بروٹی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ منشی محمد شریف صاحب کا نام ان کو کمپنری میں منظور ہوا۔ اور قاضی نعیم حسین صاحب فاروقی اور مولوی امام الدین صاحب قریشی کے اسماء گرامی عام ممبران انجمن میں منظور کیے گئے۔ ان کو کمپنی کے آئندہ اجلاس کی تاریخ یکم فروری ۱۹۲۵ء مقرر ہوئی۔

### یکم فروری کی کارروائی

قریشی محمد علی صاحب روٹی کے زیر صدارت ایک بچہ دفتر انقریش میں ہی قریبی محلہ ممبران کی کارروائی شروع ہوئی۔

۱۸ جنوری کی کارروائی منقہ ہونے کے بعد مولانا قاضی نعیم حسین فاروقی ریٹائرڈ مستوفی ال ریاست قلات کے مراسلات اور دیگر احباب کے خطوط و موصولہ فہرست پڑھ کر سنائے گئے۔ نیاز مند سکرٹری نے قاضی صاحب مدد کے قلمی مشوروں کا شکریہ ادا کرنے کا ریزولوشن پیش کیا۔ جو دلی عقیدت کے ساتھ اتفاق رائے سے پاس ہوا۔

سکرٹری صاحب انجمن قریشی گوانڈالہ کا موصولہ گرامی نامہ جس میں آپ نے انفرنس قریشیان ہند کے سالانہ اجلاس

میں ہر طرح کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے بیش ہونے پر آپ کے لئے شکر کی کمی تو نہ پاس ہوئی۔

### صدیقی کا نفرنس بہار

خدا نے تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ خواب راحت کے سبب لینے والی قوم (قریش) بھی اقوام عالم کی جگہ دود اور جدوجہد سے متاثر ہو کر اپنی پسماندگی کا احساس کر کے بیداری کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ اور ہر جگہ قومی اصلاح کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔

بہی خواہان قوم یسکو مسرور ہونے کے سبب بہار کے قریشیوں کی ایک مجلس نے پچھلے دنوں پرگہ (مؤرخ) کے مقام پر اپنی قومی ترقی و اصلاح کے لئے ”صدیقی کا نفرنس“ کے نام سے ایک قومی مرکز کی طرح ڈالی اور اس میں ان تمام ضرورتوں کا احساس کیا۔ جس کا ایک مردہ قوم کو کرنے کی ضرورت ہو کرتی ہے۔ اس کا نفرنس کے باقاعدہ سالانہ اجلاس ہوا کریں گے۔ اور ہندوستان کے اطراف و جوار سے قریشیوں کو دعوت شرکت دی جائے گی۔ خوشی کا مقام ہے کہ اس سے اغراض و مقاصد بھی وہی ہیں جو انجمن قریشیان ہند کے ہیں۔

انجمن قریشیان ہند اور اس کی شاخیں اگر اس وقت کو غنیمت سمجھیں۔ اور متحد ہو کر مل جل کر کھڑے ہوں۔ تو عجیب نہیں کہ قوم کا پہلو بدلی جائے۔ اور زندہ قوموں کے دوش بدوش چلنے کی اہلیت پا کر یہ بھی کسی نتیجہ پر پہنچ جائے۔

### نرخ بالا کن کہ از رانی ہنوز

مخدومی قاضی ندیم حسین صاحب فاروقی فقہی مضامین کی ترسیل اور خبرداروں کی اعانت سے جو القریشی رہنما بابت فرما رہے ہیں۔ وہ کسی تفریح کی محتاج نہیں۔ آپ اس وقت کئی مضامین شائع کرنے کے علاوہ درجنوں خرید و بیچے ہیں۔ القریش کی مالی ضروری سے متاثر ہو کر آپ نے ہی

حکیم محبوب عالم صاحب مہتمم شفا خانہ مقصود عالم سابق مدیر جدیدہ الشفائے استقبالیہ لکھنؤ کی باصلاحیت تجویز پیش کی۔ جو کافی بحث مباحثہ کے بعد منظور کی گئی۔ اور گزشتہ رات سے اسے استقبالیہ لکھنؤ کی مہر کی غرض پانچ روپے بھی گئی۔ نیز حاضرین سے استدعا کی گئی کہ وہ استقبالیہ لکھنؤ کے سبب ہم پہنچنے میں تاحد امکان مالی سہمی و کوشش کریں۔ جس کا سب نے وعدہ کیا۔ استقبالیہ لکھنؤ کے صدر حکیم محبوب عالم صاحب اور سکریٹری حکیم شہاب الدین صاحب مدیر رسالہ بلانہ اور جوائنٹ سکریٹری حکیم عبدالعزیز صاحب مالک شفا خانہ عزیز علی منتخب ہوئے۔ اور اجلاس کی تاریخ ۲۰ مئی مقرر کی گئی۔ کامل گھنٹہ اس کارروائی میں صرف ہو گئے۔ اس لئے انتخاب صدر وغیرہ کے مساعی کے لئے مار ذی قعدہ مقرر ہوئی۔

اخیر میں حکیم محبوب عالم صاحب نے القریش اور مدیر القریش کی خدمات کا پر زور الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے۔ آپ کے شکر کا ریزہ پیش پیش کیا۔ جو بالاتفاق پھر انجمن کا جواب مدیر القریش کی طرف سے سنا۔ الفاظ میں دیا گیا۔ صاحب صدر کی افتتاحی تقریر اور دعائے خیر کے بعد ۳ بجے بخیر و خوبی جلسہ ریخاست ہوا۔ (عانت علی سکریٹری)

### انجمن قریشیہ گوجرانوالہ

جناب ڈاکٹر محبوب الہی صاحب ذبیحہ انکسار سکریٹری انجمن مذکور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبرؐ کے یوم وصال کی تقریر پر ایک شاندار جلسہ انجمن قریشیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد گجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ تحت خوانی کے علاوہ معزز علمائے کرام شہر و بیرون شہر نے اس موقع پر صاحب کرام و خلفائے راشدہ بیان فرمائے۔ جلسہ نہایت کامیاب

قیمت سالانہ میں اضافہ کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ اب پیر کی بجائے تیرے رہے۔ لیکن اس پر بھی ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نرخ بالائین کو از رانی منظور۔ ہم آپ کی قدرانی اور حوصلہ افزائی کے بدلہ مشکور ہیں۔ تاخرین جریدہ میں سے ۲۵ فیصدی احباب بھی آپ کی تقلید میں اگر ہماری اعانت کی طرف رجوع کرلیں۔ تو انقریش کی مالی کمزوری کے فوری سدباب کے علاوہ قوم کی اصلاح بہت جلد یقینی ہے۔ ہم اپنے احباب سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کریں گے۔ خدا توفیق دے آمین۔

## القریش کی دس سالہ عمر میں احمدشال

القریش کی دس سالہ عمر میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ہی گھر میں ایک ہی جگہ رہتے ہوئے باپ اور بیٹا اس کے الگ الگ خریدار ہوں۔ انقریش بھی اگرچہ خوبصورت مضامین سے زور افروز بہترین زرق برق رہا ہے۔ لیکن یہ سب اس لیے کہ مغربیوں کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ ہم مولانا قاضی نعیم حسین قاضی فاروقی کے حلی شکر نگہ دار ہیں۔ کہ آپ کی توجہ سے انقریش کو یہ فخر حاصل ہوا ہے۔ فخر اہم اللہ خیر الخیر او۔

چند روز ہوئے مختصر می قاضی محمد علیہ اللہ صاحب قریشی پشتر نے اس کے معاونین میں داخل ہوکر۔ زچہ عطا فرمایا اب آپ کے صاحبزادے قریشی محمد ظریف صاحب سے اپنے والد مختصر می تقلید میں زچہ عطا کیا ہے۔ جس کے لئے ہم مشکور ہیں۔

## شکریہ احباب

جن برادران گرامی نے بے نیازانہ مخلصانہ انقریش کی تبلیغ اشاعت میں نمایاں حصہ لیکر ہماری مالی مدد فرمائی ان کے اسماء گرامی مشکریہ درج ذیل ہیں۔ جن امید ہے کہ دیگر احباب بھی اپنے قومی رسالہ کی اشاعت پر ہمت نہیں ہٹا۔

لیکچر ہمارے شکر نگہ داری کا موجب ہونگے۔

جناب مولانا قریشی امام الدین صاحب پیر رشید ضلع نور الہی۔

(۱) جناب ڈاکٹر غلام حسین صاحب قریشی۔ سب اسسٹنٹ سرجن۔

(۲) جناب ڈاکٹر محمد عبدیق صاحب مدینقی۔ سب اسسٹنٹ سرجن۔

(۳) جناب بابو محمد علی صاحب نسیم

(۴) جناب سید دوست محمد شاہ صاحبہ خورشید نایب تحصیلدار۔

(۵) جناب مولوی محمد عبدالرشید خان صاحب اکسرا اسسٹنٹ کمشنر۔

(۶) جناب قاضی عبدالعزیز خان صاحب سوہرودی تحصیلدار

(۷) جناب قاضی محمد مجیب عالم خان صاحب تحصیلدار

(۸) جناب مرزا عبدالرزاق صاحب عرائض نویسن

(۹) جناب خان صاحب محمد عیسیٰ خان صاحب اکسرا اسسٹنٹ کمشنر۔

(۱۰) جناب قاضی محمد رمضان خان صاحب پیشکار۔

(۱۱) جناب بشی منظر حسین شاہ صاحب پیشکار۔

(۱۲) جناب خان صاحب قاضی محمد عبداللہ صاحب اکسرا اسسٹنٹ کمشنر۔

جناب قاضی نعیم حسین صاحب فاروقی رہنما زو مستوفی است قلات گوجرانوالہ۔

(۱۳) چودہری عنایت اللہ خان صاحب پٹواری۔

(۱۴) جناب قاضی مظفر حسین صاحب فاروقی ٹرانسلیٹر محکمہ ڈپٹی کمشنر۔

(۱۵) جناب قاضی فضل حسین صاحب قریشی رئیس

(۱۶) جناب قاضی محمد معین صاحب بریدہ کالونیل

(۱۷) جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب قریشی پشتر





# سائنسے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ

از

(علامہ اقبال مدظلہ)

عشق کو فریاد لازم تھی سودہ بھی مٹی چلی  
 اب دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ  
 تو نے دیکھا سطوتِ قنار یا کاعروج  
 موج مضطرب سطحِ منتبی اب نبیر دیکھ  
 عام حریت کا جو دیکھا تھا خوابِ سلام  
 اے مسلمان آج تو اس خواب کی تدبیر دیکھ  
 اپنی خاکستر سمندر کو ہو سامانِ جود  
 مر کے پھر ہوتا زندہ یہ جہان سپر دیکھ  
 کھول کر آنکھیں آئینہ گفتار میں  
 آئینوں کے دور کی ہندلی سی آنکھ دیکھ  
 آزمودہ فتنہ ہوا اک بھی گرد و خاکِ پاس  
 سائنسے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ

مسلم اتنی سینہ را از آرزو آباد دار

ہر زماں پیشِ نظر لایخلف المیادار

# تذکرہ اصحاب الحین

## فرید اعظم

(کمبر ۲)

خاندان مغل کی سفید مارت دور ہی سے ایک وافر بینظیر پیش کرتی اور آپ کے آرمگہ ہونے کا پتہ دیتی ہے۔ دہلی کوہ سے لیکر بلند ہی تک۔ شہر کا پھیلاؤ ہے جس کی نکلیاں بہت تنگ ہیں۔ خاندان کے شرقی اور مغربی دور وراثت ہیں جن پر چاندی سے نقش و نگار کا کام کیا ہوا ہے سنگ مرمر کی دیواریں سنگ سیاہ کے کتبوں اور اشعار سے مزین ہیں۔ اور دونوں دور وراثوں پر لالہ الالہ کا کلمہ شریف لکھا ہے جو صد سال سے خدائی اسلام کی وحدانیت کی شہادت دیتا چلا آ رہا ہے۔ خاندان کے اندر فرزندین سخی زمین سے چند قتل بندہ ہے جس پر اس قدر نور پڑتا ہے۔ کہ منکر ولایت بھی اس بات کے استرااف پر مجبور ہو بیٹھ نہیں رہ سکتا کہ واقعات بیان ایک خدا پرست اسراجت فرما ہیں۔ مرقہ منور کے پاس چند ایک اور بھی قبریں ہیں۔ جن میں خاندان کے مجاہد مدفون ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت فرید الملک کے وہاں کے بعد اب تک انہیں مجاہد خاندان مغل کی جادوگر یا کئی کی خدمات ادا کرتے ہوئے جنت الفردوس کو سدا رہے۔

خاندان کے دور پیری دور وراثوں میں سے جنوبی دور وراثہ 'دور وراثہ' اور کم کے نام سے مشہور ہے جو دور وراثی قتلوں سے محفوظ رہتا ہے۔

شہر کی جانب دامن کوہ میں جو وسیع میدان ہے۔ وہ اس وقت زائرین کے جہوم سے بٹا رہا ہے۔ اور جنگل میں جنگل کا سوانہ دکھائی دیتا ہے۔ ہر قسم کے تماشا کرنے والے اور بازی گرد وغیرہ جمع ہوتے۔ اور شام سے

سلاسل میں اس کے متعلق تمام کوشش خاندان کے دور کوہ طور تھا کہ کوہ نور ہے۔

اس کے بیٹے کے گزرنے کی اجازت دینا تھی جسے وہ تمام تر تہمت کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے مستانہ وار حصول کی کوشش میں لگ جاتے ہیں اور اس وقت نفسی نفسی کا عالم نظر آنے لگتا ہے اس دوران میں "قریہ" "قریہ" کے پر زور نعروں سے آسمان گونج اٹھتا ہے۔ مگر جو رات ڈھلتی جاتی ہے۔ تو ان توں انتظام اور نزدیک زیادہ بہتر ہوتے جاتے ہیں جی کہ صبح تک تقریباً ساٹھ ہزار نفوس اپنے دے عاصی دلی کو پہنچ چکے ہیں۔

جس کے بعد پھر ایک سال کے لئے وہ دروازہ بستہ رہا۔ بند ہو جاتا ہے۔ اور زائرین عین اولیٰں کے ساتھ کچھ وقت کیلئے استیصال کی بیاد و رت کاوش کی وجہ سے ایسی ہی اور گہری نیند سو جاتے ہیں۔ گو کیا انہوں نے یہ ایسا نیک کام کر لیا جس کے صلہ میں وہ بہشت برس کے مالک ہو چکے ہیں۔ اگر خدایٰ غلامی از غم و غش بیاد و رت پاک کر کے عین ذکر انوار ایشترال رفعت۔ مفران بارگاہ الہی کے حاکم کا تذکرہ باعث نزول رحمت اور موجب حفظان ایمان ہوتا ہے۔ اس لئے میں بھی اپنی پراز معصیت حالت کے اقتضا سے حاجہ حضرت خدیۃ الملک والہ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاکم مولانا قاضی غلام محمد متا اور اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ میں اپنی تسکین صادقہ و غفران تیار کیا کا اظہار کرتا ہوں اور اسی پر اسکو ختم کرتا ہوں۔

سندہ از کثرین فرندان

بیت فرندان پر لیشانی

از کرم دست این فادہ گیر

کہ چنیں است لطیف جہد و پد

احقر الگوین عبدہ لغیر حسین فاروقی ریٹائرڈ مسٹوفی۔ انگو حرا ذوالہ

چلتا ہے۔ ہجوم میں ترکی ٹوپی پہننے والے۔ گہری باز بندے والے۔ انگریزی لباس سے ناتواں۔ ڈھیلے ڈھالے بلوچی اور افغانی جوئے استعمال کرنے والے سٹریٹ تپا پہننے والے۔ دیباچہ اور تپوں دیبقت کے نبوالے۔ تہ بند باز بندے والے اور لٹکوت بندہ خیر خیریکہ بھی قسم کے لوگ نظر آتے ہیں جن میں اردو۔ فارسی۔ عربی۔ پشتو۔ کشمیری۔ تامل۔ پنجابی۔ چکی۔ برہوی۔ بلوچی۔ سندھی اور انگریزی بولنے والے پاسے ہیں۔

ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ گولے لٹکے۔ رات ہے بہرے۔ گولے۔ اور گولے بھی ہندو پیر موجود ہوتے ہیں۔ اور عالم جواہر مال امیر یوں یا غریبان سب کا عقدہ حیدر قطعی ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح بستی دوانے سے گذر جائیں۔ اس خطے سے گذرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی ہر سال اس کے تعلق مقامی حکام کو خاص انتظام کرنا ہوتا ہے کیونکہ ایک ہی رات کے عرصہ میں ساٹھ ستر ہزار نفوس کا ایک تنگ دروازہ سے گذرنا کوئی معمولی کام نہیں ہوسکتا۔ اور دین ہیں اور ہم دہاکہ میں گزند کا پہنچا بھی ناگہات سے نہیں ہوتا۔ اس لئے میں کی فطری کافی تعداد میں جمائی جاتی ہے۔ شفاخانے آئے جاتے اور دیگر سب ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں۔ جن سے حتی الامکان زائرین عدم اور تکلیف سے محفوظ رہ سکیں۔ زائرین میں تائینوں۔ پیاروں۔ بڑوں۔ دوجوں کے علاوہ ہر درجہ کے ملازم اور افسر اور مختلف اہل کے عائد و شرفاء بھی ہوتے ہیں۔

دروازہ دارم۔ کے کھلتے ہی شام ہی سے زائرین کیے بعد دیگرے ایک مقررہ اور محدود لاٹھ کے اندر احقر الگوین عبدہ لغیر حسین فاروقی ریٹائرڈ مسٹوفی۔ انگو حرا ذوالہ

## ۱۹۲۵ء کا انقوش

جن عداوتیں کرنا کاسلا نہ چندہ اس انشا عت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ انقوش کا انقوش انشاء اللہ ان کی خدمت میں بذریعہ طلب نہ روانہ ہوگا۔ کوئی صاحب اگر کسی وجہ سے خدا نخواستہ آئندہ کے لئے اسے جاری نہ رکھنا چاہیں تو بلا سہی اطلاع مشکوک کریں۔ تاکہ ویلیوی والہی نقصان کا موجب نہ ہو۔ (مجموعہ)

# فغانِ مسلم

اگر عہدِ فغان کو ہم نہ دل سے یوں بھلا دیتے  
تو پیش آنے بھلا اس طرح وہ ناہر بان ہو کر  
معاذ اللہ وہ دل ہو نہیں سکتا دلِ مومن  
جگہ جس دل میں کفر و شر نے کی فتح وہاں ہو کر  
بہن نے ان سے منہ موزا بہن لائے ہوئے باغی  
ہنیں تو ہم کو وہ بوں بھول جاتے گہراں ہو کر  
مئے سروشِ عصیاں نے ہیں جب کر دیا بخود  
تو وہ بھی ہو گئے غافل ہماے باساں ہو کر  
گن ہوں کی نجاست سے نہ ہو جس جگہ باقی  
وہ ایسے دل میں نہیں کس طرح آرام جاں ہو کر  
نظر آتا نہیں کچھ کھا رہے ہیں ٹھو کریں پیہم  
سید کاری کا سر پہ ابر بچایا ہے دہواں ہو کر

گرایا کر ہی نے قوم کو چاہِ خلاست میں  
رہا اسلام بے کس یوسف بے کار واں ہو کر

مرے آزارِ دل کا علاج لے چارہ گر۔ لیکن  
یہ تدریجی تری راہ جائیں گی سب رائیگاں ہو کر  
خدا ارادے اہل اب تو ماری دستگیری کہہ  
کہ جھوٹیں کاش اس ذلت کو بے نام و نشان ہو کر  
جو عاشقِ امتحانِ عشقی میں لے سیف مرتا ہے  
تو اس کو موت آتی ہے حیاتِ جاوداں ہو کر  
”الہلال“

ہمے چرچیم نا تو اں بے روح و جان ہو کر  
اگر از لیاں پاؤ شاہی و جمیاں ہو کر  
ترنیا ہے دل پر در و جب دن رات سینے میں  
تو پھر لے ہم نشین کس طرح بیٹھیں شاداں ہو کر  
کچھ ایسا کوہِ غم تو نا ہے اپنے نا تو اں دل پر  
نقطی ہے زباں سے بات بھی آہ و فغاں ہو کر  
جلایا آتشِ غیرت نے ایسا جانِ محزون کو  
کہ سب سپرے کی سرخی اڑ گئی آخر دہواں ہو کر  
کر بھی ہو گئی غمِ مضطرب اعضاء ہوئے سارے  
یہ دن اب زندگی کے کٹے ہیں ہم نیم جاں ہو کر  
ہم ایسی زندگی کو موت پر ترجیح دیتے ہیں  
کہ جب ہر روز گذرے ہم پر اُن کوہِ گراں ہو کر  
خلافِ شانِ غیرت اس میں اک پہلو نکلتا ہے  
اگر اس طرح ہم زندہ رہتے بھی سخت جاں ہو کر  
مُریہ فتن جانی بھی کہا ننگ ان کو روکے گی  
بلا میں روزِ جب آئیں گی مرگِ ناگہاں ہو کر

خبر کیا حق کی قسمت بیچ سنگِ آستان ہونا  
نہیں تو اس طرح کیوں سر اٹھائے آسماں ہو کر  
قیامت ہے گرے وہ قوم ایسے غر و ذلت میں  
رہی ہو دونوں دنیا میں جو صاحبِ حقراں ہو کر  
نہ کیوں کُروف ہو سر وقت اس کو خرم تازہ کا  
جسے رہنا پڑے تئیں دانتوں میں زباں ہو کر

# مذکرہ منظرہ

## صدیق حق

### جرات صداقت پر ایک نظر کے جواب میں

(از جناب شیخ غلام حسین مختار صاحب مدنی)

(مقبول)

قرآن کریم میں اگرچہ بہت جگہ اس امتیاز کے غلام علم ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل دو آیتیں ہی اس کے لئے بس کرتی ہیں۔  
 (۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا سَبَّحَ لِلَّهِ الْمَدَائِدُ وَالْآيَاتُ  
 (۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ان کو طوطی غلامی ان کی محروم سے اتار کر آزاد کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنی جتنی بنالیتے ہیں۔ اور اپنی سچو سچو کی لڑکی سے ان کا نکاح کر رکھ مساوات کی عظیم مثال نظر قائم کرتے ہیں۔  
 (۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا سَبَّحَ لِلَّهِ الْمَدَائِدُ وَالْآيَاتُ  
 (۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

۱۔ حضور سرور ان قریش کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن کثوم آتے ہیں۔ اور حضور کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت کو ان کا کلام ناگوار نہ رہتا ہے۔ لیکن ارشاد ربانی تابیا اصحابی کو روسائے قریش پر فضیلت دیتا ہے۔  
 (۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا سَبَّحَ لِلَّهِ الْمَدَائِدُ وَالْآيَاتُ  
 (۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

۲۔ حضور کا قبیلہ بنو ہاشم قبیل عرب میں پہلے تولیت کعبہ کی وجہ سے اور پھر حضور کا قہار ان ہونے کی وجہ سے ممتاز ترین دیاں کیا جاتا ہے۔ لیکن اس شرافت نسبی کا خفا نہ کر کے حضور اپنی بیوہ کی صفیہ اور اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سب محفل کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اور اعمال حسنہ کو اخروی نجات کا ذریعہ بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ خدا کے ہاں میری رشتہ داری اور شرافت نسبی تمہارے کام نہیں آئیگی۔  
 (۱) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا سَبَّحَ لِلَّهِ الْمَدَائِدُ وَالْآيَاتُ  
 (۲) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

سردار لشکر کی بدل دینے کو کہا جاتا ہے۔ قرآنِ عظام کرنے والے کو سرزنش فرماتے ہیں۔ اس گفت و شنید کے بعد آپ حضرت اسامہ کو سوار کراتے ہیں۔ اور کئی قدم ان کی رکاب تھامے پیدل چلتے ہیں۔ اور طیف وقت ہو کر امیر لشکر حضرت اسامہ سے حضرت عمر کو جو بطور سپاہی اس جہم میں شریک تھے۔ تدا بیر ملی میں باہمی مشاورت کے لئے چھوڑ جانے کی درخواست کرتے ہیں بے مشل مسادات اسلامی کا نقش تازہ کرتے ہیں۔

۶۔ سلسلہ میں مکہ فتح ہوتا ہے۔ مشیتِ ایزدی کے مطابق خلیلِ حق کا بنایا ہوا کعبہ۔ واثرہ اسلام کا مرکز بننے کی آفتاب سے۔

”قل جاء الحق وزهق الباطل۔ ان الباطل كان زهوقاً“  
(نجا اسرائیل)

ترجمہ: اے پیغمبران سے کہو کہ حق آیا۔ اور باطل نیست و نابود ہوا۔ تحقیق باطل میرٹ و نابود ہونے والا تھا کہہ کر پاک و صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور خطبہ فتح دیتے وقت قریش کی غفلت اور تقاضی قریشی کو پاؤں میں روند دیا جاتا ہے۔

كَذَّٰلِكَ اَلَا لِلّٰهِ الْوَحْدَةُ ۚ لَآ شَرِيكَ لَہٗ  
اَلَمْ يَكُنْ لَّہٗ الْوَحْدَةُ ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَّہٗ  
وَحْدًا ۚ اَلَمْ يَكُنْ لَّہٗ الْوَحْدَةُ ۚ اَلَا  
قُلْ تَاٰمَنُوْا بِرَبِّیْ ۚ وَعِدَہٗ سَیٰ کَیۡدُہٗ  
فَوَعَدَہٗ فَتَحٰ لَہٗ الْاِسْلَامَ ۚ تَامَنَہٗ  
بِہٖنٍ وَتَسْتَغْفِرُ لَہٗ ۚ اَلَمْ یَجِۡزَ ۚ  
اَلَمْ یَجِۡزَ ۚ اَلَمْ یَجِۡزَ ۚ اَلَمْ یَجِۡزَ ۚ

اور تمام جنتوں کو توڑ دیا۔ ہاں تمام مفاخر۔ تمام انتقامات۔ خوابائے قدیم۔ تمام خونہا۔ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرمِ کعبہ کی قربیت اور حجاج کی آبِ رسانی اس مستحق ہیں۔

(باقی آئندہ)

فرماتے ہیں۔ اتنے میں کہیں سے دودھ کا پیرا بطور ہدیہ آتا ہے۔ پہلے حضور خود نوش فرماتے ہیں۔ اس کے بعد کئی پیرا جس میں کچھ دودھ باقی ہوتا ہے۔ اسی دہنے ہاتھ نیچے ہوئے اعرافی کو عنایت فرماتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ بائیں ہاتھ باس بیٹھے ہیں۔ حضرت عمران کی طرف ہاتھ کیٹے ہیں۔ لیکن آداب مجلس کے رو سے حضرت صدیقؓ الکر کی شرافت نسبی اور ربیایاں و فخر فضاہل رکھنے کے باوجود ایک اعرافی چشمِ نبوت میں دہشتِ نظر آتا ہے۔

۵۔ جنگِ موتہ کے لئے جوج مدینہ سے روانہ ہوتی ہے۔ ان میں علاوہ اور علیؓ بن ابی طالبؓ کے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت خالد بن ولید بھی ہیں۔ جب اس جوج کی امارت حضرت زیدؓ آزاد شدہ غلام کو دی جاتی ہے۔ تو عام مسادات اسلامی بالاخر سب کی زبان بند کر دیتی ہے۔

ان ہی حضرت زیدؓ کے فرزند حضرت اسامہؓ کو حضورؐ مبہم اسلامی افسر کی لئے منتخب فرماتے ہیں۔ اس انتخاب پر چڑھ گئیوں ہوتی ہیں حضورؐ کو سن کر فرماتے ہیں۔ کہ اس کے باپ کے انتخاب امارت پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا۔ حالانکہ وہ اس عہدہ کے قابل تھا۔ اس جہم میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی بطور سپاہی شریک ہیں۔ ابھی فوج روانہ نہیں ہوئی کہ حضورؐ سرور کو نبی کی علالت خطرناک حالت تک نیچے جاتی ہے۔ اور ہر رسالتِ انوش لحد میں چھپ جاتا ہے۔

خلیفہ کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ یعنی حضرت صدیقؓ الکر کے دستِ حق پرست پر بیعت کی جاتی ہے۔ یہ حضورؐ کی تکلیف کے بعد خلیفہ اولؓ کی روانگی کا اعلان کرنے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے نازک وقت میں یہ روانگی روک لیجئے۔ آپ رسول اکرمؐ کے عزم مبارک کے خلاف کرنے کے تصور سے کچپکا اٹھتے ہیں۔ اور جب ان کو

# الْحُرِّيَّةُ فِي الْإِسْلَامِ نظام حکومت اسلامیہ وامرهم شورى بينهم (نمبر ۱)

دور مدنیہ و آزادی میں اعلیٰ و ادنیٰ اور بادشاہ و رعایا کا ویسا ہی فرق قائم کر رکھئے۔ جیسا کہ ہندوستان میں منوں کے زمانہ میں تھا یا دور مظلمہ کی ان انسانی پستیوں کا ہوں گے۔ یہ میں جس کو آج تاریخ لعنت و نفرین کیساتھ یاد کرتی ہے۔

ہم کو یورپ کی ان عدالتوں کا نشان دو جہاں بادشاہ وقت ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جوابدہی کے لئے آکر کھڑا ہوا۔ کیونکہ ہم نہ صرف مدینے کی اس سادہ عدالت کو مسجد میں بلکہ دمشق اور بغداد کے پُر شوکت عدالت خانوں میں بھی ایسا ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہم کو وہ قانون بنا جس نے جوری کی سراسیمہی کے لئے کسی طرح بادشاہ کی لڑکی کو بھی چاہی ہو۔ کیونکہ عرب کے اس قدس بادشاہ کا اعلان ہم پر نہ رہا ہے۔ جو بادشاہوں کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔

کیا آج بھی قانون اعلیٰ و ادنیٰ میں تیز نہیں کرتا ہے؟ یہ کہیں کی بات نہیں ہے۔ کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ بادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام سن سکتی ہے۔ یہ اعلان ہی

یہ ہے اسلام کی فرمانروائی کی اصلی تصویر اور یہ ہے وہ مساوات حقیقی کی تعلیم جس کے ساتھ اعمال نبوت کا سوا حصہ بھی پیش کر دیا گیا تھا یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد تسلط اور امتیاز اخلاقی سے نجات دلائی۔ اور اس نے معلوم کیا کہ ہر انسان بلحاظ انسان ہونے کے انسان ہے۔ اگرچہ وہ سر پر تاج اور ہاتھ میں عصا حکومت رکھتا ہو۔ لیکن بااں ہر آج بھی جبکہ تمام یورپ سے منتخب فرمانروائی کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ جبکہ قانون کی عزت سب سے بالاتر سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ مساوات آزادی کے غفلتوں سے اس کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے۔ ایک نظیر بھی ایسی پیش کیا سکتی ہے جس میں فرمانروائے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مساوات انسانی کا اعلان کیا ہو اور خود اپنے اوپر اس کا نمونہ پیش کرنے کے لئے آمادہ کیا ہو؟

انگلستان میں بادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے۔ اور امریکہ و فرانس میں پریذیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمانے حکومت سے زیادہ نہیں۔ لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر توجہ ہوں۔ تو صمد با واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون دینے میں

ہیں ہے۔ بلکہ قانون ہے کیونکہ قانون نے باہر ہر گھٹا  
مسادات بادشاہ کو عدالت کی حاضری سے بری اور مستغنی  
کر دیا ہے۔  
صدیوں کی جدوجہد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت  
اس سے زیادہ نہیں۔ پھر وہ دعوت کیسی مقدس و محترم  
اور وہ مرید من اللہ با حقہ کیسا عظیم و علیل تھا جس نے چھٹی  
صدی کی تاریخی میں حقیقی حریت و مساوات انسانی کی چوڑی  
روشن کیا اور اعلان کر دیا کہ

ان کا علمہ بنت محمد سرتقت۔ لقطعت یہ صا  
صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم  
خلیفۃ اول کا اعلان  
اور مساوات کا پھیل عمومی

حضرت ابوہریرہؓ نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی۔ اس  
کے حسب ذیل فقرے پڑ ہو:-  
ترجمہ: ہم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف  
ہے۔ یہاں تک کہ اس حق وصول کروں۔ اور جو ضعیف  
ہے۔ وہ قوی بنے۔ تاکہ میں اس کو اس کا حق نہ دلاؤں۔  
اس مساوات کی تعلیم نے پروان اسلام کے قلب و ناغ  
کو حریت و مساوات کے پھیل سے لبریز کر دیا تھا۔ فارس کی  
لڑائی میں جب مغیر بن شعبہ ایرانی سپہ سالار کے  
باس سفیر بن کر گئے اور تخت پر اس کے برابر بیٹھ گئے  
تو درباریوں نے یہ سواوب دیکھ کر تخت سے اتار دیا۔  
اس پر ان کے منہ سے کس بے ساختگی کے ساتھ یہ الفاظ  
نکلے ہیں:-  
ترجمہ: ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام  
سمجھتے کا دستور نہیں ہے۔ یہ ہتھار کیا حال ہے۔  
امت اور زمانہ نے خصوصیات اسلام بہت  
کچھ مٹا دیئے۔ تاہم اس واقعہ سے کون انکار کر سکتا  
ہے۔ کہ آج بھی مذہب ترین ممالک میں سیاد و سپید  
قوتیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے  
سامنے صف میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ لیکن مساجد اسلام  
میں ایک اور اتار ترین مسلمان ایک امیر الامراء بلکہ  
شاہ افغانستان کے پہلو پہلو کھڑا ہوتا ہے۔ اور  
کوئی اس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ کیا ان  
تقلبات واقعات کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ اسلام  
میں مساوات نہیں؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ  
سے درس عبرت لینے کا محتاج ہے۔  
(باقی)

## رباعیات

اس جنس گرا نمایہ کہ مردم خیز است  
بہر کین ضائع کعزت بیز است  
گر پاس بفا داری بیب آموز علم  
یک نظر نفیس است کہو ہر زہ است  
از نزل تضرع بگزین سبب فنا است  
باہر کس و ناہس مستیز کین طر حسا است  
در صحبت مرواں بتبیس ہم ادب بیب آموز  
از رسم سفیہاں پرینیز کین طور زہا است  
ابن ناز خیالات کہ انجام نزارد  
چوں مرگ مفاجات کہ نہ کام نزارد  
بگذر محالات فراواں و فضول  
بنیامون کالات کاس شام نزارد



ہیں۔ یہ محبب العان ہے۔ کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہی ان کو یہ شرف حاصل تھا۔ کہ حضور کے خالص دوست تھے۔ اسی خلوص کا یہ نتیجہ ہوا کہ امت کے امام ہو گئے۔ اور اس مرتبہ پر پہنچے۔ کہ ابنی علیہ السلام کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہو گیا۔ حضور نے جب ہجرت فرمائی ہے۔ تو خداوند عالم نے ہمراہی کے لئے حضرت صدیق اکبر ہی کو منتخب فرمایا تھا۔ چنانچہ جب حضور سرکارِ دو عالم کو ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ آپ فوراً حضرت صدیق اکبر کے مکان پر گئے ہیں اور لیے وقت کہ وہ توجہ حضور کے تشریف لیجائیں انہیں تھا۔ حضرت صدیق اکبر حیران ہو گئے اس وقت حضور نے فرمایا۔ کہ مجھ کو ہجرت کا حکم ہو گیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ رفیق سفر کون مقرر ہوا حضور نے فرمایا کہ تم اس وقت حضرت صدیق کی مسرت کا حال کچھ نہ پوچھیے اس قدر خوشی ہوتی تھی کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے مایہ کڑے وقت میں حضرت صدیق اکبر نے جو رسول خدا کی خدمت کی ہے اس کی بابت کلام پاک نازل ہوا اور ثانی اشہین کے مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ اور ظہورِ وحی کی یہ حالت تھی۔ کہ جب حضور سرکارِ دو عالم مدینہ میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ تو نادافن حضرت صدیق اکبر کو رسول خدا سمجھ کر رھا فرماتے تھے۔ آپ نے جب یہ حالت دیکھی تو حضور کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور گھس رانی کرنے لگے۔

اور ظاہر کر دیا کہ میں غلام ہوں۔ اور میرے آقا حضور ہیں۔ آپ کا خلوص اس قدر بڑا ہوا تھا۔ کہ حدیث صحیح میں ہے۔ کہ ایک روز شب کے وقت حضور دو لکھ و میرا دفنی افرو تھے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ خدمت میں حاضر تھیں۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر عرض کیا۔ کہ حضور اتنی نیکیاں بھی کسی شخص کی ہو سکتی۔ جتنے تیرا آسان میں سنا ہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا عمر۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ میرے والد کی۔ فرمایا کہ ان کی ایک نیکی ان سب نیکیوں کی برابر ہے۔ اللہ اکبر حضرت صدیق اکبر کو جو یہ رتبہ حاصل ہوا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ آپ سادات قریش میں تھے۔ دوسرے اخص آپ کا ایسا تھا۔ کہ تمام صحابہ آپ کو اسی وجہ سے مقدم رکھتے تھے۔ اسی بنا پر حضور سرکارِ دو عالم نے آخر وقت میں آپ ہی سے نماز میں پڑھائیں تھیں۔ اور اپنی زندگی میں ہی آپ کو امام مقرر کر گئے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد اسلام کی وہ خدمت کی کہ کیا اس کی تعریف ہو سکتی ہے۔

(باقی آئندہ)

(محکم سید فرید احمد عباسی الہاشمی)

مولف سیرۃ

طیب خاص طبعیہ کالج (دہلی)

**تشریف ٹپ** کہیونکہ ماہوار رسالہ جام جہاں نمایاں شخص کی لپسی کا سامان ہوتا ہے۔ اور ہر مذاق کا آدمی اس سے لیکھاں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعامات ماہوار تقسیم ہوتے ہیں اس کی خوبیوں کا اندازہ بغیر دیکھے نہیں ہو سکتا۔ نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ فوراً آج ہی خط لکھیں اپنے خط میں دس پڑے لکھے شریف آدمیوں کے پورے پتے بھی آپ لکھ دیں گے۔ تو آپ کو پرچہ کے ساتھ ایک نہایت ہی عجیب تحفہ یعنی معمولی چاول پر آپ کا پورا نام لکھا ہوا مفت بھیجا جائیگا۔

مینجر رسالہ جام جہاں نما۔ پانی پت۔ پنجاب

# برکے جلو

(از ملک محی الدین صاحب قریب قریب لکھنؤ اسلام آباد)

جلوے ہیں جتنے آئینہ شبنم تہا میں  
جو شور و شر ہے معرکہ کائنات میں  
آہنگ جس قدر ہیں رباب حیات میں  
مرکز سب کی شرح ہے اس ایک بات میں  
کرتے جلو ساعی پیہم بڑے جلو  
کوشش کی ایک دو جو ہر آگ برگ و باد میں  
شش قرہ ہیں منزل لسیل و نہار میں  
تائے چراغ ہیں رو غفلت شعار میں  
موج نشا تا ہے رگ ابر بہار میں  
برشے کا اقتصاد کہ ہر دم بڑے جلو  
گرم نوا ہیں نغمہ سرا یاں کو ہمار  
چیں برجیں ہے جوش روانی میں آبشار  
بحر ہوا میں موج تلاطم ہے آشکار  
ہر شے کا ہے مساعی جہش پہ انحصار  
کہتی ہے آگ بجائے جلو تم بڑے جلو  
پیمانہ کی ویشیں روی ہیں قباحتیں  
ہوشیوں کی تہیں تہاں ہیں اعانتیں  
دور ہر وڈوں سے بھاگتی ہیں دور آفتیں  
گر جاتے ہو منزلی مقصد کی راحتیں  
باہیں گے میں ڈالے ماہم بڑے جلو  
اس فرصت حیات کا ہے اعتبار گنبا  
جلدی قدم بڑا دے جواب انتظار کیا  
رکتے ہو فرا دشت و غم کو ہمار میں

بہت استوار تو ہے سنگ خار کیا  
منزل ہزار سخت ہو بے غم بڑے جلو  
عبرت ناما ہے منظر بحر رواں ہمیں  
کچھ کہہ رہی ہے موج رواں کی زباں ہمیں  
دریں عمل ہے رنگ زمین و زماں ہمیں  
ہر چیز ہے یہاں کی تقاضا کماں ہمیں  
اسرار دم کے جو جو محرم بڑے جلو  
بہت کرو فوج ہے نزدیک لاکھام  
غزم قوی سے ہوتے ہیں تختہ خیال خام  
مختلجی لکھی ہے راحت علی الدوام  
کوشش کرو تو طائر مقصد جو زیر دام  
طاقت اگر چہ طاق ہے تاہم بڑے جلو  
وہ سامنے ہے منزل مقصود جلوہ گر  
قائم رکھو تم ایک جگہ نقطہ نظر  
حائل ہو راہ میں نہ کوئی خوف کوئی ڈر  
پھیرے نہ تم کو سبیل حوادث اور ہڈ ہیر  
آگے کی طرف صورتیں غم بڑے جلو  
ابھرو کچھ ایسے جوش سے ایسی آہنگ کو  
تاخیر سے گریز ہو غفلت و دنگ سے  
ظاہر رواداری ہو قریب رنگ و رنگ کو  
اچھے نہ پاؤں غار سوائے نہ سنگ سے  
ہاں ہر کاب غزم مصمم بڑے جلو



کانام عفت پناہ بی بی فاطمہ بنت قاضی قادن ہے آپ چار بھائی تھے۔ قاضی یونس۔ قاضی عثمان۔ قاضی طاہر اور حضرت میاں میر۔

آپ تمام عمر مجبور رہے۔ اور شادی نہ کی۔ اس لئے آپ کی صلی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے زہد و راجعت اور کشف و کرامت کے حالات و واقعات اکثر کتب میر میں مذکور ہیں۔ آپ ساٹھ سال کی عمر میں لامبور تشریف فرما ہوئے۔ اٹھاسی سال کی عمر پائی۔ اور ۱۰۸۵ھ کو غازی پلہر کے وقت بتاریخ سنات ربیع الاول جنت الفردوس کو سہارے۔ ان لفظ وان الیہ راجعون۔

سنگ بنیاد رکھے جانے کے بعد مندر کی عمارت کا کام جاری رہا۔ جو ۱۰۸۵ھ کو بتاریخ یکم مئی تک ختم ہوا۔ اور اسی دن مگر وارجن دیو نے اس مندر میں بیٹھ کر کانام بجائے گورو چکے۔ ”سدا ہاسر“ رکھا۔ سدا ہا بمعنی امرت یعنی آب حیات اور سر یعنی تالاب مگر اس تالاب کی منہرت عامہ ”امرت سر“ یعنی مندر کے ان دو ٹوٹے واقع ہوئی جس کی وجہ سے اس قصبہ نام ہی امرتسر بن گیا۔ سکھوں نے اس کو مقدس سمجھ کر زیادہ رونق دینی شروع کر دی۔ اب مندر کو عام لوگ دربار صاحب بھی کہتے ہیں جس میں دیوالی کی رات کو خوب روشنی ہوتی ہے۔

کسی تختہ زمین کی آبادی یا غیر آبادی کے اصل اسباب تو مسدب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مگر یہاں اسباب ظاہریہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ ایک سو بائیسھ کے لیے عرصے کے بعد بالاخر زمانے نے ملنا کھایا۔ واقعات نے رنگ بدلا اور ۱۸۵۸ء چھٹی مسلمانوں کی مصلحت سے۔

مطابق سن ۱۸۵۸ء کو وہ وقت بھی آئی تھا جو اس مندر کے گرائے جانے کے متعلق قضاء و قدر کے دفتر میں لکھا جا چکا تھا۔ اور جس کی نسبت ظاہری الفاظ میں ۱۸۵۸ء ماہ کا ایک پورن ماسی کو پیش گوئی ہو چکی تھی۔

اس اجمال کی کیفیت یوں ہے کہ سکھ مذہبی گروہ اور مذہبی فرقہ ہونے کی بجائے۔ جوں جوں جنگ جو فرقہ بنے گئے۔ توں توں سفاکی۔ قزاقی۔ اور قلعاع الطریق میں پڑے جاتے۔ علاوہ اسلام اور اسلام (اسلام) کے متعلق ان کے مذہبی عناد اور تعصب قومی میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔

گورو گو بند سنگھ اور اس کے پیلے ہندا کے ایام میں تو لوٹ کھسوٹ اور بدو و جبر کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ گورو کے سکھ جو اپنے گھروں میں بیٹھے موقوف دیکھ رہے تھے۔ جو درجہ جو حق ہو کر بندہ اس کے پاس پہنچے ان کا گروہ جبر پر جانا۔ شہروں کے شہر ویران اور بنیاد کر دینا۔ ان کے خوف سے سب لوگ اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ جاتے جس کا ڈن میں جاتے اور کسی آدمی کو موجود نہ پاتے تو گاڈن کو آگ لگا دیتے جو مسلمان ان کے سامنے آتا جانبر ہوتا۔ کیونکہ جو جب گفہ گورو گو بند سنگھ کے مسلمان کے قتل کرے کہ وہ نواب خلیفہ اور اپنی نجات کا موجب تصور کرتے تھے۔

ایسے زہرہ کہ ازاد و گرا پاش حالات کی موجودگی میں جبکہ دوسری طرف سے آخری سلاطین ہند میں ملکہ رانی کے انتظام کی کمزوری آچکی تھی۔ اور باوجود اپنی اسکاکی کوششوں کے جو جہات چند سکھوں کی کمی خفہ سرکوبی پر اوراق پڑنا سکھ تھے۔ تو غیرت کی کمی بنا پر

لے گورو پر پرکاش گرنتھ۔ ملے تلمیذ پنجاب کے ۱۸۵۸ء سے ۱۸۵۹ء تک۔ کیونکہ مسند فیض اللہ پورہ فرمایا کہ کہا کرتا کہ میں اپنے ہاتھ سے پانچویں مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ جو یہ عمل میری نجات کا موجب ہوگا۔ کہ میں نے گورو گو بند سنگھ کے حکم کی پوری پوری پیروی کی ہے۔

(تاریخ پنجاب ۱۸۵۸ء)

اہل اسلام کو از دست کفار دمر مٹا دیکھ، بجائے جانے کے لئے ہمارے جدِ مجدد حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب فاروقی نور اللہم قد فرمائے جو اس وقت منصب قضا و افتا پر فائز تھے۔ آخری ملکہ دار اسلام غازی احمد شاہ درانی پادشاہ کابل کو ضروری دعوت بھیجی کہ ہندوستان میں اگر مسلمانوں کو کفار کے ظلم و ستم سے بچا دیکھے۔ اور ملک کا انتظام اور امن کی تجویز کیجئے۔ اس دعوت کو احمد شاہ نے بسرِ حوش قبول کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ اگرچہ یہ کام بقیہ تازک اور جان جو کھوں کا ساتھ تھا۔ کیونکہ اس میں ہندوؤں کی آئندہ قسمت کا ایک آخری فیصلہ ہونا تھا۔ مگر علامہ مدوح نے محنتِ کمال سے اس سبب کچھ اپنے پر گزارا کر لیا۔ اور اس کے نتیجے میں آگے چل کر جہاں اسلامی حکومت پنجاب میں تعمیرِ عظیم واقع ہوئی وہاں آپ کی ذاتی اور خانہ اتنی وجاہت و حیثیت میں بھی بلحاظ کثیر انقلاب اور مدحوال عظیم رونما ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کسی نوجوان پر یہ راز فاش ہو گیا۔ اور دشمنین اسلام دیکھ کر اس سے باخبر اور مطلع ہو گئے۔ اور انتقام و آزار کے درپے ہوئے۔ (باقی)

## انجیل بک مینسٹی (یو پی) کے

کارخانہ کے بارے سے ایک سارڈکھ کر غازی محمود دہر میال اور علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً جملہ تصانیف مشاہیر اسلام کی قابلہ دید نسخہ نمایاں خدا اور رسول سے ملانے اور دارین میں فلاح بخشنے والی تقوت اور مذہب اسلام و تاریخ اسلامی سے متعلق اکثر بہترین کتابیں دلا دینے اور نشر والی ڈیڑھ روپیہ قیمت تک۔

### بالکل مفت

اور اس سے زیادہ مالیت کی قیمت مگر محض لاگت کے دموں پر کم ہونے لگے۔ ناظرین اخبار درخواست کریں۔ پھر کی کتابیں مفت فہرست کتب مفت۔ انجیل کا نمونہ مفت انجیل ہفتہ میں دو بار ایک دم دم ۸ و ۱۲ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۴ و ۲۸ و ۳۲ و ۳۶ و ۴۰ و ۴۴ و ۴۸ و ۵۲ و ۵۶ و ۶۰ و ۶۴ و ۶۸ و ۷۲ و ۷۶ و ۸۰ و ۸۴ و ۸۸ و ۹۲ و ۹۶ و ۱۰۰ و ۱۰۴ و ۱۰۸ و ۱۱۲ و ۱۱۶ و ۱۲۰ و ۱۲۴ و ۱۲۸ و ۱۳۲ و ۱۳۶ و ۱۴۰ و ۱۴۴ و ۱۴۸ و ۱۵۲ و ۱۵۶ و ۱۶۰ و ۱۶۴ و ۱۶۸ و ۱۷۲ و ۱۷۶ و ۱۸۰ و ۱۸۴ و ۱۸۸ و ۱۹۲ و ۱۹۶ و ۲۰۰ و ۲۰۴ و ۲۰۸ و ۲۱۲ و ۲۱۶ و ۲۲۰ و ۲۲۴ و ۲۲۸ و ۲۳۲ و ۲۳۶ و ۲۴۰ و ۲۴۴ و ۲۴۸ و ۲۵۲ و ۲۵۶ و ۲۶۰ و ۲۶۴ و ۲۶۸ و ۲۷۲ و ۲۷۶ و ۲۸۰ و ۲۸۴ و ۲۸۸ و ۲۹۲ و ۲۹۶ و ۳۰۰ و ۳۰۴ و ۳۰۸ و ۳۱۲ و ۳۱۶ و ۳۲۰ و ۳۲۴ و ۳۲۸ و ۳۳۲ و ۳۳۶ و ۳۴۰ و ۳۴۴ و ۳۴۸ و ۳۵۲ و ۳۵۶ و ۳۶۰ و ۳۶۴ و ۳۶۸ و ۳۷۲ و ۳۷۶ و ۳۸۰ و ۳۸۴ و ۳۸۸ و ۳۹۲ و ۳۹۶ و ۴۰۰ و ۴۰۴ و ۴۰۸ و ۴۱۲ و ۴۱۶ و ۴۲۰ و ۴۲۴ و ۴۲۸ و ۴۳۲ و ۴۳۶ و ۴۴۰ و ۴۴۴ و ۴۴۸ و ۴۵۲ و ۴۵۶ و ۴۶۰ و ۴۶۴ و ۴۶۸ و ۴۷۲ و ۴۷۶ و ۴۸۰ و ۴۸۴ و ۴۸۸ و ۴۹۲ و ۴۹۶ و ۵۰۰ و ۵۰۴ و ۵۰۸ و ۵۱۲ و ۵۱۶ و ۵۲۰ و ۵۲۴ و ۵۲۸ و ۵۳۲ و ۵۳۶ و ۵۴۰ و ۵۴۴ و ۵۴۸ و ۵۵۲ و ۵۵۶ و ۵۶۰ و ۵۶۴ و ۵۶۸ و ۵۷۲ و ۵۷۶ و ۵۸۰ و ۵۸۴ و ۵۸۸ و ۵۹۲ و ۵۹۶ و ۶۰۰ و ۶۰۴ و ۶۰۸ و ۶۱۲ و ۶۱۶ و ۶۲۰ و ۶۲۴ و ۶۲۸ و ۶۳۲ و ۶۳۶ و ۶۴۰ و ۶۴۴ و ۶۴۸ و ۶۵۲ و ۶۵۶ و ۶۶۰ و ۶۶۴ و ۶۶۸ و ۶۷۲ و ۶۷۶ و ۶۸۰ و ۶۸۴ و ۶۸۸ و ۶۹۲ و ۶۹۶ و ۷۰۰ و ۷۰۴ و ۷۰۸ و ۷۱۲ و ۷۱۶ و ۷۲۰ و ۷۲۴ و ۷۲۸ و ۷۳۲ و ۷۳۶ و ۷۴۰ و ۷۴۴ و ۷۴۸ و ۷۵۲ و ۷۵۶ و ۷۶۰ و ۷۶۴ و ۷۶۸ و ۷۷۲ و ۷۷۶ و ۷۸۰ و ۷۸۴ و ۷۸۸ و ۷۹۲ و ۷۹۶ و ۸۰۰ و ۸۰۴ و ۸۰۸ و ۸۱۲ و ۸۱۶ و ۸۲۰ و ۸۲۴ و ۸۲۸ و ۸۳۲ و ۸۳۶ و ۸۴۰ و ۸۴۴ و ۸۴۸ و ۸۵۲ و ۸۵۶ و ۸۶۰ و ۸۶۴ و ۸۶۸ و ۸۷۲ و ۸۷۶ و ۸۸۰ و ۸۸۴ و ۸۸۸ و ۸۹۲ و ۸۹۶ و ۹۰۰ و ۹۰۴ و ۹۰۸ و ۹۱۲ و ۹۱۶ و ۹۲۰ و ۹۲۴ و ۹۲۸ و ۹۳۲ و ۹۳۶ و ۹۴۰ و ۹۴۴ و ۹۴۸ و ۹۵۲ و ۹۵۶ و ۹۶۰ و ۹۶۴ و ۹۶۸ و ۹۷۲ و ۹۷۶ و ۹۸۰ و ۹۸۴ و ۹۸۸ و ۹۹۲ و ۹۹۶ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۸ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۶ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۸ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۶ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۸ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۶ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۸ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۶ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۸ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۶ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۸ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۶ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۸ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۶ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۸ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۶ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۸ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۶ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۸ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۶ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۸ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۶ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۸ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۶ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۸ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۶ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۸ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۶ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۸ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۶ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۸ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۶ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۸ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۶ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۸ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۶ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۸ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۶ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۸ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۶ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۸ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۶ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۴ و ۱۴۲۸ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۶ و ۱۴۴۰ و ۱۴۴۴ و ۱۴۴۸ و ۱۴۵۲ و ۱۴۵۶ و ۱۴۶۰ و ۱۴۶۴ و ۱۴۶۸ و ۱۴۷۲ و ۱۴۷۶ و ۱۴۸۰ و ۱۴۸۴ و ۱۴۸۸ و ۱۴۹۲ و ۱۴۹۶ و ۱۵۰۰ و ۱۵۰۴ و ۱۵۰۸ و ۱۵۱۲ و ۱۵۱۶ و ۱۵۲۰ و ۱۵۲۴ و ۱۵۲۸ و ۱۵۳۲ و ۱۵۳۶ و ۱۵۴۰ و ۱۵۴۴ و ۱۵۴۸ و ۱۵۵۲ و ۱۵۵۶ و ۱۵۶۰ و ۱۵۶۴ و ۱۵۶۸ و ۱۵۷۲ و ۱۵۷۶ و ۱۵۸۰ و ۱۵۸۴ و ۱۵۸۸ و ۱۵۹۲ و ۱۵۹۶ و ۱۶۰۰ و ۱۶۰۴ و ۱۶۰۸ و ۱۶۱۲ و ۱۶۱۶ و ۱۶۲۰ و ۱۶۲۴ و ۱۶۲۸ و ۱۶۳۲ و ۱۶۳۶ و ۱۶۴۰ و ۱۶۴۴ و ۱۶۴۸ و ۱۶۵۲ و ۱۶۵۶ و ۱۶۶۰ و ۱۶۶۴ و ۱۶۶۸ و ۱۶۷۲ و ۱۶۷۶ و ۱۶۸۰ و ۱۶۸۴ و ۱۶۸۸ و ۱۶۹۲ و ۱۶۹۶ و ۱۷۰۰ و ۱۷۰۴ و ۱۷۰۸ و ۱۷۱۲ و ۱۷۱۶ و ۱۷۲۰ و ۱۷۲۴ و ۱۷۲۸ و ۱۷۳۲ و ۱۷۳۶ و ۱۷۴۰ و ۱۷۴۴ و ۱۷۴۸ و ۱۷۵۲ و ۱۷۵۶ و ۱۷۶۰ و ۱۷۶۴ و ۱۷۶۸ و ۱۷۷۲ و ۱۷۷۶ و ۱۷۸۰ و ۱۷۸۴ و ۱۷۸۸ و ۱۷۹۲ و ۱۷۹۶ و ۱۸۰۰ و ۱۸۰۴ و ۱۸۰۸ و ۱۸۱۲ و ۱۸۱۶ و ۱۸۲۰ و ۱۸۲۴ و ۱۸۲۸ و ۱۸۳۲ و ۱۸۳۶ و ۱۸۴۰ و ۱۸۴۴ و ۱۸۴۸ و ۱۸۵۲ و ۱۸۵۶ و ۱۸۶۰ و ۱۸۶۴ و ۱۸۶۸ و ۱۸۷۲ و ۱۸۷۶ و ۱۸۸۰ و ۱۸۸۴ و ۱۸۸۸ و ۱۸۹۲ و ۱۸۹۶ و ۱۹۰۰ و ۱۹۰۴ و ۱۹۰۸ و ۱۹۱۲ و ۱۹۱۶ و ۱۹۲۰ و ۱۹۲۴ و ۱۹۲۸ و ۱۹۳۲ و ۱۹۳۶ و ۱۹۴۰ و ۱۹۴۴ و ۱۹۴۸ و ۱۹۵۲ و ۱۹۵۶ و ۱۹۶۰ و ۱۹۶۴ و ۱۹۶۸ و ۱۹۷۲ و ۱۹۷۶ و ۱۹۸۰ و ۱۹۸۴ و ۱۹۸۸ و ۱۹۹۲ و ۱۹۹۶ و ۲۰۰۰ و ۲۰۰۴ و ۲۰۰۸ و ۲۰۱۲ و ۲۰۱۶ و ۲۰۲۰ و ۲۰۲۴ و ۲۰۲۸ و ۲۰۳۲ و ۲۰۳۶ و ۲۰۴۰ و ۲۰۴۴ و ۲۰۴۸ و ۲۰۵۲ و ۲۰۵۶ و ۲۰۶۰ و ۲۰۶۴ و ۲۰۶۸ و ۲۰۷۲ و ۲۰۷۶ و ۲۰۸۰ و ۲۰۸۴ و ۲۰۸۸ و ۲۰۹۲ و ۲۰۹۶ و ۲۱۰۰ و ۲۱۰۴ و ۲۱۰۸ و ۲۱۱۲ و ۲۱۱۶ و ۲۱۲۰ و ۲۱۲۴ و ۲۱۲۸ و ۲۱۳۲ و ۲۱۳۶ و ۲۱۴۰ و ۲۱۴۴ و ۲۱۴۸ و ۲۱۵۲ و ۲۱۵۶ و ۲۱۶۰ و ۲۱۶۴ و ۲۱۶۸ و ۲۱۷۲ و ۲۱۷۶ و ۲۱۸۰ و ۲۱۸۴ و ۲۱۸۸ و ۲۱۹۲ و ۲۱۹۶ و ۲۲۰۰ و ۲۲۰۴ و ۲۲۰۸ و ۲۲۱۲ و ۲۲۱۶ و ۲۲۲۰ و ۲۲۲۴ و ۲۲۲۸ و ۲۲۳۲ و ۲۲۳۶ و ۲۲۴۰ و ۲۲۴۴ و ۲۲۴۸ و ۲۲۵۲ و ۲۲۵۶ و ۲۲۶۰ و ۲۲۶۴ و ۲۲۶۸ و ۲۲۷۲ و ۲۲۷۶ و ۲۲۸۰ و ۲۲۸۴ و ۲۲۸۸ و ۲۲۹۲ و ۲۲۹۶ و ۲۳۰۰ و ۲۳۰۴ و ۲۳۰۸ و ۲۳۱۲ و ۲۳۱۶ و ۲۳۲۰ و ۲۳۲۴ و ۲۳۲۸ و ۲۳۳۲ و ۲۳۳۶ و ۲۳۴۰ و ۲۳۴۴ و ۲۳۴۸ و ۲۳۵۲ و ۲۳۵۶ و ۲۳۶۰ و ۲۳۶۴ و ۲۳۶۸ و ۲۳۷۲ و ۲۳۷۶ و ۲۳۸۰ و ۲۳۸۴ و ۲۳۸۸ و ۲۳۹۲ و ۲۳۹۶ و ۲۴۰۰ و ۲۴۰۴ و ۲۴۰۸ و ۲۴۱۲ و ۲۴۱۶ و ۲۴۲۰ و ۲۴۲۴ و ۲۴۲۸ و ۲۴۳۲ و ۲۴۳۶ و ۲۴۴۰ و ۲۴۴۴ و ۲۴۴۸ و ۲۴۵۲ و ۲۴۵۶ و ۲۴۶۰ و ۲۴۶۴ و ۲۴۶۸ و ۲۴۷۲ و ۲۴۷۶ و ۲۴۸۰ و ۲۴۸۴ و ۲۴۸۸ و ۲۴۹۲ و ۲۴۹۶ و ۲۵۰۰ و ۲۵۰۴ و ۲۵۰۸ و ۲۵۱۲ و ۲۵۱۶ و ۲۵۲۰ و ۲۵۲۴ و ۲۵۲۸ و ۲۵۳۲ و ۲۵۳۶ و ۲۵۴۰ و ۲۵۴۴ و ۲۵۴۸ و ۲۵۵۲ و ۲۵۵۶ و ۲۵۶۰ و ۲۵۶۴ و ۲۵۶۸ و ۲۵۷۲ و ۲۵۷۶ و ۲۵۸۰ و ۲۵۸۴ و ۲۵۸۸ و ۲۵۹۲ و ۲۵۹۶ و ۲۶۰۰ و ۲۶۰۴ و ۲۶۰۸ و ۲۶۱۲ و ۲۶۱۶ و ۲۶۲۰ و ۲۶۲۴ و ۲۶۲۸ و ۲۶۳۲ و ۲۶۳۶ و ۲۶۴۰ و ۲۶۴۴ و ۲۶۴۸ و ۲۶۵۲ و ۲۶۵۶ و ۲۶۶۰ و ۲۶۶۴ و ۲۶۶۸ و ۲۶۷۲ و ۲۶۷۶ و ۲۶۸۰ و ۲۶۸۴ و ۲۶۸۸ و ۲۶۹۲ و ۲۶۹۶ و ۲۷۰۰ و ۲۷۰۴ و ۲۷۰۸ و ۲۷۱۲ و ۲۷۱۶ و ۲۷۲۰ و ۲۷۲۴ و ۲۷۲۸ و ۲۷۳۲ و ۲۷۳۶ و ۲۷۴۰ و ۲۷۴۴ و ۲۷۴۸ و ۲۷۵۲ و ۲۷۵۶ و ۲۷۶۰ و ۲۷۶۴ و ۲۷۶۸ و ۲۷۷۲ و ۲۷۷۶ و ۲۷۸۰ و ۲۷۸۴ و ۲۷۸۸ و ۲۷۹۲ و ۲۷۹۶ و ۲۸۰۰ و ۲۸۰۴ و ۲۸۰۸ و ۲۸۱۲ و ۲۸۱۶ و ۲۸۲۰ و ۲۸۲۴ و ۲۸۲۸ و ۲۸۳۲ و ۲۸۳۶ و ۲۸۴۰ و ۲۸۴۴ و ۲۸۴۸ و ۲۸۵۲ و ۲۸۵۶ و ۲۸۶۰ و ۲۸۶۴ و ۲۸۶۸ و ۲۸۷۲ و ۲۸۷۶ و ۲۸۸۰ و ۲۸۸۴ و ۲۸۸۸ و ۲۸۹۲ و ۲۸۹۶ و ۲۹۰۰ و ۲۹۰۴ و ۲۹۰۸ و ۲۹۱۲ و ۲۹۱۶ و ۲۹۲۰ و ۲۹۲۴ و ۲۹۲۸ و ۲۹۳۲ و ۲۹۳۶ و ۲۹۴۰ و ۲۹۴۴ و ۲۹۴۸ و ۲۹۵۲ و ۲۹۵۶ و ۲۹۶۰ و ۲۹۶۴ و ۲۹۶۸ و ۲۹۷۲ و ۲۹۷۶ و ۲۹۸۰ و ۲۹۸۴ و ۲۹۸۸ و ۲۹۹۲ و ۲۹۹۶ و ۳۰۰۰ و ۳۰۰۴ و ۳۰۰۸ و ۳۰۱۲ و ۳۰۱۶ و ۳۰۲۰ و ۳۰۲۴ و ۳۰۲۸ و ۳۰۳۲ و ۳۰۳۶ و ۳۰۴۰ و ۳۰۴۴ و ۳۰۴۸ و ۳۰۵۲ و ۳۰۵۶ و ۳۰۶۰ و ۳۰۶۴ و ۳۰۶۸ و ۳۰۷۲ و ۳۰۷۶ و ۳۰۸۰ و ۳۰۸۴ و ۳۰۸۸ و ۳۰۹۲ و ۳۰۹۶ و ۳۱۰۰ و ۳۱۰۴ و ۳۱۰۸ و ۳۱۱۲ و ۳۱۱۶ و ۳۱۲۰ و ۳۱۲۴ و ۳۱۲۸ و ۳۱۳۲ و ۳۱۳۶ و ۳۱۴۰ و ۳۱۴۴ و ۳۱۴۸ و ۳۱۵۲ و ۳۱۵۶ و ۳۱۶۰ و ۳۱۶۴ و ۳۱۶۸ و ۳۱۷۲ و ۳۱۷۶ و ۳۱۸۰ و ۳۱۸۴ و ۳۱۸۸ و ۳۱۹۲ و ۳۱۹۶ و ۳۲۰۰ و ۳۲۰۴ و ۳۲۰۸ و ۳۲۱۲ و ۳۲۱۶ و ۳۲۲۰ و ۳۲۲۴ و ۳۲۲۸ و ۳۲۳۲ و ۳۲۳۶ و ۳۲۴۰ و ۳۲۴۴ و ۳۲۴۸ و ۳۲۵۲ و ۳۲۵۶ و ۳۲۶۰ و ۳۲۶۴ و ۳۲۶۸ و ۳۲۷۲ و ۳۲۷۶ و ۳۲۸۰ و ۳۲۸۴ و ۳۲۸۸ و ۳۲۹۲ و ۳۲۹۶ و ۳۳۰۰ و ۳۳۰۴ و ۳۳۰۸ و ۳۳۱۲ و ۳۳۱۶ و ۳۳۲۰ و ۳۳۲۴ و ۳۳۲۸ و ۳۳۳۲ و ۳۳۳۶ و ۳۳۴۰ و ۳۳۴۴ و ۳۳۴۸ و ۳۳۵۲ و ۳۳۵۶ و ۳۳۶۰ و ۳۳۶۴ و ۳۳۶۸ و ۳۳۷۲ و ۳۳۷۶ و ۳۳۸۰ و ۳۳۸۴ و ۳۳۸۸ و ۳۳۹۲ و ۳۳۹۶ و ۳۴۰۰ و ۳۴۰۴ و ۳۴۰۸ و ۳۴۱۲ و ۳۴۱۶ و ۳۴۲۰ و ۳۴۲۴ و ۳۴۲۸ و ۳۴۳۲ و ۳۴۳۶ و ۳۴۴۰ و ۳۴۴۴ و ۳۴۴۸ و ۳۴۵۲ و ۳۴۵۶ و ۳۴۶۰ و ۳۴۶۴ و ۳۴۶۸ و ۳۴۷۲ و ۳۴۷۶ و ۳۴۸۰ و ۳۴۸۴ و ۳۴۸۸ و ۳۴۹۲ و ۳۴۹۶ و ۳۵۰۰ و ۳۵۰۴ و ۳۵۰۸ و ۳۵۱۲ و ۳۵۱۶ و ۳۵۲۰ و ۳۵۲۴ و ۳۵۲۸ و ۳۵۳۲ و ۳۵۳۶ و ۳۵۴۰ و ۳۵۴۴ و ۳۵۴۸ و ۳۵۵۲ و ۳۵۵۶ و ۳۵۶۰ و ۳۵۶۴ و ۳۵۶۸ و ۳۵۷۲ و ۳۵۷۶ و ۳۵۸۰ و ۳۵۸۴ و ۳۵۸۸ و ۳۵۹۲ و ۳۵۹۶ و ۳۶۰۰ و ۳۶۰۴ و ۳۶۰۸ و ۳۶۱۲ و ۳۶۱۶ و ۳۶۲۰ و ۳۶۲۴ و ۳۶۲۸ و ۳۶۳۲ و ۳۶۳۶ و ۳۶۴۰ و ۳۶۴۴ و ۳۶۴۸ و ۳۶۵۲ و ۳۶۵۶ و ۳۶۶۰ و ۳۶۶۴ و ۳۶۶۸ و ۳۶۷۲ و ۳۶۷۶ و ۳۶۸۰ و ۳۶۸۴ و ۳۶۸۸ و ۳۶۹۲ و ۳۶۹۶ و ۳۷۰۰ و ۳۷۰۴ و ۳۷۰۸ و ۳۷۱۲ و ۳۷۱۶ و ۳۷۲۰ و ۳۷۲۴ و ۳۷۲۸ و ۳۷۳۲ و ۳۷۳۶ و ۳۷۴۰ و ۳۷۴۴ و ۳۷۴۸ و ۳۷۵۲ و ۳۷۵۶ و ۳۷۶۰ و ۳۷۶۴ و ۳۷۶۸ و ۳۷۷۲ و ۳۷۷۶ و ۳۷۸۰ و ۳۷۸۴ و ۳۷۸۸ و ۳۷۹۲ و ۳۷۹۶ و ۳۸۰۰ و ۳۸۰۴ و ۳۸۰۸ و ۳۸۱۲ و ۳۸۱۶ و ۳۸۲۰ و ۳۸۲۴ و ۳۸۲۸ و ۳۸۳۲ و ۳۸۳۶ و ۳۸۴۰ و ۳۸۴۴ و ۳۸۴۸ و ۳۸۵۲ و ۳۸۵۶ و ۳۸۶۰ و ۳۸۶۴ و ۳۸۶۸ و ۳۸۷۲ و ۳۸۷۶ و ۳۸۸۰ و ۳۸۸۴ و ۳۸۸۸ و ۳۸۹۲ و ۳۸۹۶ و ۳۹۰۰ و ۳۹۰۴ و ۳۹۰۸ و ۳۹۱۲ و ۳۹۱۶ و ۳۹۲۰ و ۳۹۲۴ و ۳۹۲۸ و ۳۹۳۲ و ۳۹۳۶ و ۳۹۴۰ و ۳۹۴۴ و ۳۹۴۸ و ۳۹۵۲ و ۳۹۵۶ و ۳۹۶۰ و ۳۹۶۴ و ۳۹۶۸ و ۳۹۷۲ و ۳۹۷۶ و ۳۹۸۰ و ۳۹۸۴ و ۳۹۸۸ و ۳۹۹۲ و ۳۹۹۶ و ۴۰۰۰ و ۴۰۰۴ و ۴۰۰۸ و ۴۰۱۲ و ۴۰۱۶ و ۴۰۲۰ و ۴۰۲۴ و ۴۰۲۸ و ۴۰۳۲ و ۴۰۳۶ و ۴۰۴۰ و ۴۰۴۴ و ۴۰۴۸ و ۴۰۵۲ و ۴۰۵۶ و ۴۰۶۰ و ۴۰۶۴ و ۴۰۶۸ و ۴۰۷۲ و ۴۰۷۶ و ۴۰۸۰ و ۴۰۸۴ و ۴۰۸۸ و ۴۰۹۲ و ۴۰۹۶ و ۴۱۰۰ و ۴۱۰۴ و ۴۱۰۸ و ۴۱۱۲ و ۴۱۱۶ و ۴۱۲۰ و ۴۱۲۴ و ۴۱۲۸ و ۴۱۳۲ و ۴۱۳۶ و ۴۱۴۰ و ۴۱۴۴ و ۴۱۴۸ و ۴۱۵۲ و ۴۱۵۶ و ۴۱۶۰ و ۴۱۶۴ و ۴۱۶۸ و ۴۱۷۲ و ۴۱۷۶ و ۴۱۸۰ و ۴۱۸۴ و ۴۱۸۸ و ۴۱۹۲ و ۴۱۹۶ و ۴۲۰۰ و ۴۲۰۴ و ۴۲۰۸ و ۴۲۱۲ و ۴۲۱۶ و ۴۲۲۰ و ۴۲۲۴ و ۴۲۲۸ و ۴۲۳۲ و ۴۲۳۶ و ۴۲۴۰ و ۴۲۴۴ و ۴۲۴۸ و ۴۲۵۲ و ۴۲۵۶ و ۴۲۶۰ و ۴۲۶۴ و ۴۲۶۸ و ۴۲۷۲ و ۴۲۷۶ و ۴۲۸۰ و ۴۲۸۴ و ۴۲۸۸ و ۴۲۹۲ و ۴۲۹۶ و ۴۳۰۰ و ۴۳۰۴ و ۴۳۰۸ و ۴۳۱۲ و ۴۳۱۶ و ۴۳۲۰ و ۴۳۲۴ و ۴۳۲۸ و ۴۳۳۲ و ۴۳۳۶ و ۴۳۴۰ و ۴۳۴۴ و ۴۳۴۸ و ۴۳۵۲ و ۴۳۵۶ و ۴۳۶۰ و ۴۳۶۴ و ۴۳۶۸ و ۴۳۷۲ و ۴۳۷۶ و ۴۳۸۰ و ۴۳۸۴ و ۴۳۸۸ و ۴۳۹۲ و ۴۳۹۶ و ۴۴۰۰ و ۴۴۰۴ و ۴۴۰۸ و ۴۴۱۲ و ۴۴۱۶ و ۴۴۲۰ و ۴۴۲۴ و ۴۴۲۸ و ۴۴۳۲ و ۴۴۳۶ و ۴۴۴۰ و ۴۴۴۴ و ۴۴۴۸ و ۴۴۵۲ و ۴۴۵۶ و ۴۴۶۰ و ۴۴۶۴ و ۴۴۶۸ و ۴۴۷۲ و ۴۴۷۶ و ۴۴۸۰ و ۴۴۸۴ و ۴۴۸۸ و ۴۴۹۲ و ۴۴۹۶ و ۴۵۰۰ و ۴۵۰۴ و ۴۵۰۸ و ۴۵۱۲ و ۴۵۱۶ و ۴۵۲۰ و ۴۵۲۴ و ۴۵۲۸ و ۴۵۳۲ و ۴۵۳۶ و ۴۵۴۰ و ۴۵۴۴ و ۴۵۴۸ و ۴۵۵۲ و ۴۵۵۶ و ۴۵۶۰ و ۴۵۶۴ و ۴۵۶۸ و ۴۵۷۲ و ۴۵۷۶ و ۴۵۸۰ و ۴۵۸۴ و ۴۵۸۸ و ۴۵۹۲ و ۴۵۹۶ و ۴۶۰۰ و ۴۶۰۴ و ۴۶۰۸ و ۴۶۱۲ و ۴۶۱۶ و ۴۶۲۰ و ۴۶۲۴ و ۴۶۲۸ و ۴۶۳۲ و ۴۶۳۶ و ۴۶۴۰ و ۴۶۴۴ و ۴۶۴۸ و ۴۶۵۲ و ۴۶۵۶ و ۴۶۶۰ و ۴۶۶۴ و ۴۶۶۸ و ۴۶۷۲ و ۴۶۷۶ و ۴۶۸۰ و ۴۶۸۴ و ۴۶۸۸ و ۴۶۹۲ و ۴۶۹۶ و ۴۷۰۰ و ۴۷۰۴ و ۴۷۰۸ و ۴۷۱۲ و ۴۷۱۶ و ۴۷۲۰ و ۴۷۲۴ و ۴۷۲۸ و ۴۷۳۲ و ۴۷۳۶ و ۴۷۴۰ و ۴۷۴۴ و ۴۷۴۸ و ۴۷۵۲ و ۴۷۵۶ و ۴۷۶۰ و ۴۷۶۴ و ۴۷۶۸ و ۴۷۷۲ و ۴۷۷۶ و ۴۷۸۰ و ۴۷۸۴ و ۴۷۸۸ و ۴۷۹۲ و ۴۷۹۶ و ۴۸۰۰ و ۴۸۰۴ و ۴۸۰۸ و ۴۸۱۲ و ۴۸۱۶ و ۴۸۲۰ و ۴۸۲

# باب التیخ

## تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

### ملک حبش میں اسلامی حکومت

#### ساتویں اور آٹھویں صدی کے چند مجاہدین

(زنجیر)

سلطان کی ہر میت اور شہادت کے بعد قوائے اسلامیہ  
بارہ بارہ کروئے گئے۔ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ بلاد اسلامیہ  
ویران کر دیے گئے۔ مسجدیں منہدم کی گئیں۔ مسلمان بچے  
غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ سلطان کا خاندان پھر حبش  
سے بھاگ کر بنا گزین ہوا۔ اور وہ سب کچھ ہوا جو کسی  
اسلامی آبادی کے ساتھ مسیحی استبداد تسلط کے بعد  
ہونا چاہئے۔

### سلطان عبدالعزیز بن ثانی

ان مظالم و بربریت نصرانیہ کا سلسلہ جسٹس برس تک  
ممتد رہا۔ ایک سو برس امریکن ملک الٹرا صمدین اشرف  
اسماعیل نے سنوڑی فوج و دیگر سلطان زادوں کو حبش روانہ  
کیا۔ اس مرتبہ پہلے ہی صحر میں جو مقام سبارہ میں پیش آیا  
مسلمان مظفر و منصور ہوئے۔ سلطان کا بڑا بیٹا عبدالعزیز علی  
باپ کا جانشین ہوا۔ مشرقی جہادی سبیل اللہ نے ۲۰ برس  
کے مصائب و آلام کھائے۔ سکون و راحت کی فرصت نہ ملے  
خود آگے بڑھا۔ کرسچین کے ملکوں سے ان درندگی و سبجیت  
کا انتقام لے۔

یہ سپاہ دل بادل مسلمانوں کے ایک ایک شہر چھا گیا۔  
سلطان عبدالعزیز نے دیکھا۔ کراتنی بڑی جمعیت کے مقابلہ  
میں باقاعدہ جنگ مفید نہ ہوئی۔ اس لئے بے قاعدہ و  
غیر منظم جنگ کا سامان کیا۔ اور اس طرح ایک سال کا کل  
انتشار و پریشانی دے دے اطمینانی کے عالم میں بسر ہوا۔  
تاریخ اسلام عجائب کو ناگوں کا ہمیشہ مجموعہ رہی ہے۔  
جب کبھی غرور کثرت میں وہ اپنے خدا کو سمجھتے ہیں۔ مہم  
شکست کھاتی ہے۔ اور پریشانی دے دے سامانی اور قلت و  
ضعف کے عالم میں جب کبھی اس بات کو یاد آئے۔ تو  
نصرت الہی نے بھی ان کا ساتھ دیا ہے۔  
سلطان عبدالعزیز نے ایک سال کی آوارہ گردی

باقی بستی جو طے کر لی تھی، جان نہ تھی۔ لیکن لاشوں کے ڈھیر تھے۔ حبشی نغریوں نے وحشی درندوں کی طرح اپنی تلواروں سے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

سلطان صبر الدین کو اس کے بعد ایک دوسرے محرکہ میں شکست ہوئی۔ عظیم قریب آگیا مگر سلطان پیچھے نہ ہٹا۔ قریب تھا کہ دشمن گھیر اس کو ہاتھوں سے لیں۔ لیکن

دفاعی طور پر نے جہت لی۔ دس ہاتھ کی پوکیچی ایک کھی میں تھیں جہت رکا کے اس کے پار پیچھا گیا۔

اس سلطان کا طرز حکومت ہر دلعزیز تھا۔ اس نے ۸ برس کی حکومت کے بعد ۱۲۵۷ء کے حدود میں وفات پائی۔

سلطان منصور سلطان صبر الدین کا بھائی اور سلطان سید الدین کا بیٹا تھا۔ سلطان منصور ایسے وقت میں تخت نشین ہوا۔ جب دشمنوں سے جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ سلطان نے جدایہ پر حملہ کیا۔ حطی کا ایک دوسرا مقام حکومت تھا۔ حطی کا ایک رکن خاندان اس وقت یہیں مقیم تھا۔ جنگ میں اہل حبشہ کو شکست ہوئی اور بادشاہ کا ایک رشتہ دار مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر بہت سے براہیوں کیساتھ مقتول ہوا۔

۱۳ ہزار حبشی بھاگ کر ایک کوہی قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ مسلمان دو مہینے سے زیادہ محاصرہ کئے پرے رہے۔ اس خفا میں جنگ کا سلسلہ روزانہ جاری رہا۔ اب قلعہ کی مدد ختم ہو گئی اور اب وہ آخری دن آگیا جب سحر افوج محاصرہ کو ختم ہوا اور انتظار فتح کے شدید سے بے قابو ہو کر معمولی ہو جاتی ہے (دبائی)

اطلاع :- خط و کتابت کے وقت چٹ نبرہ کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تسلیم کی شکایت معاف۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا گٹ کا حوالہ ضروری ہے "منبر"

دراپشانی کے بعد اس کو یاد کیا۔ جس کو بھولا ہوا سلطان کا بھائی محمد علی واد جہادین کو ہار نکلا۔ حرب جوش و ایک نو مسلم حبشی سردار تھا۔ امیر محمد کے ساتھ تھا۔ اپنا معرکہ شہر تری پر پیش آیا۔ بالآخر حطی کے جہت سے سردار کو کم آئے۔ اور اس کی فوج کا بڑا حصہ مقتول اور باقی مجبور ہوا۔

سلطان صبر الدین ایک قلعہ توقف و آرام کے بعد خود پایہ تخت حملہ آور ہو کر بڑا بڑا قلعہ کا ایک بہت افسر قلعہ اور کام کیا۔ شہر کے وہ دروازے جن سے ہمیشہ اس کے سفاک حریفوں کی فوجیں نکلا کرتی تھیں۔ اب خود اس کی آمد کے منتظر تھے۔ فوج نے جب دیکھا کہ تفرشاہی کی حفاظت ممکن نہیں۔ تو اس میں آگ لگا دی۔ سلطان کا ایک بھائی قلعہ بروٹ کے بھاگ پر نمودار ہوا۔ اور بھلے اس کو زراعت کرایا۔ ایک اور مسلمان امیر عمر صوبہ نجد کی تسخیر کا عزم ہوا حطی وہاں اپنی تہی دلی فوج لے کر پڑا تھا۔ ایک شہر یہ معرکہ پیش آیا۔ جس میں حطی کے سیلاب بر گئے۔ اور ایک ایک مسلمان سپاہی نے مر کر جان دی۔

میدان طرابلس و لبنان اور ایران میں جو کچھ نغری آیا۔ وہ ان لوگوں کے لئے بیشک عجیب ہے۔ جو مسیحیت کے پانزدہ صدیوں کا زمانہ ہائے مظالم و سفاکی کی تاریخ سے نا آشنا ہیں۔ لیکن خدا کو دنیا اس تاریخ کو بھلا دیتی مگر وہ خود بار بار دنیا میں اپنے ان کارناموں کا اعادہ کرتی ہے۔ تاکہ دنیا میں اس کی خونخواری و طعنت جھنڈی کو فراموش نہ کرے۔ پس دنیا بھلائی تو نہیں۔ مگر مسیح کے اس قول کو یاد کر کے کہ "تو اپنے بھائی کو سات بائیس بلکہ ستر کے سات ہر ایک معاف کر" ہمیشہ معاف کر دینی ہے مسلمان سپاہی ایک ایک گروے بے رحمی سے مار ڈالے گئے تھے۔ اب قساوت و شقاوت کی کوئی منزل

# درس عمل

(انجیل رومانی نامی کوہ کا صاحب غلامی)

اک رات بھی نہ پڑھ سکے قرآن دل خیز  
استاد نے کہا کہ جو آج ہی کی رات  
سمجھو کہ راستہ خود رب العالمین  
اس کا کلام اس کو سناتے ہو با ادب  
حاصل ہو جس کی دید سے پھر لذت یقین  
شارکوں نے کیا شب بوم میں جب علی  
فشن کی کے گھر تراوہ وہیں برسر زمیں  
پھر سر پر تنگ اسے آیا نہ جو شش پچھ  
استاد آئے خود کے شاکر دے کریں  
پوچھا کہ کئی رات یہ کچھ راجسہ کہو  
باغشیا بولیں کیا کشتہ مبین  
اسے شیخ پا کر نہ لہوں کیا میں آپ سے  
پیش نظر تھا شب کو میرے رب العالمین  
سورۃ یوسف کی کہیں پڑھتے تھے وہاں  
انہوں نے یہی پڑھنے لگا اندہ یقین  
حساب میں بکریا کی اس کہتے تھے گنا  
ایک ایک نقد و ایاک نستعین  
تجربہ ثبوت اسکا اگر دوں تو پھر نہ ہوں  
یہ کہہ کے بیچ مار کے ٹھنڈا ہوا میں  
یہ سن کے بچہ ناری چور استاد سنے وہاں  
دو ٹوکا کا وصل پھر ہو گیا ازرب العالمین  
دونوں کی حق پاک پر پڑھ دیجئے فاتحہ  
عدم جا ہو روجوں پہ صد با آفریں  
درس علی نصیب ہو نامی ہمیں یہاں  
حاصل ہوا رسد ملی کو بھی ہو صدق یقین

لکھا ہے شیخ اکبر عالی نے الایقین  
استاد ایک نئے جو رہا کرتے تھے کہیں  
شاگردان کا حاضر قدرت ہوا کوئی  
کہ مرض سے حضور نہیں حال دل کہیں  
پڑھتا ہوں جب نماز تہجد میں جب قرآن  
کمال حضور قلب تو مجھ کو ذرا نہیں  
تہذیب مجھے کوئی ایسی بتا سنے  
حاصل ہو جس سے وہ دوست یقین  
استاد نے کہا کہ اس سے یہ تم علی  
ہیں جا رہا ہے اسے اب ذرا یہ نشیں  
تم پڑھ رہے ہو سنا ہے ان کے کلام پاک  
پھر شریعہ کا حال اسے کہو صبح الیقین  
شارکوں صبح خدمت استاد میں آگیا  
پوچھا کہ شب کا حال تیرا فکے ہا نہیں  
کی عرض شب میں چار فلسفے تھے رو برو  
قرآن کو میں نصیحت سے زاید نہ لایا  
ہدیت سے میں تمنا کر رہا اندام درخشاں  
اسے شیخ عرفی کہنے کی طاقت مجھے نہیں  
سمجھو کہ آج شب میں جیت نظر مشغول  
جن پر نزول وحی سے اترا ہے اسرار میں  
جیکہ شب دوم کو گنگا ابھرتا ہے سبیل  
آیا صبح کو قدرت استاد میں خیز  
آنکھوں کا اشک جاری تھا جو بھی نہ دھتا  
رو رو کے غرض کرنے لگا راز دل نشیں  
حقے شب میں رو رو وہ شہنشاہ کا شانیت

## قلم و کفن

موجود ہے۔ اس لئے مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی ایک شہر میں دو کھسوں کی موجودگی خطرناک ہے۔

ان بد معاشوں کو سزا دینے کے متعلق جو فسادات کے بانی مہاتمی تھے۔ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر کیش تحقیقات جن تنازع پر پہنچے۔ ان کے مطابق جو کارروائی ضروری ہوتی کچھ نیکی۔

مضور نظام نے بھی لکھا ہے۔ کہ مستقبل میں فسادات کے سدباب کے لئے ایک گتہ شدہ جریدہ میں احکام جاری کر دئے گئے ہیں۔ اور اس معاملہ کے متعلق رپورٹ کرنے کی غرض سے ایک کیش مقرر کیا گیا ہے۔

**حضور نظام اور اہل وطن** شہر پارہ وکن اور اہل وطن کی بے تعصبی کی

اس سے روشن تر دلیں کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کے قلم و منہ میں مذکر گرائے گئے۔ تو آپ نے ان کو از سر نو تعمیر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن جو کہ حوزہ نظام کی مخالفت بعض اس وجہ سے گورے ہیں۔ کہ وہ ایک مسلمان واسطے رہا

ہیں۔ کہ ان کے نزدیک مذکورہ کی تحریک کوئی حقیقت نہیں رکھتی کہ گھر ایک مذکر پرکھیں چاہئے کی اجازت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یہی خوبی کی بات ہے۔ کہ مندروں کی تعمیر پر تو شکر و ادائیں کیا جاتا۔ مگر کھس کی اجازت نہ ملنے پر فوراً اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسی پر انتہا نہیں ہا کہ مطالبہ کیا جاتا

ہے۔ کہ حضور نظام انہی ریاست میں ایک نامزدہ مجلس قائم کریں۔ معزز معاصر مسلم آؤٹ لک "نے اس کے جواب میں بجا مطالبہ کیا ہے۔ کہ پہلے مرہبہ ریاستوں میں تو ایسی مجلس قائم کراؤ۔ پھر حضور نظام سے اس کا مطالبہ کرنا۔ دیکھنا

چاہئے کہ اس کا کیا جواب دیا جاتا ہے۔

ایک غیر معمولی جریدہ حضور نظام کا ایک

اہم فرمان شائع ہوا ہے جس میں تحریر ہے کہ گو اس کیشن کی رپورٹ جو فسادات گھر کے کی تحقیقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ ابھی تک پیش نہیں ہوا۔ اور تا حال مجلس انتظام کے زیر غور ہے۔ مگر حضور نظام نے اس تنازع کے جواب میں فیصلہ کر دیا ہے جس میں گھر کے ہندوؤں نے التجائی سکتی کہ ہمیں مندروں کی مرمت اور ان میں عبادت کرنی کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ کیشن نے اس کے متعلق کوئی خاص فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اور ہم اب تک عبادت کرنے سے محروم ہیں۔

سرکاری امور کے بیان کے مطابق نقصان کا اندازہ ۲۵۰۰۰ ہزار روپیہ ہے۔ مگر ایک دو ہندوؤں کے بغیر باقی تمام منہ درجھوئے چھوئے اور کچھ کے بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں مشکل منہ رکھا جاسکتا ہے۔ حضور نظام نے ہندو کو اس شرط پر مرمت کرنے کی اجازت دے کر ہندو اور انہیں عبادت کرنے کی اجازت عطا کی ہے۔ گدا خراوات گھر کے حسابات پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ شرط پوری نہ کی گئی تو ہندو منہ درجھوئے کی خواہشات کے مطابق حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔ حضور نظام نے حکم دیا کہ مندروں پر بلا اثر لکھیں سے جو بھی ہندو قبول کریں۔

اس کے مطابق معامہ کام شروع کر دیا جائے۔ ہندوؤں کی بدد خواست منظور نہیں کی گئی۔ کہ

برٹسے بڑے مندروں پر کھس بنانے کی اجازت دیا جائے۔ کیونکہ اس سے پہلے مندروں پر کوئی کھس نہیں تھی۔ مسلمانوں کی ایک مقدس درگاہ پر کھس نہ لانا قدیم سے

مستحکم ہے۔

مستحکم ہے۔

مستحکم ہے۔

## مسئلہ برادر اور واسطے برادر

کرن کی گاہرانی سے الگ ہوا۔ یہ محبوب علی خاں مرحوم کو اس کا بچہ صدر ہوا۔ ان کے چالیسین بیعتان علی خاں کے دل میں اس کا درد تھا۔ اور انہوں نے ہنایت حقو ملکہ وجہ کیساتھ اسکی والدہ کیسے علی امام ولایت گئے۔ انہوں نے عقد و بکر کو شش کی۔ چند ماہ کے بعد آخر گورنر جنرل باجلاس کو شس نے حضور نظام کا معاہدہ کر دیا۔ اور برادر واپس کرینے انکار کر دیا۔

برادر کی والدہ کیسے حضور نظام کا مطالبہ بالکل جائز تھا۔ وہ ان کے ملک کا ایک فردی حصہ ہے لیکن معلوم نہیں۔ انگلستان کے سابق لارڈ جین جنس کے افسانے یہی فیصلہ کیوں مناسب سمجھا کیا۔ اور انہوں نے اس کی بیعت اور برادری میں اتحاد کی وجہ سے مقدار کو اپنے حق سے خیرم ہونا نہیں پڑا۔ اسلامی دنیا اس فیصلہ پر حیران ہے۔ کہ برادر گورنمنٹ نے اپنے "یار و دادار" کی خواہشات کو بے اعتنائی سے ٹھکر کر کے وفا کی کابوت دیا ہے کیا اس فیصلہ پر نظر ثانی ہونا ممکن نہیں؟

حضور نظام کی سالگرہ ۲۴ فروری۔ آج حضور نظام کی سالگرہ کی تقریب پر انہوں نے کثیر میدان شہزادیاں بھی موجود تھیں۔ اور ایک جلسہ چوتھے سے پیر کے کا نظام فرمایا۔

اس کے بعد حضور مدعو بہ ذات خود رفاہ عام کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ایک مہمی اور حیدر آباد کی تلاش کا افسانہ فرمایا۔

## جدید سیرج التاثر اور آسان طبی علاج

یونانی و اکثری گوتم اور مسلم طریق علالت ہیں۔ لیکن نازک اور لغت مست بہتہ طبائع ان کو پسند نہیں آتھی۔ یہ سیرج واحد و یومیہ ہے۔ اگرچہ اس شہادت کو ایک صدی تک مدح کر دیا ہے۔ مگر اس کے دیر طلب اور طویل علاج سے سرطانی آگیا جاتے ہیں۔ اس پر بھی دیر و در پیرانی اور اس کا طبی طور پر ازالہ نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر جینرے ولیم شوٹر صاحب نے مریضوں کی جان تمام کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت تعلیقی و تحقیقی اور حیاں سے ایک نیا سرسیرج التاثر اور آسان زمین طریق علالت ایجاد کیا ہے۔ جو بائو کیمیک کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی ادویہ بھی انہیں اور کم سن میں استعمال کرانی

جانی ہیں۔ جو فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ معمولی امراض کا تو کیا زکریا سے برافنی اور یوس کن بیماریاں دونوں میں ہی رشتہ جو جانی ہیں۔ مدوائی کے کھانے اور لگانے سے ہی ٹوٹے ہوئے جوڑ دس اور ہڈیوں کی پھونگی ہو جاتی ہے۔ ایسی بیماری کسی وقت کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔ اس طریق علالت کے مہر جہاں دوسرے جہت مایہ نام صاحب بیا ایم۔ بی۔ ایم۔ صاحبہ ملکہ لودھ جواہر شہر کے مشرق میں ویرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قدامت رکھتے ہیں۔ ایک نہایت شریف اور نیک خویہ مریضوں کے آرام و آسائش کا آسان طریقہ مقرر کر رکھا ہے۔ صحت کے طالب اور مایوس مریضوں کو آگے بڑھ کر متوجہ ہونا چاہئے۔ آپ شہرہ کی کوئی نہیں نہیں جیتے رہتے۔ ادوائی کی نہایت تعلیقی نسبت ملے ہیں۔ (دراپور)



آگن کی آواز بلند ہوگی۔ قوم کی بیداری کے خواجہ کی غیر محال بکن ممکن ہے۔

## سر سید احمد شفیق اور انجمن راعیان ہند

قریشی خواب راحت میں ہیں۔ اقوام عالم کی مدد و حید اور قری تیار کے جذبہ کی انہیں کوئی بڑ نہیں حالانکہ زندہ اور بیدار بخت قوموں کی قابل رشک ترقی اور ایک مزدور ٹیکرالی بانی کے افراد قوم کی سنی و بہت عبرت کے تازیانوں سے انہیں ہر دم بیدار کر رہی ہے۔

سر سید احمد شفیق صاحب پرنسپل آف لیو راضی، بڑوہی کے دانشمند محرم ہیں۔ نہ صرف مسلمانان پنجاب بلکہ مسلمانان ہند کے نامور دانشور ہیں لیکن مسکوت ہند کی رسالت و دلیل پر بھی ان کے بادر و دیوانوں نے ایسی اعلیٰ راعیان ہند کو فوٹو نہیں کیا۔ کیا تھوٹے تھوٹے برہمن کی مدد دیتے ہیں۔ اب وہ مسکوت و شہر ہوتے ہیں۔ تو برادری نے انہیں اپنا سربراہ یعنی اپنا مرکزی انجمن کا صدر مقرر کیا ہے۔ اس وقت پر سرمد راجہ نے تین فلوئس بھرے جیالات کا اظہار کیا ہے۔

ان کا چھ اقتباس ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ منقولہ کے خادمان تمام راجہ اور انی خادمان ہیں انہی ہوں۔ آپ خدمات کے جو خدمات سربراہ ہیں۔ میں نے سربراہی کرنا ہوں اور آپ کو لیکھوں اور انی ہوں۔ اگر میری خدمت قائم رہی۔ تو انشاء اللہ ہر طرح کی خدمت میں کو خوش کردوں گا۔ علامہ قمر شاہی کی فائبر سے ایک جسد احسن قری کی خدمت میں پیش کیا کرتا ہوں گا۔ اگر سرمد کے کے یہ انی ہوں۔ برادری کے برسرہ آویں کی رہنمائی کر سکتے ہیں؟

ایک نادر خیال ارجح بنیادیں۔ تو تین ہی محدود مسکوت قری کے سحر ساری کڑے کے قابل ہو جائے۔ دوسری قوم جن کی بیداری قری ترقی کی نظیر ہم پیش کرتے ہیں ان میں ابی ایک وصف ہے۔ کہ وہ اپنے قری آگن کی آواز کے لئے ہر حق مصروف رہتی ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ قوم کی آوازیں گونج پیدا کرنے اور قری انہیں کے اعراض کی نشر و اشاعت کا دوا دہی ہے۔

”اراعی“ انجمن راعیان کا اختصار ہے۔ بنیاد قری و بعد قری سے نقل رہا ہے۔ راعی برادری کو اس کی ترقی کا اس قدر خیال ہے۔ کہ وہ اس کے لئے ہر ممکن طریقہ سے مدد و ہم پیش کرتی ہے۔ امریکہ کی راعی برادری جیسے اس کی مالی امداد کرتی ہے۔ چنانچہ کہ مسند احمد میں ”اراعی“ کو امریکہ سے ۵۰ ڈالر عطا کرال الدین صاحب کی طرف سے ۳۰ روپے نقد اس کے علاوہ ہر طرح شفیق و انجمن دیگر احباب نے سو روپے سالانہ کی امداد قری عطا کی ہے۔ انجمن کی طرف سے ہر فرد برادری کے ذمہ قریب اشاعت کی فرض عائد کر رکھا ہے۔

”کشمیری“ کو بھی اس طرح اس کی برادری سے مدد مل رہی ہے۔ اور انی الحقیقت ہی طریق عمل قری رسائل اور اخبارات کے احیاء و تھاکہ موجب ہو سکتا ہے۔ اخبار کشمیری کے مسلمانین ہیچ کٹر لکھنؤ میں پانچ کٹر لکھنؤ امداد دہشتہ کے علاوہ خیر ارجح بنیاد کے ذمہ سے رکھا ہے۔ چنانچہ ان ہندو خواہ فراموشی تمام قری ہندو تاجرانہ پیر و سید ہمارا کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ہر اقامہ اور اور ہا ہے۔ شفیق عطا کرنا صاحب کی۔ لے دینا صاحب ہمارا عطا کرنا۔ تو یہی ہندو اور ہندو ہندو ہندو عظام احسن صاحب کے ماضی اور ہندی خاتم احمد صاحب کے بچا پس روپے عطا کرنا۔ کیا مسلمانان انقریشی راعیان قری تو وہ انجمن کی اور انہیں کو لیکھوں یا ہر سہ کہ جب تک

## داستان درد

(از جناب مولوی محمد رفعت اسد صاحب رفعت)

حال دل یا قصہ خواب عدم کہنے کو ہیں  
 بچہ و کھانا ہم کو بے کھویا ہوا دنیا و قہار  
 کوئی عسوس کوئی نرسد ہم نفس ملتا نہیں  
 کیا کہیں کس کو کہیں کس کی کہانی کس طرح  
 ہمیشہ تو کان دہر کر سن لو دیوانہ کی بابت  
 کیا ہوئے اسلاف اپنے کیا ہوئے وہ کروفر  
 نام آبا کو لگا ہے داغ اپنے نام سے  
 کہہ دیا بہت کو اور جزات کو ہم نے خبر باد  
 وہ جادو شرم و وہ غیرت حمیت کیا ہوئی  
 ہوں تو نگر لاکھ عالم میں مگر بے تیش ہوں  
 گزرا آئے کام دہن دولت خدا کی راہ میں  
 جو ہر حکمت نہ دکھلائی مرض میں گر حلیم  
 ہم نے مانا جو ہر صدق و صفا کی کان ہو  
 کام کرنے کا مقنا سے کون سا دن آئے گا  
 جانتے ہیں آپ ہم اس بزم میں آئے ہیں کیوں  
 تشنہ کامی قوم کی لائی ہے ہم کو آپ تک  
 ہم سنانے کو ہیں تم کو بکتہ حق کی نوید  
 چوہیں عالم یہاں پر سپید و دین ستین  
 مٹ گئے ہیں گرچہ پیب دین حق کی راہ میں

دوستو کچھ داستان درد ہم کہنے کو ہیں  
 قصہ عسر و اں کچھ حال غم کہنے کو ہیں  
 ہم شب غم کا فضا صبح دم کہنے کو ہیں  
 یہ کیا خون ہو کے دل چشیم غم کہنے کو ہیں  
 مٹ چکے ہیں اپنے ہاتھوں کریم کہنے کو ہیں  
 کیا ہیں ان کے خلف اہل ستم کہنے کو ہیں  
 آبرو کیا رہ گئی جہاد و حشم کہنے کو ہیں  
 دین و ایمان کو بھی اب تو ہم عدم کہنے کو ہیں  
 ہو چکے سب ہم سے رخصت و ہم کہنے کو ہیں  
 غر سخی کہہ دو تو کیا اہل کرم کہنے کو ہیں  
 سنگ زر کیساں ہیں گودام و درم کہنے کو ہیں  
 کب ہیں وہ اہل حکم اہل حکم کہنے کو ہیں  
 حکمت و فضل بہتر ہم میں بہم کہنے کو ہیں  
 کام کرو لو کہ اتنے دم قدم کہنے کو ہیں  
 قوم ی بھالیاں بے یقین و کم کہنے کو ہیں  
 ہم نہیں جس سے سخا بھر کرم کہنے کو ہیں  
 ہم نہیں اب مژدہ خلد و آرام کہنے کو ہیں  
 اپنی ہستی کو یہاں پر سب عدم کہنے کو ہیں  
 شوخیان کہتی ہیں کچھ نقش قدم کہنے کو ہیں

مان ہوا ان کی نصیحت پر وہی ہے دین کی  
 ورنہ رفعت سن ہی لو گے جو کہ ہم کہنے کو ہیں

## تنقید تقریباً

پیام امین :- مولانا محمد عبد اللہ صاحب تنہا اس ایڈیٹر مسلم راجپوت کی یہ تازہ تابعین صوری و مضمونی خوبیوں میں دبے مثل ہے۔ قرآن کریم کی حفظ و کتابت اور نشر و اشاعت کی جامع و مانع تاریخ یعنی یہ کہ اس متبرک کتاب قرآن مجید کی اشاعت و دنیا کے مختلف ملکوں اور خصوصاً یورپ میں کیونکر اور کن ذرائع سے ہوئی۔ اس کے ترجمے مشرق و مغرب میں کہاں کہاں کس طرح اور کب ہوئے۔ مصنفوں اور پادروں کی رائیں۔ قرآن مجید کے متعلق کیا ہے۔ ان کی تلاش و ٹوہیں جو محنت اور کاوش آپ نے برداشت کی۔ وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ اور اس کے لئے آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

پیام امین میں بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کو مختلف پہلوؤں سے مختلف مذاہب کے محققین نے دنیا کی بہترین کتاب تسلیم کیا ہے۔ اس کے اعتقاد اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے پیام امین کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ہم اپنے ناظرین سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس بہترین تابعین کی قدر کریں۔ ایک دوسرے پر حقیت زیادہ نہیں۔ کاغذ سفید چاہیے۔ کتابت و طباعت کی اپنی غور و نظر۔ تعلیم کو بڑی اہمیت سے دیکھئے۔

بے پرواہی اور ناظرین کی بے التفاتی کا شکار ہو کر رہ گئی پرزادہ صاحب کو اس وارڈنگ اور اردو کے زمانہ میں جو تکہ دین حقہ کی خدمت سے باز رہنا اور خاموشی میں وقت بسر کرنا گوارا نہ تھا۔ اس لئے آپ کو کھٹ علی اللہ ایک دفعہ پھر اس میدان میں کود پڑے۔ اور اس کی اشاعت دوبارہ شروع کر دی۔ احباب نے جو مدد کی۔ چونکہ باہر حالات وہ کافی نہ تھے۔ اس لئے آپ نے مجبور ہو کر اب اسے ماہوار رسالہ کی شکل میں نکالنا شروع کر دیا جس کا پہلا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ رسالہ علاحدہ سرور قلم و صفحات پر مشتمل ہے۔ جو تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ تاریخ ادبیہ کی عظمت و جلال اور حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم کی تاریخی کراماتیں مختلف پروردگار کے ہدایت نامہ میں منسلک ہے۔ باقی دو حصے دست پر کا سن و تحقیق اللہ سے متعلق ہیں۔ جو یہ تسلسل بلا قضا و شائع ہو کر بعد میں کتابی صورت اختیار کر کے مفید ترین شائع کا موجب ہوئے۔ القاسم کی سالانہ حقیت سے رشتہ بنایا ہو مگر ہے۔ کاغذ طباعت کی بہت عمدہ نمونہ و رنگت کی بنا پر بہتر ادب و رائے القاسم امرتسر کے طلب کیجئے۔

کیلند ۱۹۲۵ء :- ہائیمیا موسیو پتیک فارمیسی لاہور نے بڑے سائز کے پیکے اور موٹے کاغذ پر ۱۹۲۵ء کا نہایت خوبصورت کیلندہ افروز دیو میں سمجھا ہے۔ ہوسو پتیک واپق کلان کے باقی کے علاوہ پانچ اور فوٹو اس پر لپٹے گئے ہیں۔ تاریخیں اور فہرست تقیلات واضح طور پر دکھائی گئی ہیں۔ کیلندہ کے نیچے اور اوپر کڑی کی خوش چلیان کی ہوتی

القاسم :- پرزادہ محمد بہادر الحق صاحب کتابی امرتسر کی ادارت میں یہ بہترین مذہبی رسالہ اخبار کی شکل میں پندرہ روزہ شائع ہوتا تھا جو اپنی کمزوری اور انتہائی تکلیف کے باوجود سال بھر برابر اپنے بہترین قارئین کو جواہر احسن انجام دیتا رہا۔ اور بالآخر مسلمانوں کی شہور

# مستفقات

## تحقیق الاسلام اور تیار تھوپ پر کاش

## بونگا کا نفرنس

اس کا نفرنس کے انعقاد کی ضرورت اس کے منصب العین اور اعراض تقاصد جاریہ نظر سے نہیں گذر سکتی۔ البتہ اخبارات میں اس کا ذکر خیر شد و مد سے ہو رہا ہے۔ معاصر اتحاد الاسلام نے اس کے متعلق جو ذہن بھی لگے ہیں بعض احباب کی زبانی بھی ہمیں ملتا ہے کہ اس کا نفرنس کے جلسوں میں شرکیہ ہونے سے منع ہو دینا کے تفکرات سے ابھ ہو کر دیگر دلیاں منانا اور خوش بکدیں لگانا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہم حیران ہیں۔ کہ اگرچہ مولانا علی احمد دہلوی، احمد سعید الدین، ہستیال کیوں اس میں شریک ہیں کیا جان اغراض کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو قید خانوں کی لنگن تار بند کر کے کھڑے ہو کر اس ڈاکٹر مصیبت کی نظر پائیاں کھانا کھائیں۔ وہ پوری ہو گئیں۔ کیا انہیں سوراخ ملیں گے۔ کیا قوم ہم عقیدہ و یکہ پختی تھی۔ اور کیا مسلمان اس باب میں ہونے میں کردہ ہمورد میں دیگر بے فکری کی زندگی بھر گئے گئیں۔ اور کیا دین و دنیا کے تمام کام انہوں نے انجام دے لے اگر نہیں تو کیا ہیں بتایا جائے گا کہ آخر کیا راستہ پر چلایا گیا ہے۔

## برادران ہندو کے مسئلہ منحل

ہندوؤں میں خطہ نمایاں تہذیبی ہونی سے معالفت تشریف سے وہ خیر و شر ہر پر ہے ہیں۔ وہ اپنے کوئی اور اور ہونی کے منہ نہیں ڈالتے۔ بلکہ ملی اور کچھیں تشریف کا کام نہیں لینے بلکہ قوی سد بارہ بھی پرچار اور وسیع اصلاح کا کام کرتے ہیں۔ لیکن ہندو ہی پیچھے دیتے ہیں۔ کشیاں کرانے لگے۔ بازاری کراتے اور اپنے گھرانوں کو انعام و اکرام سے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

امر تسر۔ فروری۔ امر تسر و مضافات کے مسلمانوں کا عظیم اکثریت مسلمہ ان نماز جو کے بعد مسجد خیر الدین خاں میں منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے پوری تمام جمع ایڈیٹر نور انشان کی کتاب تحقیق الاسلام کے علاوہ اور منافرت انگریزوں کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا۔ اور حکومت نے اسے اسناد عا کی تھی۔ کہ اس کتاب کی اشاعت کو روکنے اور ضعف طابع اور ناشور وغیرہ کی جانب موثر کارروائی کی جائے۔

حکومت سیام کے اس رویہ کو جو مسلمانان سیام کے جبری ارتداد کے لئے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ مذموم سمجھا جائیگا۔ اور مرکزی جمعیت تبلیغ سے درخواست کی گئی۔ کہ اس کے اندام کے متعلق فوری تدابیر اختیار کی جائیں۔

تیار تھوپ پر کاش کے چودھویں باب میں جو بے فہم برہمن اور دل آزار و بد مذہبی اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق کی گئی ہے۔ اس کے متعلق حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس پر کڑی جرح کو کتاب نہ کورسے نکال دالے اور اور قلم کے لڑ بھڑکی روک تھام کے لئے قانونی کارروائی فی الفور عمل میں لائی جائے۔

جاریہ اخبارات سنہار تھوپ پر کاش کا مضمون ملکہ قرآن شریف کو کرتے ہیں۔ اس لئے اس فعل کی مذمت کی گئی۔ اس کا رد و ان کی مجلس اعلیٰ برلین نے رد اختیار کیا اور حکومت کو بھیج دیا۔

دعوت ہے کہ اس معاملہ کو کوئٹہ اور آسٹریلیا میں پیش کیا جائے۔ (القرنیہ)

# نمونہ کا پرچہ ملاحظہ کرنیوالے احباب کے گزارش

جن برادران گرامی کی خدمت میں ان مطالب پر یکسی ہر راج ایسا القربش نمونہ ارسال ہوا ہے  
قومی و اخلاقی فرض

اس بات کا متقنی ہے۔ کہ وہ قومی سود و بہبود کے خیال سے قومی آرگن کی سرپرستی قبول کریں۔  
اپنے احباب عزاکو خریداری و اعانت کی ترغیب دیں۔ کیونکہ کسی اصلاح و فلاح اور ترقی کا راز  
اسی میں مضمر ہے۔ کہ وہ اپنے قومی اخبار کے حلقہ کو وسیع کرنے میں اپنی تمام قوت و طاقت صرف کر دے  
بفرض محال

کوئی صاحب کسی وجہ سے معذور ہوں۔ تو انہیں چاہئے کہ ہربانی کر کے وہ اپنے ارا و عزیز  
سے دفتر کو فوراً مطلع کر دیں۔ تاکہ وہ بی۔ پی کی واپسی زیر بار ہی کا موجب نہ ہو۔  
خاموشی رضامندی پر محمول کر کے آئندہ اشاعت کا پرچہ بعینہ وہی۔ بی۔ پی روانہ کرنا دفتر کو حق محال ہوگا  
قیمت سالانہ

مستول حضرات سے لائحہ متوسط احباب سے پکار طلباً سے عامی پرچہ ہر امتیازی قیمت سے  
رعائیں

۱۔ کم از کم چار خریدار و دیوالے احباب کو مفت ۲۔ قلمی معاونین لٹریچر کے مقاصد کا لحاظ کرتے  
ہوئے۔ علی التواتر عمدہ چھیدہ مضامین ارسال کریں۔ علی الدوام بلا قیمت (۳) قلمی والات  
اور قوم سے متعلق مختصر خبریں ارسال کرنے والے احباب بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں (۴) کم از کم ایک عمومی مذاکرہ کھنے والے قریبیوں کے نام و مقام کے مفصل حال اسے بھیجوانے  
والے احباب کو ۶ ماہ بلا قیمت

بیجر القربش التمر

## بہترین کتابیں رعایتی قیمت پر

قرآن مجید اور عالمیں کتب فقہ و حدیث حکمت و فلسفہ - تاریخ و ادب آپ اگر رعایتی قیمت پر لینا چاہتے ہیں۔ تو ”دائرة العلوم“ سے طلب فرمائے۔  
رمضان المبارک آ رہا ہے۔ اس لئے چھوٹی تقطیع کی خوبصورت خوشنما حائل کی جو چند جلدیں ہمارے پاس باقی ہیں وہ

### ایک تنہائی رعایتی قیمت

پریم فروخت کر نیکیا رہیں۔ اصل قیمت ہے رعایتی قدر محض لکھنؤ اک بزم خریدار ہوگا۔  
سیرۃ العباس - مدار اعظم - سیادت الباشیر السبی مفید کتابیں بھی ہم کسی قدر رعایتی  
اخیر رمضان تک فروخت کریں گے۔ اہل مذاق ہاتھ سے نہ دیں۔

## ہم تم کتب خانہ دائرة العلوم رونق منزل النہر

## آنکھوں کا محافظ

### ”نور البصر“ درجہ

دنہا جالامہاز لکھتے ’ضعف چشم و غیرہ امراض کو ختم کرنے میں تو گویا کسب ہے۔ آنکھوں میں رونما  
استعمال سے ان میں ایک غیر معمولی روشنی پیدا ہو جاتی ہے جس سے ہر کسی مرض کے غالب آدیکا اندیشہ نہیں  
رہتا چشمہ کا تو قطعی دشمن ہے۔ پس اسی لئے ”نور البصر“ بڑی بڑی ہستیتوں میں مقبول ہو رہا ہے۔ چنانچہ  
اس کے متعلق اس وقت تک جس ہزار ہا سندات و حوالے ہو چکے ہیں قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

موجودہ پیشی عبدالرشید پیر وائسر کارخانہ ”خضاب ششیدی“ تجارت (پنجاب)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا آتَاهُ الْيَقِينُ حَتَّى يَتَّخِذَ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْهُمْ

اسلامی اصلاحی اور قومی ماہوار رسالہ

# القریش

ایڈیٹر

محمد علی روتق صدیقی

قیمت فی پرچہ ۲/-

نائب بقی پرچس انٹرنس مولوی محمد عبداللہ منہاس صنا پٹر کا اہتمام سوشلسٹی محمد علی سنارونی صدیقی پبلشر کیلئے چیکلڈ فترا لٹریچر ڈسٹری بیوٹ ہوا

## مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا نثر قائم کرنے اور نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و سخاوت، صلہ رحمی و اخیانہ نفسی، محنت و جفا کشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و نہان توازن کی کا سبق دینے اور رسومات فنیہ سے بچنے کی تلقین کرنا؛

## اگر آپ

کو ان مقاصد و اتفاق ہے۔ اور اپنی قوم کیلئے انکی تکمیل کو مفید سمجھتے ہیں تو

## آپ کا فرض

ہے کہ آپ اخوت و یگانگت، ہمدردی اور مروت کو اپنے قومی شعار (القریش) کی آواز کو بلند کرنے اور افراد قوم کے کانوں تک پہنچانے میں کا پر دازان القریش کا بطریق ذیل ساتھ دیں:-

(۱) قلمی اعانت یعنی اصلاحی اور ایسے مضامین کی ترسیل جن سے مقاصد مجوزہ متذکرہ کی تکمیل مقصود ہو۔

(۲) ترقی اشاعت (یعنی حلقہ انثر اور دیگر ذرائع سے خریداری کرنا)

(۳) القریش کی آواز پر کان دینے ہو کر اور سخاوت و مفیدہ پر عامل ہو کر کیونکہ کسی پس افتادہ قوم کی شیرازہ بندی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

## بیچر القریش امرسر

(پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ترانہ حمید

لے خدائے پاک لے شیرازہ بند و جہاں لے کہ تیرے فیض سے سرسبز و باغ حیات  
 تیری خوشبو سے محو ہے ہوائے روزگار تیرے جلوے سے متور ہو فضا و کائنات  
 کاشفِ سر حیات و موت ہے تیرا کلام راز موجودات کی تفسیر تیری بات بات  
 ہوازل سے دہریں تیری شہنشاہی وہی اور ٹوٹو ہو کے پیدا سینکڑوں کائنات  
 تیرا حسن جو صبح ازل سے جلوہ گر تیری ذات پاک شامِ ابد تک جو ثبات  
 دامنِ ہستی سے تیرے دور ہو لوٹ وجود عالمِ ہستی میں تو ہو نیک نام و پاک ذات  
 شہ تیری ذات میں بیشک دلیلِ گم ہی تیری ہستی کا نقشِ خضرِ مایانِ نجات

دہریں ہر چیز تیرے نور سے منور ہے

ویدہ دنیا کو ہر ذرہ چسپلِ غلط ہے

(نظیر لہ مینا نوی)

بیانِ آمین :- قرآن کریم کو شہ نامور مشہر قدس نے الہامی کتاب تسلیم کیا ہے۔ اور ان کی رائے اس کتاب  
 بیانِ آمین میں درج کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن کریم مکمل تاریخ اس کے مغربی اور مشرقی زبانوں میں تراجم کی پوری کیفیت  
 ہی لکھی ہے۔ لہذا اب کتاب ہے۔ قیمت عمر علاء محمول، ملنے کا پتہ ایم محمد عبداللہ ظہور احمد کٹرہ مہاشنگہہ کوچہ رنگہ زلیں اعظمی

## کافر نس قریبیاں مہند ایک ضروری الحلق

القرئین ماہ فروری میں اعلان کیا گیا تھا کہ قومی دربار ۲-۳-۱۹۲۵ء میں منعقد ہوگا۔ اور اس کیلئے سپریم کوششیں بھی جاری و ساری تھیں کہ عمارت نجد والہانہ کا افتتاح شروع ہو گئے ۱۷ فروری کو قاضی عثمان علی بیضا جزل سکرٹری کے جوان اور لائق بھائی نے دل غمناک دیتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور ۱۸ کو منشی عمر الدین الزکریا صاحب کے خالہ زاد اور ۲۲ کو آپ کے حقیقی بھائی نے انتقال کیا چند ایک اور واقعات بھی پیش آئے جو انعامیہ و انتقامیہ اس کے کاروبار میں سخت ترین رکاوٹ کا باعث ہوئے۔ چنانچہ انہی پریشانیوں میں ۱۴ فروری کے بعد کوئی میننگ نہیں ہو سکی اور نہ ہی دفتر متعلقہ کوئی کام ہو سکا۔

رمضان المبارک کے مہینے میں چونکہ کوئی کام ہو سکیگا۔ اور ہمیں صرف چند دنوں کا وقفہ ہے۔ لہذا التوا توجہ اخبار اجلاس کیلئے ہم مجبور ہیں۔ پس اعلان کیا جاتا ہے کہ برادران قرئین فروری کے اعلان کو منسوخ سمجھیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ۲۲ مارچ کو اجلاس نیا لاہور سپریم کوشش مقرر ہوگی۔ اس سے معزز ہوتا کہ واضح مطلع کیا جائیگا اور اگر بفضل الہی روزی شامل حال رہا وقت مسامحت کی تو مطبوعہ رسالت کا اجر بھی ساتھ ہی شروع ہو جائیگا۔ اجاب ٹولیس۔ والسلام۔ خاکسا جولائی سکرٹری۔ ۶ مارچ ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# القمریش

جلد ۱۱ | ابیت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ نمبر ۲

## موعظہ مذکری تذکار نزولِ مقسم

اسوہ ابنی صلی اللہ علیہ وسلم  
شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

کہ سے تین میل کی مسافت پر کوہ حارہ واقع ہے۔ آج سے ۱۳۴۲ برس پہلے ایام رمضان میں جب سخت گرمی کے دن تھے۔ اور شدت حرارت سے رنگینا فی الجلی کا ذرہ ذرہ تو رہا تھا۔ اسی کوہ حارے ایک تیرہ و تارک غار میں ادایات عالم سے ایک کما رکش انسان سربراہ تھا۔

وہ بھوکا تھا لیکن بھوکا نہ تھا کہ اس کے پاس کھانے کی وہ چیز تھی جس کو کھا کر پھر انسان کسی بھوکا نہیں ہوتا۔ وہ پیسا تھا لیکن پیسا نہ تھا۔ کہ اس کے پاس پینے کی وہ چیز تھی۔ جس کو پی کر انسان پھر کسی پیاسا نہیں ہوتا۔ وہ تین تین چار چار دن کھانا پینا میوہ ڈالتا تھا۔ اس کے جانتا بھی اس کی محبت میں کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن وہ ان کو سن کر نہ تھا۔

کوہ حارہ کا مقدس عزت نشین اس طرح بھوکا پیاسا سربراہ تھا۔ کہ ایک ذریعہ کیف نے تیرہ دن رات کو روشن کر دیا۔ وہ ذریعہ کیف کیا تھا ہدایت و فرقان کا ایک آفتاب تھا جو مطلع

یا ایھا الذین امنوا توب علیکم الصیام کہ کتب علی الذین من قبکم لعلمکم تقون (بقراءہ) مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح لکھے گئے ہیں کہ تم سے پہلی امتوں اور قوموں پر لکھے گئے تھے۔ تاکہ تو سوائی تم میں پیدا ہو۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن حدی الناس و بیات من الہدی و القرآن من شہدکم الشہر فلیصبر۔ و من کان مراد فیہ اولی سفر ففقدہ من ایام آخر یہ اللہ یوم الیسر و لای یم العسر لکنکو العدة و تکبروا اللہ علی ما عداکم و لعلمکم لشکر و (بقراءہ) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اترا۔ جو لوگوں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے۔ جو ہدایت و تیز حق و باطل کی نشانی ہے پس جو اس ہدایت میں زندہ ہو وہ ہے وہ روزہ رکے اور جو مریض یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے دوسرے دنوں میں روزہ رکے۔ خدا آسانی چاہتا ہے۔ سختی نہیں چاہتا۔

تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو۔ اور روزے اس لئے فرض ہوئے کہ تم اس علمائے ہدایت پر خدا کی بڑائی کو یاد اور شکر بجالاؤ۔

حظیۃ القدس سے طلوع ہو کر اس کے سینہ میں غروب ہو گیا۔ فائدہ  
نزدیکی قبلہ کے اور پھر اس کے سینہ سے نکل کر تمام عالم کو اس کی  
شفاعیوں سے روشن کر دیا۔ وہ مارسلنگ الارجمہ للعلمین۔ وہ  
آفتاب جس کا طلوع خیر القدس تھا۔ وہ آفتاب جس نے عالم کو نوروں  
کیا۔ قرآن مجید تھا۔ جو ماہ مقدس کی شب مبارک میں آسمان کے  
زمین پر نازل ہونا شروع ہوا۔ وہ کونسا ماہ مقدس تھا جس میں  
خدا کلام بندوں کو پہنچا شروع ہوا وہ ماہ رمضان تھا۔  
پس ان ایام میں ہمارا بھی ہوگا ہمارا ہی پاس ہمارا  
مادیات عالم سے اعتبار اس یادگار میں ہے۔ کہ ہم کلمہ جو خدا کا  
پیغام لایا۔ وہ ان دنوں ہوگا اور یہاں سے آغاز اور جو تمام  
مادی سے معتبت تھا۔

یہ اس کا حال تھا۔ جو کہ فاران کو نہ کی جوتی سے جلوہ گر  
ہوا تھا اور معلوم لیکن وہ جو سنیا سے آیا (نوسنی) وہ بھی وراثت  
لینے کے لیے جب پہاڑ پرچا ہوا تھا۔ وہاں چالیس روز بے دریا  
خداوند کے حضور رہا تھا۔ (خروج ۲۰-۱۸) اسی طرح وہ بھی  
جو کہ سیر (کوہ زیتون) سے طلوع ہوا تھا مسیح تم اس سے  
پہلے کہ وہ خدا کی مصلحتی شروع کرے۔ جنگل میں چالیس روز  
دن رات بھوکا اور پیاسا رہا تھا یعنی تم ۴۰ ایسے ضرور تھا کہ وہ  
جو کہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا تھا وہ بھی اس سے پہلے  
کہ وہ ہزار قدموں کیساتھ و آئے اور اس کے دانے ہاتھ میں  
آتشیں شریعت ہو۔ وہ خداوند کے حضور بھوکا اور پیاسا رہا تاکہ  
ہو سکے گیبت وہ پورا ہو۔

پہلے رمضان کی حقیقت کہ ہے وہ ماہ مقدس جس میں  
داعی اسلام حسب اتباع قرآن میں بذات تعین نزول قرآن کیلئے  
ضروریات مادی عالم سے مستغنی رہا۔ اور اس نے ضروری ہوا کہ  
یہ وہاں ملت اسلامیہ اولین طریقت محمدیہ ان ایام میں ضروریات  
مادی عالم سے مستغنی رہیں۔ کہ اس توضیح بہدایت کا شکر یہ وہ  
معموریت اور انفرادی عبادت و عبودیت جو ان کو اس ماہ مقدس  
میں ملنا ہوتی۔

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مغرب و ضیعت صیام رمضان صرف اس  
نئے ہے کہ ہم اس عطائے ناسوس فرقان و صدی (قرآن) پر خدا  
کا شکر بجالائیں اور اس کے نام کی تقدس کریں۔ پس کون مسلم ہے۔  
جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کیلئے تائب نہیں اور ان کی تقدس  
کیلئے اٹھ نہیں اس کی تقدس و توحید میں خود کو فروغ امتحان کر دے اس کے کلام  
کی عظمت کو یاد کر دے جس نے تم جیسی زار و زار کو زور و قوم کو اپنی  
نسلی سے قوی کیا۔ جو کچھ کہی کمزور نہ ہوگی جسے تم ۱۳۱ ہونے  
کہ توحید کی آگ تہا سے سینوں میں روشن کی جو کچھ کہی نہیں  
کچھ کی کہ جس نے تمہارا سر پر تاج خیر الائم رکھا جو کبھی نہیں اتر  
سکتا۔

غرض ماہ صیام کی اصل حقیقت نزول قرآن کی یاد نگار و تذکار  
اور حاصل قانون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوہ حسنہ اور سنت محمد  
کی اتباع و تقلید ہے۔ کہ ان ایام میں آپ اسی طرح غار حرا میں تمام  
قبائل سے اور اسی اثنائے ایام میں وہ ناظر ہو کر سنت اور دستور  
ہدایت و قرآن میں عنایت ہوا جس سے ہم نے جسم کی زندگی اور  
روح کی نسلی پائی۔ پس یہ یوم اکبر یعنی یوم نزول قرآن و علیہ السلام  
اسلام کا عہد اکبر ہے۔ اور حق ہے کہ تمام بندگان اسلام اور  
شفیقان اسوہ محمدیہ ان ایام مقدسہ میں وہ زندگی بسر کریں جو قرآن  
کا مطلوب اور حاصل قرآن کا نمونہ ہو۔

قرآن مجید کے حکم صیام کے موقع پر جیسا کہ آیات عزرا میں  
ذکور ہے۔ بکھوصہ کے تین نتائج کی اطلاع دی ہے۔  
تاکہ تم متقی ہو۔  
تاکہ تم اس عطائے برایت پر خدا کی  
تکبر و اللہ علی ہدائے اکمل  
تکبر و تقدس کرو۔  
تاکہ تم اس نزول خیر و برکت اور اس  
عطائے فرقان پر خدا کا شکر بجا لائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ صوم کی حقیقت تین اجزاء سے مرکب ہے۔  
اتفاق اکبر۔ اولیٰں اور حمد و شکر۔ پس جس طرح حقیقت مرکب کا جو  
عین اجزاء کا وجود ہے کہ بغیر جو اجزاء حقیقت معلوم ماسطی

صوم بغیر وجود اجزائے فائزہ مذکورہ معدوم و معقود ہو جاتا ہے۔ اعمال انسانہ کا جو حقیقی ان کے نتائج و آثار کا وجود ہے اگر نتائج و آثار وجود پذیر نہ ہوئے تو یہ دکھو کہ ان اعمال کا وجود تھا اگر ہم دودھ سے ہیں کہ مسافت قطع اور منزل قریب ہو لیکن ہم

بھٹک کر دوسرے راستہ پر جا پڑتے ہیں جس سے ہماری مسافت دور تر اور منزل بعید تر ہوتی جاتی ہے۔ تو ہماری سہمی لاحاصل اور ہماری تنکا پوچھت ہے اگر ایک طبیب اپنے مریض کے لئے ایک دوا تجویز کرتا ہے لیکن جس فائدہ کے مترتب ہونے کی امید کرتا ہے۔ وہ مترتب نہیں ہوتا تو یہ دیکھو کہ طبیب نے دوا تجویز کی اور دیکھو کہ مریض نے دوا کھائی۔

یہ صیام جو ہمارا علاج روحانی ہے۔ اگر اس سے شفا روحانی حاصل نہ ہو۔ تو حقیقت میں وہ صیام نہیں فائدہ ہے اور ایسے صائم اور روزہ دار جن کے صوم میں اتفاقاً ایس اور شکر کے عناصر نہ ہوں انہیں وہ فائدہ کش ہیں جن کی تشنگی اور گرسلی کی تسکین

ہے جس میں رائی، دیوانہ، ایک گوسرے جس میں آب نہیں، ایک سبوح قدوس رہا تو رب الملئکتہ والردم۔

## یاور کئے

کہ رسالہ کی تازہ امتناعات براہ گریزی مہینہ کی ۱۲ مقرر ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے۔ کہ صحیح تاریخ پر ڈاک میں ڈال دیا جائے۔ تاہم ایک دو دنوں کی کمی بیشی کبھی ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے احباب عدم رسمی رسالہ کی شکایت ایک ہفتہ کے انتظار کے بعد کیا کریں۔ اس عرصہ میں اگر نہ پہنچے۔ تو دوسرے ہفتہ کے اندر اندر مکرر منگالیں تیسری ہفتہ اور اس کے بعد دفتر رسالہ ہم پہنچانے کا ذمہ وار نہ ہوگا۔

منیجر

# مراسلت

## زندہ قوموں کی جدوجہد

### قربانی بھائیوں سے ایک سوال

اس کے لئے برابر جاری و ساری ہیں۔ کیا براہ ان اصلاح مگر وہ مظہر نگاہ۔ نیز و زپور۔ جالندہ اور ملتان مجھے چریدہ القریش یہ بتلنے کی تکلیف کریں گے۔ کہ انہوں نے اس ضرورت کا کیا کچھ احساس کیا۔ اور اس ضرورت پر غور کرنے میں انہوں نے کتنا وقت صرف کیا۔ اور آخر وہ کس نتیجہ پر پہنچے۔

خود ہی کے القریش کی مطالعہ خصوصاً ”زندہ قوموں کی جدوجہد کے مضمون نے ان کے قلب پر کیا اثر کیا۔ اور ان میں اعداء راجت بڑھ گئی جو اس وقت عزت شہرت دولت اور خود کی ضرورتوں سے بے نیاز نہ رہے۔ ایک انتقال اراغی کی کسی شخص کے وہ مخالف نہیں تعلیم کی ان پر کی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سر مشفق اور سر جم غریب ایسے لوگ انہیں اور قوم کے لئے مادہ اسے بھرتے ہیں۔ اپنے اس پر کچھ غور کیا۔ اگر کیا تو آپ کیا بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کو انہیں کی شرکت میں کونسا امر ماننے ہے وہیں حالت میں کہ آپ کی قوم حکم دولت ملازمت اتفاق اور ہر کام کی چیز سے محروم ہے۔

جو ہرے اور چارہ کی مثال غرض مثال ہی نہیں بلکہ امر واقعہ ہو۔ اور یہ بتا رہے ہیں۔ کہ وہ اس وقت قومی اصلاح کے لئے مصروف عمل ہیں۔ جمہوریت منع جالندہ میں ہنگاموں نے اپنی کانفرنس کے ایک نتائج اصلاح میں ارد گرد کے دیہات کے کئی سوسائٹی اگٹے۔ دو کے کانفرنس میں ریزولوشن پاس ہوا۔ کہ جو لوگ عیسائی ہو گئے ہیں۔ وہ یا تو واسپا اپنے دہرم میں آجائیں۔ یا برادری سے خارج کئے جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گروہوں کے ۲۰ عیسائی شدہ گھرانوں میں سے میں شدہ ہو گئے ہیں۔ اور صرف ایک گھرباقی رہ گیا ہے۔

مسلم گوجرانہ فرانس کے گذشتہ اجلاس میں اوضاع کا مختلف مقامات سے نہیں۔ تاہم یہ دار اور ہر قسم کے لوگ اپنی برادری کے خاندانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ اور باوجود افتتاحی اجلاس ہونے کے ان کی تعداد اس قدر بڑھ چکی۔ کہ ہندو لکھا کچھ بھڑا ہوا تھا۔ اور کوئی نشست کسی آنے والے کے اختصار میں خالی نہ رہتی۔ انہیں قریشیانی ہندو کے لحاظ سے گیارہ بارہ برس سے قائم ہے۔ ہندو اپنے کسی اجلاس میں دو سو سے زیادہ ہندو شامل نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہیں کراس میں نہیں نہیں۔ جاگیر دار نہیں۔ عہدہ دار نہیں۔ سب طرح اور حیثیت کے لوگ موجود ہیں۔ ہاں اگر انہیں تو احساس نہیں۔ خود واری نہیں۔ بدروت نہیں۔ محبت نہیں۔ اس برادری کے اعلیٰ طبقہ کے لوگ کسی مرکز کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے ملازمین مست ہیں۔ حالانکہ زمانہ کی بے دردی و عزت و جمہوری حیثیت میں ان کی قومیت کا بند بے غیور کر کے پائمال کر رہے ہیں۔

اقوام عالم حتیٰ کہ جو ذہن اور چارہ ایک تو آج۔ ”قانونیت“ کو قائم و برقرار رکھے اور عظمت۔ فتنہ کو حاصل کرنے کے لئے میدان عمل میں آگئے ہیں۔ اگر احساس نہیں تو بے خبر ایک ہماری قوم ہے۔ جو بایں غماری و خستہ مالی اپنے دقا اور عزت سے بے نیاز ہے۔ اور پائمالی کی پرواہ نہیں کرتی ہے۔

الہی انتہا بھی ہے کوئی اس پائمالی کی؟ جہاں میں داستانیں ہیں ہماری غنت و غالی اب قومی کانفرنس کا اجلاس آ رہا ہے۔ راگین انہیں اور خصوصاً ایڈیٹر صاحب اور سچو لانا غامضی نظیر حسین صاحب فاروقی کی گوشن

ہوئی اور نہ کوئی عملی کام ہوا۔ کیا ایڈیٹر صاحب نے انہوں نے اپنے نوکر کے سالہ میں اگر کم کارروائی شائع کی تھی۔ بتلائیں گے کہ یہ خواب و احسان تھا۔ یا اس میں کچھ حوصلہ بھی تھا!

صدر اور دیگر نئی صاحبان سے بے ادبی کی معافی چاہتا ہوا۔ کیا میں یہ عرض کرے گی جرات کر سکتا ہوں۔ کوکم از کم وہ اپنے کھٹکوں ہی کو دیکھیں اور چشم بصیرت دار کے زائر کی ہوا کا ماحول فرمائیں۔ خدا کے یہی انجاء کو قبولیت کا درجہ حاصل ہو۔ اور جواب سے اطمینان!

نیا زندہ محمد اسحاق قریشی

کا فرنس کا بہت اچھا اثر پڑا۔ اس موقع پر بہت صاحب چہنہ نے بہت اعلیٰ مثال پیش کی ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی جیب سے اکبر اور دیگر کا فرنس نکال کر کے لے کھینچ کر دیا۔

میں مشتاق ہوں کہ جلد ہر من اصلاح برداری کے لئے قریشی کی ایک انجمن بھی قائم ہوئی ہے۔ صدر مولوی رکن علی صاحب اور سکریٹری بالوسودا علی صاحب ہوں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے جلسہ میں کام کو بطور احسن اہتمام دیکھنے کے لئے اعلیٰ دعوے بھی لئے تھے۔ سب کچھ ہوا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ زمین ٹالینش کے ساتھ نہیں۔ اور نہ کوئی اس کی کارروائی اٹھو۔ پیر

## تذکرہ برداری

### انجمن قریشی جالندھر

### انجمن قریشیان ہند

ہر ذہن پر ۱۹۲۲ء کے بعد اس انجمن کی کوئی کارروائی موصول نہیں ہوئی۔ اس کے متعلق ایک مراسلت میں استدعا بھی کی گئی ہے۔ جس کے جواب کا یہ جو کہ انہوں نے اس کے جواب دیا ہے۔ مولوی علی احمد صاحب جالندھر کی ایک مراسلت سے جوکل ہی موصول ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ بالوسودا علی صاحب سکریٹری انجمن مذکورہ کی اہلیہ مرض و قی میں مبتلا ہیں۔ اور چار مہینے متواتر بیمار رہ کر گذشتہ دو دن امتحان کر گئے اور انارٹھ دوا اور دوائی و امین اقبالہ ای و دیگر کچھ آپ کوئی کام نہ کر سکے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ کھٹکوں کو کم شامل حال رہا۔ تو اب کام شروع کر دیا جائیگا۔ ہمیں بالوسودا علی صاحب سے دلی ہمد و سپہ ہم آپ کے اس رخ میں شکر ہے۔ دعا ہے کہ اگر ان میں مرحومہ کو جلاحت میں جگہ دے۔ آمین

یہ خبر دلی رخ اور قلع سے سنی جائیگی کہ اس انجمن کے سرگرم رکن بلکہ وسیع روان واجبی مولوی محمد شاہ جیسے گورنمنٹ ہنڈو میس مشہور بھی انہی ایام میں دنا سے فانی نہ کر گئے۔ انارٹھ دوا اور جلاحت

اقریر۔ اور اس طرح اگر کوئی ایک ضروری اجلاس ہوا۔ خاص سوالات پر طے کرنے کے لئے بزرگوار و جناب کلیم محمد صاحب دفتر انفرنس میں منعقد ہوا۔ مقامی وغیرہ مقامی ممبران کی موجودگی میں ایک بے کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے جناب قریشی مولوی صاحب دوقیہ در رسالہ "انفرنس" کی تحریک پر قاضی عیاض علی۔ منشی عبدالہی۔ بالو محمد شریف ان تمام اہتمام سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ جن کے عزیز گذشتہ دنوں رحلت کر گئے تھے مدعوین کے حق میں دعا سے مغفرت کی گئی اور تجویز ہو کہ متعلقین کی خدمت میں دفتر سے ہمدردی کے خطوط جاری ہوں۔

اس کے بعد صاحب انجمن کا کارروائی شروع ہوئی۔ اور جلسہ۔ بخیر و خوبی پانچ بجے دعا سے خیر اور حاضرین کے شکر کے ساتھ ختم ہوا۔

غیاث علی جنرل سکریٹری

آپ نہایت شریف الطبع و منکر المکر۔ آج اور دو روزہ مقدم ہونے سے اصلاحی امور میں آپ کو گہری دلچسپی یعنی ایساں بزرگ کا اٹھ جانا ناقابل تلافی صدمہ ہے۔ ہمیں آپ کے سپہ سالاروں سے دلی ہمدردی ہے۔ دعاؤں کو خدا سے تبارک و تعالیٰ مرحوم کو رحمت اور سپہ سالاروں کو رحمتیں عطا کرے۔ آمین

## شکریہ احباب

ذیل کے احباب نے اس مجلہ میں توسیع اشاعت میں حصہ لیا ہے۔  
ہمیں شکور فرمایا۔ جزام احمد، اللہ زیاد، اعجاز  
فروری میں رفقا و اشاعت کشش اور حوصلہ افزا اعلیٰ۔  
احباب اگر اپنی کوششیں بدستور جاری و معاری رکھتے۔ اپنے  
قوی سنگین کی آواز میں گونج پیدا کرنے میں سامعی رہتے تو ممکن  
تھا۔ تو ممکن تھا کہ چھ ماہ میں قوم کے خیالات علی التبع و تبدل  
واقع ہو کر شیرازہ بندی میں آسانی ہوتی۔ کیا بھی خوابان قوم و  
معاہدین القریش اس ضرورت اور اہم ضرورت کو پورا کر کے کیڑوں  
توجہ دیں گے؟

## کیا آپ کو معلوم ہے؟

کہ سالانہ اجلاس آپ کے کانفرنس کی صورت میں بڑے پیمانہ  
پر منعقد کرنے کی تیاریاں جو رہی ہیں۔ اور کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ  
دنیا کی قومیں آپ کو ذلت کے پاؤں میں روندتی ہوئی۔ شاہراہ ترقی  
پر گام فرما رہی ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو اس خاموشی سے  
قومیت خنہ ہو رہی ہے۔ اور نام میٹ رہا ہے۔ مگر معلوم ہے۔ تو  
کیا آپ (ناظرین القریش) یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ کہ  
وہ کوئی ایسی رکاوٹ و مچھوری ہے۔ کہ آپ نے اس سے متعلق  
اس ذلت تک اپنی تائیدی آواز سے کارکنان کی حوصلہ افزائی  
نہیں کی۔ ان سوالات کا جواب القریش کے ان مہم دین کرام  
کے ذمہ ہے۔ جو القریش کو بڑھتے۔ اور قوم کی افسوسناک سولہ گرو  
سے واقف نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ احباب نام نہام مراسلات کے  
ابراہیم کا بڑی قوی فخر پر نہ ڈالیں اور اسی اشارہ پر اپنی اپنی  
آواز سے کاکھار فرما کر کارکنان کی توجہ کی حوصلہ افزائی کا موجب  
ہوں اور جلسہ کو شادانہ بنانے کے لئے اپنی اپنی کوششوں  
میں لگ جائیں۔

## مراسلت

قریشی علماء و اعلیٰ صاحب کا ایک ضروری خط "مراسلت" کے

## وفائے عہد

کرتے ہیں یہ بیان البورفع ایک دن  
صلح حدیبیہ کے لئے جب قریش نے  
دیکھا جو جلوہ رخ پُر نور شاہِ دین  
شمع رخ حضور کا پروانہ بن گیا  
میرا کسبہ نبویؐ میں ہوا گند  
پیش بنی جو بھیجا بنا کر پیام بر  
اسلام کی جوشاں تھی وہ آنکھی نظر  
قابو سے میرے ہو گئے باہر دل جگر  
جاؤنگا میں نہ اب در اقدس کو چھوڑ کر  
کی عرض ہاتھ جوڑ کے اے فخر انبیاء

حاضر رہیگا خدمتِ اقدس میں یہ غلام

ہو گی ہمیں یہ عمر دور روزہ مری بسر

فرمایا سنکے حضرت خیر الانامؐ نے  
ہم سونہ ہو سکیگا کہ قاصد کور وک لیں  
ہرگز کسی سے عہد نہ توڑینگے عمر بھر  
جاؤ ابھی کہ آئے ہو بن کر پیام بر

دیکر جواب نامہ پلٹنا پھر اس طرف

دل میں خدا رسولؐ کی الفت ہے اگر

کہتے ہیں حضرت البور وافع کہ جبکہ میں  
پہنچا قریش میں کہ نہ پہنچائیں پھر ضرر

دیکر جواب خطا جو سوئے مصطفیٰؐ پھر  
چاروں طرف تھا تیرا اسلام جلوہ گر

سینے سے کفر و شرک مٹا یا رسولؐ نے

ذلت سے سوا آفتاب بنایا یا رسولؐ نے

# پٹھی انیسٹ کی یاد

(مربع)

یعنی قتل عام رکھا ہوا ہے۔

اس فتح سے فارغ ہو کر جب غازی علی ہمت لاہور میں آیا۔ تو اپنی ایام دیوالی کا تیوہار آپہنچا اور سکھ امرتسر میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ غازی موصوف فوراً امرتسر میں بمعر فوج جا پہنچا۔ چونکہ وہ سکھ قوم سے (اقوام ہندو میں سے) عموماً جاٹ اور غریب طبقہ کے اردوڑے۔ ترکھان۔ گہما اور سنا وغیرہ لوٹ مار کے لالچ پر اس وقت پائل (اصطلاح) لے کر بن جاتے۔ پیشہ قزاقی اختیار کرتے اور اس گروہ میں شامل ہو جاتے تھے جو حکومت کے خلاف ہوتا۔ اس لئے ان کی باغیانہ اور سفاکانہ بد اعمالیوں کی وجہ سے نظیر (عائیت درج ناراض تھا۔ اور ان کا تذکرہ واقعی اس کو بھیجی دول سنگھ تھا۔ دیکھو کہ کوئی دانہ گورنمنٹ اپنے خلاف کیا کیا کرتا رہی ہوئے گورنر گزروا انہیں رکھ سکتی تھی (نظیر) اس لئے اس نے امرتسر میں تین سکھوں کے معبد کا گاہ کو جہاں سے کہنا اس فساد کی بڑی تھی۔ (یعنی جسین جمعی ہو کر اکین آباد کے خانہ ان قصات کو لوٹنے کا منصوبہ) بانہ کیا تھا۔ نظیر مسما کرادیا۔ اور سلا ب میں ملیوں اور کٹیوں کا خون ڈلوایا کیونکہ عداوت و فساد کی بنیاد وہو زیادہ مضبوط تھی۔

شہداء میں جب خواجہ (عابد) عبید اللہ خاں حاکم لاہور نے جڑت سنگھ سکھ جلیہ پر گورنر انوال میں پوش کی۔ تو خواجہ کی فوج کے سکھ سپاہی پیاس نہ بہب داڑا راہ غازی دنگھوئی بھی۔ قیل، چہت سنگھ سے جا ملے اور خواجہ کا ساتھ نہ دیا۔ جس کی وجہ سے خواجہ عبید کا میاب نہ ہو سکا۔ تو اس سے سکھوں کے حوصلے بڑھے۔ اور ان کے جم غفیر نے اتفاق کر کے یہ عزم بالجبر کیا۔ کہ مسلمانوں کو مار کر پنجاب سے نکال دینا چاہئے۔ چنانچہ ان کا ایک بڑا مجمع امرتسر میں ہوا۔ اور باہم یہ صلاح بھیجی کہ "اکین آباد کو لوٹا جائے کیونکہ وہاں کے قاضی احمد شاہ ابدالی کے مہمو معاون ہیں۔ اور سکھوں کی جنگی کے خواہاں"۔ یہ بھی قرار پایا کہ "گورو ترنجن کو بھی جو جہاں یا لیں رہتا ہے۔ اور شاہ درانی کا خیر طلب ہے سزا دیکھا"۔ پوچھ نویس (میزر سی۔ آئی۔ ڈی) توصیف معمول شاہ درانی کو اس طرف کے حالات و واقعات کی اطلاع دیا بھی کرتے ہوئے کہ "مگر ان مخصوص حالات کی اطلاع اپنے انتقام پر بدیعہ شہر سوار غازی احمد شاہ کو کابل میں بھیجا دئی گئی۔ جسین خواہش تمام میکشہ غوغا الیست

تو نیز برسرہام آکھوش تماشالیت

چنانچہ احمد شاہ اطلاع کے لئے ہی غفیناک ہو کر شیر بر کی طرح چنگھا ڈتا ہوا چالیس ہزار سوار لیکو بجو پٹھر پنجاب میں آیا اور سر ہند پر جہد سکھ مقام میں ہوئے ان کا کچھ مرگلا دیا۔ پو میں ہزار تو موقع قتل ہوئے۔ بیشمار زخمی اور نیم جان سکے ہوئے میدان میں رہے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ سکھوں نے اپنی اصطلاح میں اس لڑائی کا نام بڑبان پنجابی "ٹھلوکار"

۱۔ قلمی نسخہ تاریخ خاں کھلم غنہ شیخ غلام تعزلی صاحب قریبی دگور انوالیہ تحصیلہ امرتسر ۱۹۰۷ء میں ہوا دیکھنا لال نے مائل واس مہنت جنڈیالہ لکھا ہے ۱۹۰۷ء اس بات کا ذکر کی طبع تاریخ میں میری نظر سے نہیں گذرا عرف شیخ غلام تعزلی صاحب تحصیلہ امرتسر اپنے قلمی نسخہ "حال سکھاں" میں ایسا لکھتے ہیں۔ قلمی نسخہ کی ابتداء میں ان کا دعو ہے (باقی صفحہ ۱۳ اکم ۱۲)

کونفار کے ہاتھوں سے اس قدر ضرر نہیں پہنچا۔ جس قدر کہ مسلم سلاطین کی اپنی ہی خانہ جنگی اور جنگ و جدال نے نقصان پہنچایا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی میں اس وقت یہی کہتے پیش آیا۔ کہ غازی و صوف جبراً اس مسئلہ میں جہاد فی سبیل اللہ اور حفاظت اسلام از دست کفار جیسے ضروری اور مقدس کام میں ہمد تن مصروف تھا۔ تو اطراف کابل کی سب سے پہلی جہتیں اور بے موقع حرکات کی بدولت اس کو یہ اہم ترین فرض اور ہوا جھوٹا پڑا۔ بالکل اس کا نتیجہ اسلامی حکومت کو ضعف اور نرا عمل کفار ایک ہا ہر امت تھا۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اگر احمد شاہ کا قیام چندے یا دور بدلتا تو اس کی اعلیٰ وارف کوششوں کا جو عظیم الشان نتیجہ مترتب ہونے والا تھا۔ وہ ہندوستان کے اسلامی عہد حکومت کی تاریخ میں اب الہ آباد تک نہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہوتا۔

میں از بیکانگان ہرگز نہ نام  
کہ باسن ہر دم کرد آن آشنا گردم  
(باقی)

بقیہ حاشیہ ص ۱۲

کشمیر سردست حال فروغ وادار حکومت سکھاں لکھتا ہوں جو چکرتب اور روزنامہ ہائے ہمارا ہر تجرتب سنگ سے کہ آج تک اس کی ترتیب کامل کسی کے پاس نہیں ہے سلسلہ و ترتیب دنیا ہوں۔ پس ہمارا اگر ایسا ہو تو نگاہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ تالاب کے تختے سے متعلق روایتی عقیدت کی اصطلاح مقصود ہوگی۔ کہو نہ کہ کون نہیں جانتا۔ کہ حالیہ تہذیب جدید کے دور میں بھی اور تو بجائے خود رہے۔ ایک سکھہ راست کے ایک تعلیم یافتہ اور سوز و غم سلیمان عہدہ دار نے اسی تالاب کے کار مصفا فی کے دوران میں پیرا رسالہ کیچرڈ کی نوکری اٹھانے کی بدعت کا ارتکاب کیا۔

ہر بین تفاوت راہ از کجا است تا کجا  
نظر

تاریخ پنجاب میں مذکور ہے۔ کہ احمد شاہ کے جانے کی خبر پا کر سکھ بھاگ گئے۔ پادشاہ نے اپنا غضب مندر پر نکالنا اور کچھ کر مند کرگیا جیسے اس کی بنیاد پر بارود کو کراڈا دیجائیں۔ تالاب کی عمارت گر کر اس کا مخکشی سے بھر دیا جاسے۔ چنانچہ فی الفور حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور مندر کی تمام عمارت ایک دو روز میں مہفود ہو گئی۔

تاریخ خالصہ حصہ اول جلد دوم میں اس واقعہ کا حال بڑا بھاشا میں مرقوم ہے۔

گورکھجن ست سو پھو (گرد کا فران آخر پورا ہوا)  
احمد شاہ جیسی تھا۔ آئیو احمد شاہ جب یہاں آیا  
مندر ڈاہہ تال کھرا بچو دمندر کو گرایا تالاب کو اکھاڑا  
تاہن نشان رہن ان دتو (اس نے ان کا کوئی نشان نہ رہنے دیا)

مٹی تال ماہیں بھروائی (تالاب کے اندر مٹی بھر دادی)  
صاف کرکھیتی بچوائی (صاف کر دیا۔ کھیتی بولی گئی)

خان بہادر رئیس العلماء مولانا محمد ذکا اللہ صاحب تاریخ ہندوستان جلد ہفتم میں لکھتے ہیں۔ کہ گور وارجن دیو نے کشمیر تالاب کے اندر جو مندر بنایا اس کی بنیاد حضرت سہانیسے رکھوائی۔ اسی مندر کو احمد شاہ پادشاہ کابل نے سرشہا ابرہی میں منہم کرایا تھا سونیا اس طریق پر جہاں گور و صاحب کی وہ پیشگوئی اصلی معنوں میں پوری اتی۔ وہاں احمد شاہ پادشاہ کابل نے بھی ہمارے اسلام کرام کیسے تھوڑی مدت کردہ بالاحی وقت پورے طور پر ادا کیا۔

مگر بیجا افسوس کا مقام ہے۔ کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ احمد شاہ اس قدر مصروفیت کے ساتھ سکھوں کو ظالم کے قلع و قمع اور کٹو و شرک کے استیصال کے کام میں مصروف تھا۔ تو اچانک ایک وحشت انگیز خبر کابل سے موصول ہوئی۔

جس کی وجہ سے وہ فوری راجہ پریچور ہوا۔  
تاریخ تبدلی ہے۔ کہ ہندوستان کی اسلامی حکومت

## غزل

فریغ میں آنے کی گر : خو کرتا      میں لاکھ شوق سے اپنی ہی آرزو کرتا  
 نماز عشق مری بھی قبول : جاتی      میں خون دل سے جواک بار بھی وضو کرتا  
 وہ تشنہ کام ہوں ساتی کہ حشر کے دن بھی      اٹھوں گا کیجیے حد سے سہو سہو کرتا  
 دکھائی وہ ہے قناعت نے شکل استغنا      میں جس کے واسطے پھرتا تھا جستجو کرتا  
 ہے بے نظیر بہ ابتکار عینش غیر کو گل      ہے صرف کر کے تبسم ستارے بو کرتا  
 یہ شانِ خیمِ محبت کی ہے کہ پیر فلک      ہے پیشِ رشتہ مُریم پے رُو کرتا  
 کہاں شش ہی ہے کہ غوں رگ گل میں      ہو سچ نالہ بلبل سے رقص جو کرتا  
 میں بے خطر ہوں کہ ان کی نگاہ ہے مجھ پر      بلا سے منتِ گردوں سے عدو کرتا  
 سراپا اشکِ ندامت ہے سرخیِ جنت      جو ہوتا پاس تو محشر میں سرخو کرتا

مری وہ قدر ہے تروانسی کی اس شاکر  
 خدا کا جسم ہو خود مجھ سے گفتگو کرتا

شاکر صدیقی

# مذکرہ منظرہ صدائق

جرات صداقت پر ایک نظر کے جواب میں

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب شاکر صدیقی)

(نمبر ۳)

یا معشر قریش! ان الله قد افوضت اليكم حوزة الانبياء وحليته وعظمى الاماء  
ان من من ادم وادم من شراب خدا سے شاد دیا۔ تمام لوگ  
آدم کی نسل سے ہیں اور آدم منی سے بنے تھے۔

الہا کہ جن کی شفا دینے والی طبیعت نے خود حضور کو جزا ہستم کی تعریفیں  
دی تھیں۔ بلا کشان اسلام پر طرح سے ظلم و ستم تو ہوا ہے۔  
بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور سوائے چند ایک اشتہا۔ یا ان  
قتل کے باقی سب کو حضور ترحمان حق سے لائے تھے عظیم والیوم  
اذ ہوا فاعظم الخلق وادب تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو  
کا مزدور جان بگڑا ہوا ہے۔

حضور کا زمانہ اس کا اسوہ حسنہ پر جان دینے والے رصفت  
محمدیہ کو حوزہ جان بنانے والے خلفائے راشدین کا بھی اس معاملہ

میں کس تو راضی تھیک آخرت کی بیرونی ہے۔ اگرچہ اس کے بعد اس  
سوال کے جواب کی ضرورت نہیں لیکن یہ نگاہ کے لئے کوہ باوجود  
انجی عالی تر آدمی کے۔ باوجود اپنی امارت عامہ و خلافت کے سطور  
بے دھڑک تقلید سنت میں ہر کورہ سے مساویانہ مسلک کرتے تھے۔

ایک دودھ افغان تشبہا پتلی سے جانتے ہیں۔

ما حضرت ابوبکر صدیق کی خرافات منجی مسئلہ ہے۔ ان کی توصیت

سے ناموس اگر کے کب شتا ساہیں۔ وہ اخوت و مساوات اسلامی کو  
اس قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہ ان کا اپنا آزاد کردہ غلام ہلال

جس کی فطرت نوریت سے سستہ رہتی۔ اپنے لئے ان کے منہ سے  
سیدنا سیدنا کے الفاظ اس کرچراں ہو جاتا ہے۔

(۲) امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جمع کے ایام  
میں طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک غریب مسلمان کا پاؤں جبریل علیہ السلام  
شاہ وصال کی عبا پر نالہ دستہ پڑتا ہے۔ اس مفرد صند گستاخی پر  
وہ انجی دعوت کی وجہ سے پاؤں رکھنے والے کے چہرہ پر طمانینہ  
مارتا ہے۔ معزوب کا دانت ٹوٹ جاتا ہے۔ مقدمہ امیر المومنین کے  
پاس جاتا ہے۔ ایک طرف غریب معزوب کھڑا ہوا ہے۔ دوسری طرف  
معزوب عثمانی سردار الیتا وہ ہے۔ روئے او مقدمہ سنی جاتی ہے۔

اور شاہ عثمانی کے اظہار شرافت منصب پر بھی مساوات اسلامی کے  
مقابلہ میں اس کی شان و شوکت۔ اس کی خاندانی و جاہلیت و خلعت  
کو ٹھکرا کر آئینہ محمدی کے مطابق حکم قصاص جاری کر دیا جاتا ہے۔

(۳) امین الامت حضرت ابو سعید بن حرا بیت المقدس  
کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں شہر کے سردار اور بطریق اعظم طویل محاصرہ  
سے تنگ آکر خلیفہ اسلام کے ہاتھ میں شہر کی کچی دینے کی ترغیبیں  
کرتے ہیں۔ امیر لشکر کی درخواست در خلافت میں پیش ہوتی ہے۔

باہمی مشاورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تائید سے وہ دعا کرتے  
منظور ہو جاتی ہے۔ قیصر و کسری کے دلوں میں کچی پیدا کر دینے

والا عجب کا سادہ گناہ خلیفہ اسلام مدینہ سے ایک غلام کی مصیبت  
ستوں اور مجبوروں کی تسلی سے جس میں پانی پینے کے لئے لکڑی

زبان قدرت سے یہ واقعہ سننے کے بعد یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو سکتی ہے۔ کہ ہر ایک خاندان کا ہر ایک گزرا ہوا ہر ایک قبیلے کا امتیاز نسبی پر جان دینا اس صورت میں کہ شریعت حقہ اس کی موید نہ ہو۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک عظیم مقام اسلام کے مافیائی نہیں۔ کیا یہ امتیاز اجزاء ملت کی پریشانی کا باعث نہیں۔ میں بلا غرض کہتا ہوں کہ ہے اور ضرور ہے۔

آج اگر عباسی حضرات آل عباس کی برتری کے فتنوں کو حضرت عباسؓ کے رنگ فضیلت سے دلوا دینا ہے ہیں۔ تو کل صدیقی صاحبان بھی زار و مریض کی مسکلت طرقت بالتحقیق و قیبت کے پردے میں اس سے گئے سبقت لیجائے کی پرکشش کریں گے۔ ان کی جد دہ سے متاثر ہو کر فاروقی اور عثمانی احباب بھی اپنی اپنی جگہ حصول توفیق پر کئی دقیقہ فرنگہ اشتہار نہیں کریں گے۔ اپنی اپنی فوجی اور اپنے اپنے راگ کا خیال رکھتے عزت کے بارے میں ذلت کا باعث ہوگا کیونکہ اس طرح اگر آج نہیں تو کل ہم سے دائرہ افتخار کے بیہاریک سے اندرون نظر ہر ایک کی طرح اس شہر کو کمزور میں تقسیم کرتے ہوئے ہیں ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیں گے۔

میں ان اصحاب سے جو اس امتیاز پر نازاں ہیں۔ یہ پوچھنے کی جرات کرتا ہوں کیا ہم نے میدان حشر میں خدا کے جہاد کے روبرو اعمال کی جوابدہی کے بدلے اپنا نسب نامہ پیش کرنا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو چشم ماروش دل ماننا۔ لیکن اگر یہ معاملہ اس کے برعکس ہے تو بھروسہ ہو کہ جان بوجھ کر ہم نے دنیا میں رخ پیداکرنے میں کوشاں ہیں کیوں ہم اپنے بزرگوں کے دستور لہل کی پامالی کے درپے ہیں کیوں ہم ہم دھرم دشمن میں غفلت کی طرف بھاگے جاتے ہیں کیوں ہم دیدہ و خواش کی مانند سرا جاسمیرا کے جو غریب بنے ہیں۔ آہ اس پاس انگیز حالت ہو کہ انہوں نے کہا تھا اس طرح شہر کی طرف کسی کی نگاہ نہیں اٹھتی۔ کہ ہم کس قدر تیار و داغ و تکی کی ہے۔ عہدہ اخلاق کی کمی ہے۔ اعمال حسد کی کمی ہے۔ پابندی شریعت کی کمی ہے۔ عہدہ الہیہ کی تکمیل کی کمی ہے۔ ہم اپنی خود ساختہ بعض حق کی حالت میں ہر بزرگوں کی عزت بیچ رہے ہیں۔ شریعت کو پامال کر رہے ہیں۔ یعنی حقیقت

کا ایک بیل بھی ہوتا ہے۔ اونٹ کی ہمار کپڑے ہوئے برت المقدس کا رخ کرتا ہے۔ نجی شرافت اور توفیق عزت کو پاؤں میں روندنا ہوا۔ ہر ایک قیام پر غلام کو ساتھ کھلاتا جاتا ہے۔ اور ہر ایک منزل کا نصف فاصلہ غلام کو ادھار پر سوار کر کے خود ہار ہاتھ میں پکڑ کر پیدل چلتا ہے حتیٰ کہ ایسی حالت میں بیت المقدس میں داخل ہوتا ہے۔ اور اسلامی مساوات کا درخشاں نقش لوح ہستی پر اپنی پاؤں چھوٹ جاتا ہے۔

امام حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی اپنے اپنے دائرہ عمل میں صنف اللہ کے دلوں رنگ میں رنگیں نظر آتے ہیں۔ ان کا آثار۔ ان کی سخاوت۔ ان کی اخوت فی الدین آنے والی نسلیں کی بڑھائی کے لئے راہ منزل میں اثر نقش چھوٹ جاتی ہے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیات و نبوت کے زین عہد کے قابل تقلید واقعات اور شرافت نسبی کے پائیدار بکیروں کے سوانح جیسا کہ اب یہ بات ثبوت کو پہنچائی ہے۔ کہ ہمارا اپنی سیادت اپنی شرافت اپنی عظمت کا گوش ضرب رنگ کا گوشہ دہی و جد میں آنا۔ اسوجہ کے سرسرخلاف ہے۔ قرآن کریم میں جگہ اھمو و عمل الصلحہ کی تعلیم ہے یہی سبب شرافت ہے یہی سبب عزت ہے۔ اور اس میں امیر فزیک۔ شریف و فزیک۔ مرو و عورت کی تقصیر نہیں ہر جگہ مومنوں سے خطاب ہے۔ اور ان ہی مومن و صالح بستیوں کیلئے وعید جنت ہے۔ نوبہ رحمت ہے۔ بظلاف اس کے قرآن مجید میں کسی جگہ سبب رعب و عزت و عظمت نے شرافت نسبی کا پاس کرتے ہوئے مکہ طائف یا کسی اور جگہ کسی معزور و سراور کو کسی معزز و رئیس کو طعن نہیں فرمایا۔ اس کی ثبوت دینی خود سے خدا کے مقدس احکام کی مکارانہ تکفیر ہے۔ قرآن کریم کی بیباک تہذیب ہے۔ رسول اکرمؐ کی ذات مجموعہ کلمات سے فریاد لغرض ہے۔ اگر جی اخیانہ دائرہ تو توحصرت فوج کا بیٹا کبھی بھی ان کی اہلی کی فہرست سے خارج نہ کیا جاتا۔ لیکن قرآن کریم نے اس کو صرد اعمال حسد ہی سے نا آشنا ہونے کے باعث مرو و دوازی بنا دیا۔ اور اس کے باپ کی نبوت کا کچھ کام نہ آئی۔

ہر لوگوں کی نگاہ سے چھپا ہے۔ شرافت نسبی۔ خاندانی و جاہت کے پردہ میں دام توڑ کھجائے ہوئے خلق خدا کی راہ مار رہے ہیں شرعی منکر نگاہ سے یہ حالت آئینی خواب ہے۔ کہ میں اس کے مال کے تصور سے کانپ اٹھتا ہوں (باقی)

## مسدس

دربار سالگرہ ہمارے قوتِ اعلیٰ حضرت ہزار لکھ پانچ سو حصوں کا سلطانِ علوم نواب شیخ مان علی خان صاحب دہلوی جلالہ

جد ہے آسمان کو فرخ ہم بھی عالم آرا ہیں  
 کہ میرے پاس سیاتے ثوابت اور ثریا ہیں  
 نہ پوچھو اس خزانے میں حوا ہر اور کیا ہیں  
 ہزاروں شمس اور لاکھوں قمر اور چاہیں  
 نہ میں میری بدولت روش طرز اجنت ہے  
 نہ ہوتا میں تو اسکو خاک بھی ہو سکتی صورت جو  
 نیا سامان نے انداز سو سے عالم آرائی  
 نظر نہا طرغماز کی سپہر تی ہے کسبہ رانی  
 زمانہ تو زمانہ سارا عالم ہے تماشائی  
 کہ ہر مادہ نہ گھولی ہے احشام تنائی  
 زمین و آسمان میں فرق باجم کچھ نہیں باقی  
 کہ دونوں ایک ہیں کیا ہو تیر زند اور ساتی  
 غزل خوان ٹیلیں ہیں اور ہر جا گل ٹپکتے ہیں  
 سنے آشنائی کہیں بڑا دیکھیں ساغر چلے ہیں  
 طیارانِ چین شادوں پہ بیٹھے کیا تھکتے ہیں  
 ٹپکتے ٹپکتے شادیں شبنمی موتی ٹپکتے ہیں  
 سہانے وقت میں باد صبا کی سبیل آرائی  
 نہ ہو چرخِ نرگس کس نے چشم تماشائی  
 کھلا ہے رکھارِ صفا اب درخشاں ہیں اپنا  
 سمجھ لو اب مقدر کھل گیا اہل زمین اپنا  
 جسے تم فرش کہتے ہو وہی ہے شہ نصیب اپنا  
 زمین اپنی جہاں اپنا مکان اپنے کہیں اپنا  
 ہوا میں ٹھنڈی ٹھنڈی خند تو آنے لگیں پریم  
 نعیم جانفر سے ابن آدم شاد ہے ہر دم

نکارستانِ تنہا ان دنوں آئینہ خانہ ہے  
 کہ خط و خال اپنے دیکھ کر حیران زمانہ ہے  
 یہاں جو جلوہ جو شان خدا بیشک یگانہ ہے  
 کہ نہ رکب ذرہ نہ چیز رشک طور خانہ ہے  
 زمین آسمان کو دیکھ کر میں سخت حیران ہوں  
 تعجب و سکوت شب موت میں صبح خندان ہوں  
 بہار بوستان کا دیکھتے منظر جبہ اگانہ  
 گلستان میں گول کی دید کا جو اک پری فنا  
 کہیں سوسن کہیں ہونچم نرگس محو جانانہ  
 کہیں ہیں لالہ و گل کے جد انداز مستانہ  
 نیم صبح کی انھیدیاں شاخوں کا جھک پڑنا  
 گلوں پر گسے شبنم کا مثال برق پھر اڑنا  
 مکلف نشان میں ناظرہ کئی کا سامانہ ہے  
 کہیں رنچہ و گل ہیں کہیں قصر چراغان ہے  
 کہیں پرند لب زار طبعی قی بداناں ہے  
 کسی جاٹھڑیوں کا غول بڑا درو کیز داراں ہے  
 کوہِ گل گلستانِ معرفت کا ایک دفتر ہے  
 یہ اس کی شان جو جس شان میں اللہ لکھو  
 زمین کو نہ ہے گلزارِ عالم کی گہاں ہوں  
 زمانے کے لئے آراستہ بھٹل بداناں ہوں  
 کبھی غل کی صورت میں اک تصویرِ عراقی ہوں  
 کبھی بازارِ یوسف ہوں کبھی تختِ سلیمان ہوں  
 میر جو نقشہ بدو ہوں تو میں علوم و کھانی ہوں  
 ہمیشہ نت و نواس باغ میں گل گھلائی ہوں

نظام الملک اصغیہ سابع ہے میرا والی  
 کرم انفس فیاض زار ہے عالی  
 کوئی درسی گیکے نہیں ہے آجنگ خانی  
 کس نے سچ بخشش کی جدا دنیا میں جو والی  
 کر فیض عام جس کا شرح سے تاخر جانچا  
 مری قسمت کا حصہ ہے ہر خدا پہنچا  
 گرہ کے سال کو دنیا مسرت میں ہے سنا کر  
 مسرت میں ہے ساتی بھی لے کر ہاتھ میں ساغر  
 کوئی کھڑی خوشی سو ست پیو داو کوئی باہر  
 اچھلا کو تو ماہر تباہ روز عیش کو پا کر  
 یہ روز جن کی ہے خوش نصیبی کا اجالا ہے  
 سرور کیف سے دل اپنا حبیب کا پالا ہے  
 گرہ کا سال آیا ہے۔ مبارک شادمانی ہو  
 مسرت خیر مجلس کی خوشی بھی جاودانی ہو  
 دکن میں دایم امن امان ہو کمارانی ہو  
 کہ اپنا شاہ بھی فطرت میں افلاطون ثانی ہو  
 کہ جس کے جو بخشش کا ہے سکھ چارو جانکی  
 دعا دیتے ہیں اب عرب عجم رومی و تاتاری  
 گھڑی ابھی ہے ساعت نیک ہوسال ہمایوں  
 نصیب خیر خواہوں کا بہت سو سو میوں ہے  
 بچلا چھو لا خوشی ہے کھیت دل گل بہر سوکھا  
 مگر بدخواہ کی جو چھو ہیں وہ بخت و اندوہ  
 حید میں حاسدوں کو جل کے مرنای سب کو  
 خوشی سحر خواہوں کو کوا بھنا ہی مبارک ہو  
 دل راناں طلب آرام ہے اس دور راحت میں  
 ہمسر ہوتی ہے ہر صبح و مسرا اپنی فراغت میں  
 رعایا پل رہی ہو گو دیوں اب ناز نعمت میں  
 ہمارا شاہ ماں باپ سے راز محبت میں  
 خلج و فرزند عالم کے لئے نظر کرم کافی  
 اٹھائے ملک طاعت کئے ہیں جس کا دم کافی

دکن کی سرزمین گلدستہ ہوا کہ باغ رضوان کا  
 جہاں پر آکے چھلکا چھو لتا ہے نخل انساں کا  
 یہ وہ گھر ہے رحیمیں ربط ہے ہندو مسلمان کا  
 نہیں ہے جس جگہ ضد نہ کسی کو جرح گرواں کا  
 نظام اس سلطنت کا کسی کو جا کے کیا کہتے  
 خدا کی شان کہنے یا اسے فضل خدا کہتے  
 ہمارا پادشاہ اس دور کا  
 جو علم و فن میں مشہور کیا مشہور عالم ہے  
 رعایا کے لئے بخشش میں اکابر کرم ہے  
 خلافت کے لئے اک منہ فیض معظم ہے  
 ہو چاروں سمت شہرہ ہر جگہ جس جو در احسان  
 وہ سب کچھ فیض جو اس عہد میں عثمان علیہ السلام کا  
 عمارت جدیدہ سے بڑھی آرائش بلدہ  
 کوئی پیر فلک سے چھپے زرباش بلدہ  
 ہمیشہ شاد کے مد نظر آسمان نشیں بلدہ  
 سے زیر خور کہ کچھ اور ہوا افزائش بلدہ  
 کہیں رزکری کہیں پل اور کہیں پیریں عمارتیں  
 کہ جن روشنی سے دن نظر آتی ہیں بابتیں  
 نوید جانفرا علم عمل کے بادہ خواروں کو  
 کھلا ہے جامع عثمانیہ امیر و امیر داروں کو  
 کہ کو بخشش فلک سے توڑا واپ ستاروں کو  
 کہ وہ فرشتہ کے مقابل ماہ پاروں کو  
 ترقی کرتے کرتے الغرض تم اوج پر جاؤ  
 پتہ تب علم کا یا تو اس کی موت پر جاؤ  
 کہ ہر علم و فن کی آج کل تعلیم جاری ہے  
 ترقی پر جو بوجھوان دنوں قسمت ہماری ہے  
 حقیقت میں خدا کا فضل ہو لیکن باری  
 ہمارے پادشاہ کا فیض عام اس طرح جاری ہے  
 ترقی پر ہر اداس اور علم و فن کی از رانی  
 حقیقت ہر امر کار و در سے روئے عباد

خدا کے بعد پوچھو تو ہر بان پادشاہ اپنا  
ترخہ ریزہ راہم گلستان پادشاہ اپنا  
ہم اس کے زیر سایہ میں نگہاں پادشاہ اپنا  
کہ ہم محتاج گل اور گل بہ ماں پادشاہ اپنا  
خدا رکھے بڑی فیاض یہ سرکار عالی ہے  
مگر کھوٹے نصیبیوں کیلئے یاں جیسے ظالی ہے  
نیکم رجب المرجب ۱۳۲۸ ہجری القمریہ۔

دعا جو حق سے دائم ہم پر شاہ کی حکمرانی ہو  
کہ ہر شام و سحر دنیا میں اسکی روح خوانی ہو  
سلامت تابدیہ فانی میں صاحبقرانی ہو  
ہمیشہ فضل و رحمت پادشاہ آسمانی ہو  
تری ہمت میں نامی نے کہاں اپنا دلوا لیا ہے  
حقیقت یہ بڑوہ دل کھول کر تجھ کو سراہا ہے  
از دعا گو :- آسی کوہ سوار

مولانا آسی کوہ سوار نامی کا نام نامی ادبی دنیا میں کسی تعریف و ثناء کا محتاج نہیں۔  
آپ کی اسلامی سدا اخلاقی اور ادبی خدمات روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔  
مذہب اسلام میں جو آپ نے دلی خلوص اور عقیدت سے اعلیٰ حضرت ہزار الشہداء میں  
قرآن فرما دئے دکن اودام اللہ اقبال و اہل لہ کی سالگرہ مبارک کی تقریب پر موزون کیا ہے۔  
بغیر انداز انفرنیش "صحیح ہوئے آپ کیلئے ہیں۔ کہ اسکا سن بچے اس عقیدہ مند  
بدیہ کو اپنے قدردان اور فیاض فرمانروا کی بارگاہ میں خواہ پیش کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔  
اور کاش میرے پاس چند پیسے ہوتے گلسے میں شاہ ذی جاہ کے حضور میں پیش کرنے  
کے قابل بنا سکتا ہے۔ آپ ایسے انفرنیش میں شاہ گردیں کیا محب کہ نظر ہمالیوں  
پڑ جائے۔ اور مجدد حق۔

آنا نگر خاک را بغیر کیا گنزد

آیا بود کہ گنزد چشے بہا گنزد

میرا خالی دامن گو میرقصود سے یہ ہونے کا یہی ذریعہ ہو۔

مولانا کے یہ الفاظ پڑھ کر سخت رنج ہوا۔ خدا کی شان ہے کہ ایسے ایسے فاضل اور  
قابل لوگ زمانہ کی دستبرد سے یوں پریشان حالی میں رہیں۔ اہم اہم  
ہیں اعلیٰ حضرت آصن جاہ کی قائم صفی سے وسکند رشتی سے یقین ہے کہ حضور مولانا  
نامی کی کشت سید اپنے بارگاہ کے ایک چھپٹے سے سرسبز و شاداب کر کے درہ نوازی کو کم  
گنزد کا مودب ہونگے۔

شایان چہ محب گر ہوا نہ گنزد ارا

باب التیارخ  
تیارخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ  
ملک حبش میں اسلامی حکومت  
ساتویں اور آٹھویں صدی کے چند مادیات

مسلمانوں کو بے حش و غضب میں پہنچانے کا مقصد تھا اور یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ وہ ان سفارک و دشمنوں سے جنہوں نے ان کے شہر و دیار پر حملے کیے تھے۔ ان کا ملکہ تھا کہ یہ ان کی عورتوں کو ذلیل اور ان کے بچوں کو غلام بنایا اور ان کی عبادت گاہ کو میں منہدم کیا جس کے شہداء و لاکھوں کی سہ ہجرت کی اور متعدد دیوانوں کے آخری سپاہی بے کفایت کرنے میں داخلہ کیا۔ وقت پر ان کا انتقام لیں اور جو وہ اس وقت جب نولت سے خود انہوں نے ہی اپنے سر پہ ڈالنے کے پاؤں کے نیچے ڈال دیے۔

لیکن اسلام کی تلوار ہمیشہ احکام الہیہ کے ماتحت رہی۔ وہ دنیا  
انسانی ہے۔ جہاں مذہب اسلام اس کو نفع لے۔ اور وہ میں گھٹی  
جاتی ہے۔ جہاں اسلام کا حذر اسے رکھنے کا حکم دیتے ہیں مسلمانان  
عزت کو ایک طرف تو اپنے دشمنوں کے مظالم اور سفاکیوں کی سزا  
دستاویز محکم ہو جو کر تلوار ہی تقصیر۔ دوسری طرف آیت کریمہ  
ان نجو المسلم فانیخ وتوکل علی اللہ انہ یوسع العیلم اور یہ ودا  
ان یجوزک۔ مان حبیک اللہ ہو الذی ایک مہرودہ بالہو منین  
راہر دشمنی علی کی طرف مائل ہوں تو ہم بھی مائل ہو جاؤ۔ ان کی شرارتوں  
سے نہ ڈرو خدا را بھروسہ رکھو۔ وہ ان کی شرارتوں کو خوب جانتا ہے  
اللہ وہ دھوکا دینے کو خدا تمہارے لئے نہیں کرتا ہے۔ جس نے اس سے  
پتہ اپنی نیرت سے اور مومنوں کی جمعیت سے تمہارا کام نہ لگی ہے  
کی خدمت اسے اللہ وسیت کا نام نہ آ رہی تھی۔ مسلمانوں نے اس عین  
جہاد فاشی و غصبہ کے عالم میں فرمان اسلام کے آگے سر نہ ہکا دیا ہے

اس مضمون کا ایک حصہ  
یہاں ختم ہوتا ہے۔ اب دوسرا حصہ شروع  
ہو گا جس کا بخوف بے ربطی یہاں راج کرنا  
مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اور اسی پر گفتا کرتے ہوئے  
بقیہ حصہ کا نذرہ اشاعت کے لئے چھوڑ دیا  
گیا۔

ایڈیٹر

## انجمن قریشیان ہند

اس قومی انجمن کے قیام و اہتمام کا سنگ بنیاد کسی ایسی عسرت سعید میں رکھا گیا۔ کہ اس دوران میں باوجود اس کے کہ انجمن کو بہت سی دشواریاں گزاری گئیں لیکن اس نے اپنی مقاصد تک میں ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ اور سامنا کرنا پڑا مگر بائیں ہمارے استقلال و وقار اور ہمت میں سرمو فرق نہیں آیا۔ اور قومی ترقی و اصلاح کے متعلق جن مقاصد عظمیٰ کو لیکر وہ اٹھی تھیں۔ ان میں عہدہ ہر اہم ہونے کے لئے ہمیشہ کی طرح یکساں شغف و اہتمام کیا گیا۔ مصروف کار رہی۔

یہ ایک مسلم الثبوت امر ہے۔ کہ متاثر قومی ترقیوں کا راز مسئلہ تنظیم میں مضمر ہے۔ کیونکہ بحالات موجودہ اس کے بغیر کوئی قوم دنیا کی مقتدر اور تمدن اقوام میں شمار نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قومی کی سود و بہبود کی غرض سے اب اس انجمن کا سالانہ جلسہ عنقریب امرتسر میں منعقد ہونے والا ہے جس کے متعلق یہ ایک سوال ہے۔ جو انجمن کے ہر فرد اور قوم قریش کے ہر فرد و مشرک کو اپنے دل سے کرنا چاہئے کہ اس نے اسے کامیاب بنانے کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

کیونکہ سالانہ اجلاس کا یہ مقصد تو ہرگز نہیں کہ صرف چند دہوان دار اور فصیح و بلیغ تقریریں کی جائیں۔ یا چند کہنوں کیلئے لکھے دار الفاظ میں سامعین کا دل بھلا دیا جائے۔ اور بس۔ بلکہ اس کا حقیقی مقصد تو یہ ہے۔ کہ یہ انجمن جو غرض و مقاصد لیکر وجود میں آئی تھی۔ جو ناظرین سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ ان کے متعلق جو خفا غرض ہمارے ذمہ ہیں۔ ہم نے انہیں پورا کرنے کے لئے کہاں تک کوشش کی ہے؟ اور اب اس آئیلے سالانہ و بارقوی کو زیادہ کامیاب اور شاندار بنانے کے متعلق کتنے افراد قوم کو انجمن کا سمجھنا آیا؟ کیونکہ درحقیقت انجمن افراد قوم مجموعہ کی کا نام ہے۔ اور ہر بنائے ضرورت اس وقت ضرورت

اس بات کی تفسیر ہے۔ کہ یہ اجلاس تمام سالانہ اور گذشتہ طلبوں سے ہر حیثیت میں زیادہ کامیاب اور بڑھ چڑھ کر ہے۔ اجلاس کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے۔ کہ باہم ایک دوسرے سے واقفیت پیدا ہو۔ آپس میں تبادلہ خیالات کیا جائے۔ قوم کے چھوٹے اور بڑے گد بان اور شاہان برادرین کے مصداق ایک ہی سطح پر نظر آئیں۔ اور یکساں بیچ و قوم کی سود و بہبود کی تدابیر پر غور کریں۔ اور قومی ترقی و قوم کے ایسی مفید عملی تجاویز سوچیں جن پر عمل پیرا ہونے سے قومی ترقی کے مقصد میں مدد مل سکے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ باقی مسائل حالات زمانہ کسی قوم کے اقتصاد و سیاسی اور قومی حقوق کی حفاظت اس وقت تک جو بے طور ممکن نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس قوم کی ترقی نہ ہو۔ اور کوئی آواز اس وقت تک موزوں اور بلند نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس قوم کا کوئی قومی آرگن نہ ہو۔

مقام مسرت ہے کہ گذشتہ دس سال سے صحیفہ قومی (القریش) اپنی لباس سے بڑھ کر قوم کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ مگر دوائے برہال مار کر سر زمین ہند میں قریش و سادات کی انتہا ہر لاکھ آبادی کے باوجود دس سال کے لیے عرصہ میں وہ اب تک روزانہ نہ بجائے۔ خود ہفتہ وار بھی نہیں ہو سکا۔ اور اس کے خریداروں کا بڑا س قدر پس چوڑی آیا ہے۔ میں ایک بار تک بھی نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ زہ قوموں کے جرائد قومی مقابلہ تیز آروں کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ کیا یہ قوم قریش کی سردہری اور حالات زمانہ سے بے اعتنائی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

اس وقت جس قدر قومی مقاصد انجمن قریشیان ہند کے پیش نظر ہیں۔ ان کو پائیدہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس غریب و امیر فرد قوم کا جو اپنے آپ کو دائرہ قریشیت کے اندر سمجھتا ہے اخلاقی اور

جو نکرا اجلاس سالانہ کے انعقاد میں ہنوز کافی وقفہ باقی ہے۔  
 اس قوم کے دروہند اور مہتمل اصحاب کی فرض شناسی اور  
 قیاضی سے توقع کی جاتی ہے کہ امور متذکرہ بالائے متعلق  
 ان کی سرکھٹ مساعی کا میاب نتیجہ کا موجب ہوں گی۔  
 وقت پر کافی ہے فقہ ابرو شش ہنگام کا  
 محل چکا جب کھیت پھر برسا گئی کسی کام کا  
 قاضی لطیف حسین فاروقی  
 رہنما ڈومستوفی  
 از کوہرا نوالہ

قومی عرض ہے کہ انجمن کی اعانت کرنے اور اس کو مالی تفکرات  
 سے نجات دلانے کے متعلق اپنی تاملت جاعزا اور امکا فی کوششوں  
 کو عمل میں لانے سے دریغ نہ کریں گے اور اپنے محبوبین  
 فقہارہ قاضی لطیف اور قاضی کے خیر اداروں کی فائدہ کے بڑھانے میں  
 القریش کا دست و بازو نہ جانے سنا کہ وہ مزید نہ ہی کیا فائدہ  
 قوم میں لائی اور اتحاد ویدہ کرنے کے اہم ترین فرائض کو اطمینان اور  
 زیادہ سرکاری کے ساتھ سراجی موسسے کی طرح کر انجمن اگر قوم کے  
 لئے بہتر تنظیم و دماغ کے ہے۔ تو القریش اس سے بے بہرہ نہ  
 رہے گے۔

## اطلاع

جن احباب کا سال خریداری اس رسالہ کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں اپریل  
 کا رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ البقیعہ وی۔ پی ارسال ہوگا جو صاحب کسی وجہ سے آئندہ خریداری جاری  
 نہ رکھنا چاہیں۔ وہ وی۔ پی واپس کرنے کی بجائے۔ بذریعہ پوسٹ کارڈ دفتر کو مطلع کر دیں۔  
 تاکہ زیر باری نہ ہو۔ (منیجر)

جو احباب کسی وجہ سے اپنا مقام تبدیل کر جائیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے  
 جدید پتہ سے دفتر کو مطلع کریں تاکہ رسالہ نئے پتہ پر بھیجے گا انتظام کیا جائے۔ عام طور پر احباب  
 تبادلہ مقام کا نوٹہ نہیں دیتے لیکن جب بیجا و گزرنے پر وی۔ پی کیا جاتا ہے۔ تو وہ عدم رسی کی  
 نیکایت کا بہانہ لے کر واپس کر دیتے ہیں حالانکہ اس عدم رسی میں وہ خود قصور وار ہوتے ہیں۔  
 احباب اس کا خاص لحاظ رکھیں۔ (منیجر)





یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود ہے۔ اور مشہور ہے۔  
اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رئیس کا تقرر اگر شہل  
انتخاب ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہو سکتا تھا  
بلکہ فقیر کسری اسلام کہا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنی مشہور حدیث  
میں اسی قسم کی حکومت کو "ملک مضر" فرمایا ہے۔ اسی لئے حضرت  
عمرؓ نے انتقال کے وقت فرمادیا کہ میرے بیٹے عبداللہ کا خلافت  
میں کوئی حصہ نہیں۔

### بنو امیہ

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کا دور قیامت و بدعات شروع  
ہوتا ہے۔ جنہوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل  
کر دیں۔ تاہم جب انہی میں قیامت بدعت جمعی السنۃ حضرت عمر بن  
عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ تو گو حسب سنت "ملک مضر" سلیمان  
بن عبداللہ نے انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ تاہم چونکہ زورو  
شرعیہ کسی امام کے نصب کے لئے اس قدر کافی نہ تھا۔ اس لئے  
انہوں نے مسندِ عام میں نر یا مسلمانوں کو چونکہ زورو اسلام تھا  
انتخاب عام سے میراثین نہیں ہو اس لئے میں خلیفہ نہیں ہوں۔  
تجسین حق ہے کہ میرے سوا کسی اور انتخاب کرو۔ ان کے اصل الفاظ  
یہ تھے۔

لوگوں میں اپنی رائے اور خواہش اور مسلمانوں کے عام مشورہ  
کے بغیر امارت کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ اس لئے میراث کو  
انجی بیعت کے باعث منکوح کر دیا جوں اب تم اپنی رائے میں  
پاکل مختار ہو۔ میرے سوا جس کو چاہو اپنا امام بناؤ  
طریق بیعت بقیہ شوری ہے

جس طرح ان لوگے انسانی کے بعد بھی گزشتہ اعدائے  
افریقا کا وجود باقی رہ گیا ہے۔ بعینہ اسی طرح کہ بعد کی اسلام حکومتوں  
خصوصاً حکومت اسلامیہ ایک ایک کے رخصت ہو گئیں۔ تاہم  
گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضاء افریقا کا وجود اب تک باقی  
ہے۔ میری مراد اس سے "بیعت" ہے۔ بیعت کے معنی یہ ہیں کہ تمام  
افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع ہو کر ہادشاہ کی

### فتح و فتکین

فتح و فتکین اسلام نے "امامت و حکومت" کی جو شرطیں قرار  
دی ہیں۔ ان سے بھی مسئلہ "انتخاب امام" پر روشنی پڑتی ہے۔ مگر  
انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابو بکر و عمر کے طریق انتخاب کے  
اصول قرار دیکر لکھا ہے۔ تاہم انتخاب اور شوری کو اصول اسلامی  
تسلیم کرتے ہیں۔

قاضی "مارودی" المتوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں۔  
خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ ایک تو ملک کے  
اہل رائے اشخاص کے انتخاب سے دوسرے اس سے کہ امام سابق خود  
کسی کا نام متعین کر دے۔

علامہ "مفتازانی" شرح مفہام میں لکھتے ہیں۔  
خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ سب سے  
روساء اور علماء وغیرہ اہل رائے اشخاص کی بیعت کریں۔  
سید مسند اور قاضی عبداللہ بن موفیہ و شرح موافق میں جو  
عقائد اہلسنت کی موافق ترین تعین لکھتے ہیں۔

خلافت رسول اور امام سابق کی تعین سے اجماعاً اور اہل جہ  
عقد ملک کی بیعت سے منعقد ہوتی ہے۔ اہلسنت و الجماعت۔ معتزلہ اور  
صالحیہ یہ کہ نزدیک الیہا ہے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہے۔  
قوم کو حق حاصل ہے۔ کہ کسی سبب سے خلیفہ کو معزول کران  
مثلاً اس سبب سے کہ مسلمانوں کے حالات اور امور دین کے اختلافات  
و تدابیر اس کے باعث خلل پڑے ہو جائیں جس طرح کہ امکو خلیفہ سے

تقریر دا انتخاب کا حق امور اسلام کے انتظام و ترقی کیلئے تھا۔ اسلئے اوائل احوال سلیمین ان دونوں میں سے جس کا حق کم ہو اس کو معزلی کا بھی ہے۔ اور اسکی معزلی سے فقہ پر یا ہو۔ تو پھر معزلی برداشت کریں جیسے (دبانی آئین)

## صدائی مسلم

(از جناب آف کاپٹوری)

توحید کے نعروں سے مغرب کو ہلا دو تم      بھڑو ہر میں الہامی آواز سنا دو تم  
پھر زریب بلندی ہو اسلام کا ستیارہ      پھر شمع کلیسا کو مغرب میں بجھا دو تم  
پھر خوش بھڑک اٹھے مسلم کی رگِ جاں میں      سینے میں محبت کی اک آگ لگا دو تم  
اُجڑی ہوئی بستی ہوا باد نئے سرے      پردے میں ترقی کے انوار دکھا دو تم  
پرورد صدائوں کا مشتاق ہواک عالم      "قرآن" کے ترانوں سے دیوانہ بنا دو تم  
ہو رم کہن جاری مشرق میں ہو بیداری      غافل ہے وہ مذہبِ سلطنت کو جگا دو تم  
کیا نشان ہے علیہ کی کیا حال عرب کلبے      لہند فرارِ سخ سے پردے کو ہٹا دو تم  
بچھڑے تھے فرقوں میں جو جنگِ جدلِ باہم      حبسِ کلی ہوئی قوموں کو رستہ پہ لگا دو تم  
وہ قوم کبھی جس نے بیٹا تھا جہالت کو      جذبہ ہو وہی دل میں گر آگ لگا دو تم

اقبال ہو جب رخصت پھر خاکِ خیمِ ثنائی

یا ہم رہیں عزت سے یا ہم کو مٹا دو تم

# اسلامی اثبات مساوات

(از مولوی احسان الرحمن صاحب)

دنیا مساوات کا کوئی نیا پیمانہ پیش نہیں کر سکتی جسب اسلام نے کر دکھایا۔ کئی جہادی مساوات اپنے آرام کو قومی منافع پر قربان کر دینا۔ یہ اوصاف مجیدہ و صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جو ائمہ موجود تھے۔ موسیٰ کو گتائی بان جو فرانس کا مشہور مدرسہ ہے۔ اپنی تعصبات نہ حرب میں حالات میں بھی نہیں لکھتا ہے۔

یہ سر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔ اور ان میں پیغمبر خدا کی محنت نہ تھی اور سادہ عادات میں موجود تھے۔ اور کئی قسم کی شان حکومت ان میں موجود نہ تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی وفات کے وقت کل تین چیزیں چھوڑی تھیں ایک جڑا بکڑا جو آپؐ اپنے تھے۔ ایک اونٹ جس پر آپؐ سوار ہوتے تھے۔ ایک غلام جو آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیت المال سے اپنے افاقد کے لئے روزانہ پانچ درہم لیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے کواڑوں کی پیش ہم فہمیتوں میں واصلیں جن میں ایک عبا کے مالک تھے جس میں متحدہ بیرونہ تھے۔ اور آپؐ رات کو کسی میں میٹریوں پر بڑا لکھیا تھا سو بار کرتے تھے۔ خلفائے راشدین (یعنی اللہ تعالیٰ فیہم) کے زمانہ میں جن جن برائیاں سمجھا جاتی تھیں۔ اور ایک قانون صدہ کے لئے تھا۔ حضرت علیؓ کا نام اللہ وجہ خلیفہ چارم خود نفس نفیس ایک عدالت کے سامنے بھی نہ آئے اور ایک ایسے شخص پر عورس کیا گیا جس نے آپؐ کی نہ چرائی تھی جس وقت عثمان کا غلامی با و شاہ جو مسلمان ہو گیا تھا حضرت عمرؓ سے ملنے گئے کیا حسب اتفاق ایک عرب نے وہ غلام لے دیا۔

اس پر بادشاہ نے خفا ہو کر اسے مارا عرب کو سخت ضرب آئی حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی بادشاہ سے ملے لے اس پر بادشاہ نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عادی آدمی بادشاہ کو اسے حضرت عمرؓ نے وادیا کہ اسلام کا یہی قانون ہے۔ اسلام میں نہ جی عزت ہے نہ ذلت کی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کی نظر میں سب انسان برابر تھے۔ ان کے خلفاء کی نظر میں بھی ایسی مساوات قائم رہی

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب صحابہ بیت کر چکے تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اسے برادران اسلام! مجھے حکومت کرنی خدمت سیر ہوئی ہے۔ اگر میں اچھا کام کروں میری اعانت کرو۔ اگر میں غلطی کروں مجھے روکو جس شخص کے ہاتھ میں حکومت ہو۔ اس سے صحیح بات کہنا عبادت ہے۔ اور حق کا چھپانا معصیت میرے سامنے قوی اور ضعیف مساوی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک کے ساتھ مل جل کر عبادت انصاف کروں۔ اگر کسی وقت بھی میں اپنے کو حکم خدا رسول سے متخلف کرو تو اسی وقت تم لوگ میری امانت سے بری اللہ ہو جاؤ گے۔ یہ ہے مساوات کی ضابطہ۔ اور کہیں نہ کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان اگر حکم خدا اللہ اکرم خدا۔ کہ نزدیک غریب تم میں سے وہ نقص ہے جو تمہی زیادہ ہو خواہ وہ قبیلہ قریش کا کوئی دوسرا سردار ہو یا روم و حبشہ کا کوئی بڑا۔ پیغمبر علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں عربی، علیؓ بھی نفس عربی کو غیر عربی پر کوئی تفضیل نہیں ہے۔ خدا کا اساس مساوات کو مضبوط کیا۔ یا خدا و عدل و انصاف و نیکی تو اس کا منبع بھی اسلام ہے۔ جسے ہمیں تائید پر میری نظر ڈالنے سے عدل و انصاف و اثبات کی بہت سی ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جنہیں وہ بھی کہ ہم حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

بیت اللہ میں کھانے پر دستار دے کر سنے کیلئے جب خلیفہ عثمانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جائز کا قصد کیا۔ تو ایک اونٹ سواری کیلئے آیا اور ایک غلام ہمراہ تھا۔ راستہ میں کچھ روپ خود سوا ہوئے تھے اور غلام نہیں سمجھا تھا۔ اور کچھ دور غلام سوار ہوتا تھا۔ ورنہ پچھلے نفس نہیں سمجھتے

تھے۔ جب کفار میں پیچھے کا وقت قریب آگیا۔ تو اتفاق سے غلام کے  
سموار ہوئے اور آٹا کے چار تھانے کی بادی بھی۔ غلام نے نہایت  
اتجا سے چھن کیا کیلے میرے مالک نقاب الام اس وقت آپ کا  
سموار ہونا اور برائے اللہ تھا زیادہ مناسب ہے۔ مگر حضرت عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم انصاف سے ذرا ہٹنا نہیں چاہتے  
چنانچہ اسی مہیت سے کفار میں داخل ہوئے۔ پھر وہ جہاد کی  
مثال اس سے زیادہ کیا ہوئی۔ کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں شریک تھا کہ ایک  
صحابی رضی جو کرگرا اور پڑے نکلا۔ اس دم توڑنے کی حالت میں اس  
نے مجھ سے پانی مانگا۔ میں پانی لایا بھی اس نے بکڑہا۔ جو ٹوک  
دیا تھا کہ ایک دوسرا مسلمان رضی جو کرگرا اور اس نے بھی پانی  
طلب کیا۔ اس پہلے شخص نے اس کی پیاس کی یاد کر کے خود پانی  
نہ پیا اور کہا کہ کچھ وہ میرا بھائی چاہا۔ اور آپ رہے۔ پہلے اس  
پلاؤ میں اس کے پاس پانی سے گئی کہ تیسرا شخص رضی جو کرگرا۔  
اور اس نے پانی مانگا۔ اس دوسرے شخص نے بھی یہی کہا۔ کہ پہلے  
اس شخص کو پانی پلاؤ جو ابھی کرگرا ہے۔ حتیٰ کہ سات مسلمان رضی جو کر  
گرس۔ اور سب نے پانی طلب کیا۔ مگر اپنے دوسرے بھائی کی

حرکات و فسادے۔

## بڑا انتظارِ رحمت

آخر حضرت بیباک کشت زعفران کی سیر کرتے ظرافت کا پورے منتظرِ اقبال میں رہا۔ مہندو در پٹنہ  
سے آ رہے تھے۔ بات بات پر بھیکار دیتے کہ ذمہ دار فقرے فقرے پر ہنساتے ہنساتے پٹنہ میں مل ڈال دیتے  
تھے۔ بھیکار میں پھر بھی نہیں کہہ سکتے ۱۱ ہی اسی کے سوا کام کی بات نہ کر رہے تھے۔ پولیسٹیکل منسٹری  
کے گرو گھنٹال ملکی وندنی آرٹیکل سے الاال۔ ورنہ ان کے گھٹکے بھیکار دینے کی بجائے اور بھیکار سے کھمبے  
سالانہ نذرانہ کے پتہ ملائیے اور پانچ چہرہ شاہی سے ٹمٹھیاں گرا بیٹے شیشیاں تین ہڈیے سے۔ ناہی  
مصرف دور دیئے۔ مالک غیر سے سالانہ آمد شلنگ۔

مینجر اخبار بیباک ہفتہ وار مہندو در پٹنہ

## سوم بد کا اثر

دین کی تعلیم میں تعمیرِ رسوم کے برے نتائج کا جو فتنہ پیش کیا گیا ہے بلا سناغزوہ ایک حقیقت ہے۔ لاریب رسم و روت کی تباہ کن علت نے مسلمانوں کو فتنہ کر دیے۔ برادرانِ اسلام کا پہلا فرض ہے کہ وہ اسکی تباہ کن آلائشوں سے اپنے آپکو صاف دپاک کر لینی کوشش کریں۔

اس نے کہا کہ بیاد نے ہے کرویدائہاں  
عیش اور شادمانی کے بدلے ملا طلال  
پھر فرض سے برات کا سامان بنا مال  
ان کو علیحدہ گوشت سفر کی ہوئی کمال  
جو بچ گیا کمینوں نے اس کو لبِ سنبھال  
دیوالہ کتبہ بیاہ نے میرا دیا نکال  
سن لو جگر کو تھام کے ستھوڑا سا اور حال  
مجھ سے تو سب سے پہلے یہ اس نے کیا سول  
پہلے ہی سن چکی ہوں کہ میں آپ اہل مال  
سونا ہی سونا لہ میں سے عزت بھی جو کمال  
دکھلاؤں تاکہ غفل کا سامان بے مثال  
ٹل کر کسی سے رہنا ہے میرے لئے محال  
اچھا نہیں ہے آپ کو اس قسم کا خیال  
زیور ہو اور پوشش : رہیں ہو خوشخصال  
پھر کہیں نہ آپ بھی ہوں علیحدہ میری مثال  
شادی میں صرف ہو گیا میرا تو مال ٹھال  
کہنا مرانہ مانو۔ تو رہنا مرا محال

پورا کروں گی اس کو جو منہ سے دیا لگا

اے فضل! غیر قوم بھی کہتی ہے جس کے یہ  
لعنت ہے ایسی رسموں پر جن سے پڑے وبال

گل ایک راجپوت کو پوچھا جو میں نے حال  
مجھ کو تو تخت دانی مبارک نہیں ہوئی  
پہلے زمین کو رہن گیا تو بری بنی  
وقت سے میہانوں کی آد بھگت ہوئی  
کھانا براوری کو کھلایا بشکلات  
بے خرچ اک رواج بھی دیکھا نہیں گیا  
کہنا نہ چاہئے تھا لیکن جناب من  
جو روئے ناز و خضر سے تو مشہور ہیں مگر  
پہناؤ مجھ کو خوب ہی بنوا کے زیورات  
ناخن میرا سپوں نے کہا تختا یکار کر  
دو غم رہوں گی ساس خسر سے الگ تھک  
آرام چاہتے ہو تو تنہا رہو مہام  
سنگریہات میں نے ثنات سے یہ کہا  
ہولی کہ شادیوں میں یہی ہے رواج قوم  
میں بھی تو والدین سے اپنے جدا ہوئی  
میں نے کہا کہ لاؤں کہاں سو میں زیورات  
جھٹکے لہوئی، ہوش سنبھالو ذرا میاں  
کہنا بھی لوئی اور اکیلی رہوں گی میں

## تحفظ نسب

صاف نہ کھا جائے۔ اس لئے مسادات کا مفہوم یہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔  
کراچی پرانی کنو کا امتیاز ہی باقی نہ رہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مذہب اور  
سوسائٹی کا انتظام و رہم و برہم ہوجاتا۔ اور یہ مسادات بجائے  
مفید اور رحمت ہونے کے مضر اور زحمت ہوجاتی۔ اس لئے کمال  
منکرت و فراسات کی جاہل پستی لوٹ انسان کے مفاد کی خاطر وحشی  
خدا نے خاندانوں اور نسلوں کی تیز کر اس دور تک جائز قرار دیا۔  
جس حد تک ان کے درمیان باہمی مشابہت کا تعلق تھا۔  
اس وقت ہندوستان میں سکوت نہ رکھنے والے صحیح النسب  
قریش اگر یہ سنیوں اور ہندو ملک عرب سے الگ اور دور ہیں۔ مگر  
ان کے خیالات بھی اس خصوص میں ایک و ہی ہیں جو عرب  
سے روانہ ہونے کے وقت ان کے اصناف کرام میں موجود  
ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سرزمین ہند میں اسلامی سلطنت  
کے زوال و انحطاط کے بعد باسباب مختلف "قومیت قریش"  
پر غارتگری و بڑی وہ لعینہ اس امر کی مصداق ہے کہ  
برخاستے کہ آسمان آندہ گر پر بردگیاں قضا باشد  
بر زمین نابہیدہ می رسد خاندانہ ری کی پاشند  
کون نہیں جانتا کہ خدا لاؤ در ملک ایک انتقال اراضی کے  
ذریعہ سرزمین پنجاب میں مسلم ذراعت پینہ اقوام کو جنہیں قریش بھی  
مثال میں۔ بہت کچھ فوائد حاصل ہوئے لیکن اس بات سے  
بھی انہیں نہیں کیا جاسکتا کہ بعض لوگوں کو انہی ہی غلط روش  
کی وجہ سے قومیت قریش کو بھی اس ضمن میں ایک حد تک عدم  
تعلق ہونا پڑا کیونکہ قریش کے بعض خاندانوں میں اس قسم کی  
مثالیں رونما ہو چکی ہیں جو اسے گنگا کا لے رہے بھی بنایا  
جاتا ہے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ گجرات پنجاب میں ایک  
فاروقی الاصل خاندان کا ایک جزو اپنے آپ کو کنول زمیندار کے

تاریخ اسلام اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ عربوں میں  
قدیم ہی سے علم النسب کا اس قدر چرچا تھا اور انساب کے متعلق  
ان میں سے ہر ایک کو بکواسے خود ایسا فرد نامزد تھا کہ اسلامی افواج  
بھی اس پر متعرف اور قائلین نہ ہو سکی۔ چنانچہ ایک ظاہر امر ہے کہ  
مشرقی ایشیاء نامہ جناب حضرت ابوالمشر آدم علیہ السلام تک  
رکھنا اور اپنے خاندانی نسب کی حفاظت کرنا اپنے لئے بغایت ضروری  
سبب تھا کیونکہ جس طرح مختلف اقوام کے واسطے تاریکی کرکے  
جائیں۔ اور پھر بوقت ضرورت ان کو انکار لگ کر لیا جاسکتا ہے  
طرح اہل عرب ایک ہی سرزمین ہیں باہم رہنے بسنے کے باوجود  
اپنی قومیت کو ہمیشہ علیحدہ رکھنا دینے پر مستعد و قادر رہتے تھے  
اور زمانہ کو ایسا موقع نہیں دیتے تھے کہ مختلف خاندانوں کو اپنی  
جگہ میں ہیں کہ ایک کر دے جس سے پھر ان کے درمیان قومی  
تفریق اور نسبی امتیاز نہ ہو سکے۔

تاریخ بھی بتاتی ہے کہ باوجود کہ مختلف قبیلوں میں ضمنی  
تقسیمیں بھی ہوتی رہیں۔ مگر ہر قبیلہ پر مشترک ہی کے نام سے  
موسوم ہوتا۔

مذہبی نقطہ نگاہ سے اگر کسی مشہور و معروف خاندان یا نسل  
سے ہونا کسی برتری یا ترجیح کا موجب نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہند  
مصداقیت مثل شرافت نسب کا یہ نہیں اگر ساقی۔ اور اس ارشاد  
خداوندی نے کہ اَنْ تَكُنْ مِّنْ وَّجْہِ الْاَنْفَالِ صاف طور پر بتلا  
دیئے۔ کہ ذاتی رتبہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہی منحصر۔ مگر  
باوجود اس کے پھر بھی مشاندت اور تیز نسل کے لئے اسلام خاندانی  
حقیقتوں کو تسلیم کر لے۔ اگر کسی عہد یا عہد کے لئے نہیں کیونکہ  
انسان ہونے کی حیثیت میں سب انسان یکساں ہیں۔ لاکھ دریا  
اسلام میں اسلام نے اس مسادات کو قائم کر دینے کے باوجود  
اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا کہ انسانی نسلوں کو پاک و

نام سے موسوم کرتا ہے۔

دو دیکھیں جائے ہمارے اپنے خاندان کی ایک نئی شاخ

مزدیات زمانہ کی بنا پر ان زمینداران کے ذمہ جہاں شاخ ہو چکی ہے۔ بحالیکہ باقی تمام خاندان قریشی انفرادی ہے۔ قطع نظر اس کے

یہ اظہار میں اشیاء ہے۔ کہ قریشی کا سلسلہ کبریٰ بطور فرع کے حضور

سرور کائنات صغیر موجودات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے شجرہ طیبہ سے پھیلا ہے۔ اس لئے یہ مرکز جائز نہیں کہ کوئی شخص

انجی نسبت کا بیونہ لگا کر غلطی میں مبتلا ہو کیونکہ ارشاد و جوحی یہ

ہے۔ ان من اعظم انفرادی یعنی الرضیٰ الخیر ایہ اوریٰ عینہ الم

تریا و یقول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم یعنی یہ انترائے

عظیم میں سے ہے۔ کہ کوئی شخص دعوے کرے کہ اسے جانب پر خود۔

یا بیان کرے جو کچھ آنکھوں نے نہ دیکھا ہو۔ یا شوب کرے رسول

اللہ صلعم پر جو کہ حضور نے نہ فرمایا ہو (صحیح بخاری)

مگر یہ مدافعوں کا مقام ہے۔ کہ فی زمانہ ہر ایک ہندی

الاصل مسلم گروہ کو قربت کی خواہش پر خود خواہہ اپنی مش کا پتہ

ناموران عرب کو قرار دینے میں سہمی لا حاصل سے دریغ نہیں کرتا

اس پہلو میں ہمیں کسی خاص جہاں کے مہارتات سے تعلق نہیں۔

اور نہ کوئی شخص یا اشتخاص اس کے مشار را الیہ ہی ہیں۔ بلکہ

ہمیں تو تاریخی حیثیت میں بلحا اہول سلسلہ تحفہ نسب پر تکیہ محض

ہے کیونکہ جہاں تک ہماری معلومات ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

ہم وقوف کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت سرزمین ہند

میں بحالات موجودہ "قریشیت" سے زیادہ ترنس کے عالم

میں ہے جس پر داخلی اور خارجی دونوں طرح کے پیچھے ہوئے

ہیں۔ اور جس ہندی نژاد مسلم قوم کا جہاں تک داؤ چلیا ہے وہ

اس پر چرک لگانے سے دریغ نہیں کرتی۔

چند یوم کا واقعہ ہے کہ میں نے ایک قریشی نسب لڑکے

سے بطور سوال کے دریافت کیا کہ قریشی کون ہوتا ہے میں ہالیک

ارایش میں وہ اب قریشی کہلاتے ہیں اس لئے قریشی اراشیں ہی

ہوتے ہوئے۔ اس ہندو کے اس سے سافہ جواب سے میری

حیرت واستعجاب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور قومی ذوال کے کتب

وادبار کا عبرت افزا نظارہ آنکھوں کے سامنے بھیر گیا۔

تہ کریں آرزو خدا فی کی

شان ہے تیری کربا فی کی

نجاہ کی اس قدیم عرب ایش کو کون نہیں جانتا کہ مال نہیں

اور عدت اراشیں" مگر کہا جاتا ہے کہ قریشی کن زمانہ کی یہ ایک

ایجاد ہے۔ کہ لفظی تفسیر کے جو دہا یہ پیر پیر کے ذریعے لفظ اراشیں

"اراعین" میں تبدیل ہو گیا۔

اسی طرح یہ بھی استعمال میں آیا ہے کہ بعض افراد لفظ کرک

طبیق ایا کر (صدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسم گرامی کسی تھکرنے

لگ گئے جن سے مشتق کہا جاتا ہے۔ ایک انتقال اراشیں کے سلسلہ

کی کوئی ضرورت اس انفراد کا موجب ہوئی۔

ہر گز یہ کچھ یہ کہوں نہ ہو اگر یہ بات دست ہے تو سمجھنا

چاہئے کہ قریشیت کے دامن یہ ایک یہ نام ہے۔ جو اری قبیل

حالات کے ایسے مسلک کی تمام حقیقت کو پردہ برانداز کر دیتا ہے۔

اس لئے اری قبیل لفظا و حالات کو تہہ نظر رکھتے ہوئے

بہی خواہان قوم قریشی کی توجہ ملی اس امر کی طرف متعلق کرنا

اپنا اخلاقی اور قومی فرض سمجھتے ہوں۔ کہ اب چونکہ انڈیا قریشی

سکالقرش المشر کا سالانہ قومی دہما و قریب آ رہا ہے۔ اور اس

نقر یہ سید کے لئے انجمن اور استقبالیہ کمیٹی کے ممبران نامے یا کی

بشرا از پیش نظر تو رہے۔ تاکہ اجلاس شانہ دار اور کامیاب رہے

نہایت پر ممبران کے کیڑے کرتے دھتے کی مین کی مین و پرنالی

اصیلا طریقیہ کی تھک ٹھک رہے۔ تاکہ کوئی تھک نہ ہو۔

در میان با پیوستہ شدہ کا مصداق نہ ہو کہ۔ اور محفوظ نسب

کی عہدہ دار اس کے مراتب و مدارج بستر قائم و برقرار ہیں۔

اس پہلو میں جہاں تک حالات و واقعات سے تعلق ہے۔ انجمن

قریشیان ہند کا دامن بالکل پاک و صاف ہے۔ اور وہ اپنے

فرص کی ادائیگی کو پورے طور پر محسوس کرے۔ اور اس سے عالمی تکمیل کے لئے اس بات کا عزم بالآخر کرے۔

ہر ایک قاعدہ آسمان پر گراؤنیم  
قضا بگردشِ دلِ گراں بگردانیم

حاکمِ زمانہ فی فیضِ حسین فاروقی  
رہنما بزمِ مستوفی اردگوہِ انوار

فرافض متعلقہ کو مستعد ہی کیسا تھا دیانتدارانہ طریق پر سر انجام دے رہی ہے جبکہ حصارِ قوم کی طرف سے مروت و اعانت کی شکل میں اسے ملنا چاہئے۔ نہ کہ امتحان اور صبر آزمائی کی صورت میں۔

پس اب ہندوستان کے طول و عرض میں ہر ایک قسطنطنیہ کا خواہ وہ کہیں ہو۔ یہ ذمگی فرض ہے۔ کہ اپنی ذمہ داری اور قومی

## قیل و دکن حضور نظام کی فیاضی

سالِ تعمیرِ عرضِ کعبہ اُفتابِ بن گئی باغِ عام کی مسجد  
دوسری تاریخِ خود بادشاہِ اسلام نے قرآن شریف کی آیت سے نکالی ہے۔ اور اس سے مسئلہٴ فعلی ظاہر ہوا ہے۔ جو حسبِ ذیل ہے:-  
قضا علیکم حقاً من دون۔ ان یرتاب ان الصلوة کانت علیکم منین  
کہا باوجود تواتر

ان پر تپا ہوا تخریب کیا گیا ہے۔ مسجد کیلئے نماز کی آیت شریف سے تاریخِ نکالنا بادشاہِ اسلام کے متعلق قرآن مجید کو اجمعی طرح ظاہر کر سکتا ہے (راقم عبد الحمید ریویانیر و سالہ درویش دہلی)

**فسادِ اگلیہ** نے فساداتِ گہر گہرے جو کمیشن مقرر کیا تھا اس کے فیصلے میں اختلاف ملے جو جناب صدر نے سفارش کی جو کہ تمام عزم و ہار کر دئے جائیں اور باقی ارکان نے نہیں غور فرما دیا۔ اور سفارش کی جو کہ نہیں مقرر دیا

حضور نظام نے صدر کی رائے کو اتفاق کیا اور تمام ملزمین کو ہائی کورٹ کے سامنے پیش کر دیا جو لوگ فساداتِ دہلی کے مقدمات کی جڑی ہوئے ملزمین کی برائی پر

معرض ہیں۔ وہ ممکن ہو کر اس فیصلے کو بھی نصف از فرادیں لیکن جب فیصلہ کیا تو یہ ملزمین کے حق میں ہو۔ اور وہ اس کے لئے کسی سزا کے مستحق نہیں ہوں تو اس پر بھی  
جس میں ہونا ناواقف انصاف عدل پر کوئی وجہ نہیں آتا بلکہ ثابت ہوا

جدید آباد دکن میں باغِ عام دھلیک گاؤں ایک بہت بڑا اور مشہور باغ ہے جہاں تمام کے وقت باشندگان شہر بکثرت سیرو تفریح کے لئے جاتے ہیں مگر وہاں کوئی مسجد نہ تھی جس سے مسلمانوں کو مغرب کی نماز کی خصوصیت کیسیا تھا تکلیف ہوتی تھی ساورنگھن کے اور پرچک جگہ نمازیں پڑھتے نظر آتے تھے۔ اور نمازیوں کے آگے غیر مسلم تماشاخی بے تکلف گذرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ حامی اسلام سلطان العلوم علی حضرت حضور نظام نے مسلمانوں کی اس خاص ضرورت کو محسوس فرما کر پچاس ہزار روپے کی لاگت سے ایک شاندار مسجد باغِ عام میں تعمیر کروا دی ہے جس کا افتتاح یکم دسمبر ۱۳۳۳ھ کو بادشاہِ اسلام کی سالگرہ کے دن نہایت شاندار شوکت سے ہوا۔ اور بادشاہِ اسلام نے خود مویشیہ اردو اور ہندو کے کئی نمازیں اس مسجد میں ادا فرمائیں۔

یہ مسجد دہری نقشہ پر بنائی گئی ہے۔ اور اس قدر عرصہ مدت ہے کہ اس نقشہ کی ہندوستان بھر میں کوئی مسجد نہ ہوگی میں بھی مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل تھا۔ مسجد کی پیشانی پر دو تاجیں کندہ ہیں۔ اور وہ کی حسبِ ذیل ہے:-

حسبِ فرمانِ اقدس الہی کی بنا احتسرام کی مسجد

## کانفرنس قریشیان ہند کا اجلاس

اقوام عالم ترقی کے میدان میں جس سرعت و تیز گامی سے آگے بڑھ رہی جا رہی ہیں اور اس تگ و دو میں جو کامیابی انہیں حاصل ہوئی ہو۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ فی زمانہ وہی قوانین مل و ملت ہیں۔ جو میدان عمل میں ٹکرائی ہوئی ہستی قائم کرنے کیلئے جدوجہد و کام لیں۔ قریشیوں کو اب بیدار ہو کر زندگی قوموں کے درمیان پیش چلنے کی بڑی ضرورت ہوئی ہو جو وہ حالت اس امر کی مقتضی ہو کہ وہ اقوام کی دوڑ و دوپ سے ہمتا نہ ہو کر میدان عمل میں گام فرما سونے کیلئے بیکدم بیدار ہو جائیں۔

### کانفرنس کی مجلس منظمہ

نے ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قومی دربار کے انعقاد کی سخت ضرورت محسوس کی ہو۔ اور تجویز کیا ہے۔ کہ

### انفرس کے مقام پر

ایک شاندار قومی اجلاس ہو۔ استقبالیہ کمیٹی کا انتخاب عمل میں آگیا ہو جس کے سرکاری حکیم شہاب الدین صاحب انفرس میں اور صدر محترم حکیم محبوب عالم صاحب اہم شفا خانہ مقصود عالم جنکو تجربہ و آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے اجلاس کے نمایاں کامیابی ہوئی تھی۔ منتخب ہوئے ہیں۔

استقبالیہ کمیٹی کی ممبری کی فیس پانچ روپے تجویز ہوئی ہیں۔ صوبہ پنجاب کے مشہور مقامات اور مضافات و قریشی احباب اس کے مندرجہ ذیل جائیداد سکھوں اور کالجوں کو قریشی طلباء استاداؤں کو وہ تمام اصحاب لازم و غیر لازم جو قریشی نسب ہیں اپنا اپنا نام و پتہ اور دیگر قریشی احباب کی مکمل فہرستیں دفتر جمع ہیں۔ تاکہ دعوت کی جا سکیں صوبہ پنجاب کے مختلف مقامات پر ایسے دردمندان ہی خواہ ان کی فہرست جنگی خدمتیں فراہمی فیس ممبری استقبالیہ کمیٹی کی سرپرستی میں بھی جا سکیں اور اشاعت کے فرائض انجام دینے میں ہمارے دست و بازو نہیں اس لئے کہ احباب خاص جو کام لینے۔

نیا زمند  
جوائینٹ سکریٹری استقبالیہ کمیٹی کانفرنس قریشیان ہند انفرس



# نمونہ کا پرچہ ملاحظہ کرنیوالے احباب کے گزارش

جن برادرانِ گرامی کی خدمت میں ان مطالبہ پر ایکسی ہیراچ ایساوی تقریش نمونہ ارسال ہو چکا  
قومی و اخلاقی فرض

اس بات کا متقنی ہے۔ کہ وہ قومی سود و بہبود کے خیال سے قومی آرگن کی سرپرستی قبول کریں۔  
لپنے احباب دعوہ کو خریداری و اعانت کی ترغیب دیں۔ کیونکہ کسی اصلاح و فلاح اور ترقی کا راز  
اسی میں مضمر ہے۔ کہ وہ اپنے قومی اخبار کے حلقہ کو وسیع کرنے میں اپنی تمام قوت و طاقت صرف کرے۔  
بفرض محال

کوئی صاحب کسی وجہ سے معذور ہوں۔ تو انہیں چاہئے کہ ہر بانی کر کے وہ اپنے بار و خیر کی  
سے دفتر کو فوراً مطلع کر دیں۔ تاکہ وہی۔ پی کی واپسی زیر باری کا موجب نہ ہو۔  
خاموشی رعنا سندی پرمحول کر کے آئندہ اشاعت کا پرچہ پیچیدہ دی۔ پی روانہ کر نیکو دفتر کو حق محال ہوگا  
قیمت سالانہ

متمول حضرات سے لاکھ متوسط احباب سے بیکار طلباء سے عکس فی پرچہ کم را امتیازی قیمت ہے  
رعائیں

لا کم از کم چار خریدار دنیاوالے احباب کو مفت (۲) قلمی معاونین اشتبک پر مقاصد کا لحاظ رکھتے  
ہوئے۔ علی التواتر عمدہ چھیدہ مضامین ارسال کریں۔ علی الدوام بلا قیمت (۳) قلمی و حالات  
اور قوم سے تعلق مختصر خبریں ارسال کرنے والے احباب بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں (۴) کم از کم ایک سو علمی مذاق رکھنے والے تقریشیوں کے نام و مقام کے مفصل حالات بھیجوانے  
والے احباب کو ۷ ماہ بلا قیمت ہے

نیجہ تقریش اکر



إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا قَدْ خَلَقَ حَتَّى يَغْيُرَ مَا بَايَسَهُمْ

اسلامی اصلاحی اور قومی ماہوار رسالہ

# الغفران

ایڈیٹر

محمد علی روتق صدیقی

قیمت فی پرچہ ۴

آغا بقی پریس انٹرنیشنل مولوی محمد عبد اللہ منہاس صاحب پٹر کا ہتمام سوشل سروسز محمد علی روتق صدیقی پبلشرز کے چیک ذریعہ لکھنؤ و شمل ہوا

## مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا نشتہ قائم کرنے اور نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثبات قدمی، صلہ رحمی و اثبات نفسی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینے اور رسومات فنیہ سے بچنے کی تلقین کرنا؛

## اگر آپ

کو ان مقاصد سے اتفاق ہے۔ اور اپنی قوم کیلئے انکی تکمیل کو مفید سمجھے ہیں تو

## آپ کا فرض

ہے کہ آپ اخوت و یگانگت، ہمدردی اور مروت سے اپنے قومی نقارہ (انقریش) کی آواز کو بلند کرنے اور افراد قوم کے کانوں تک پہنچانے میں کامیاب و نازان انقریش کا بطریق ذیل ساتھ دیں:-

(۱) ملکی اعانت (یعنی اصلاحی اور ایسے مضامین کی ترسیل جن سے مقاصد مجوزہ متذکرہ کی تکمیل مقصود ہو۔

(۲) ترقی اشاعت (یعنی حلقہ انتر اور دیگر ذرائع سے خریداری بنا کر)

(۳) انقریش کی آواز پر کان دینے، خوگر اور تجاویز مفیدہ پر عمل ہو کر (کیونکہ کسی پس افتادہ قوم کی شیرازہ بندی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

## منیجر انقریش امرتسر

(پنجاب)

## سلطنت

(علامہ اقبال علیہ السلام)

آبت اؤں تجھ کو مرزا یہ اِن الملوک  
 خواب سو بیدار ہو تا ہے ذرا محکوم اگر  
 جادوئے محمود کی تاثیر سے چشم ایاز  
 خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں  
 سروری زریبا فقط اس واسطے بہتا کوہِ  
 از غلامی فطرتِ آزاد را رسوا کن  
 ہے وہی ساز کہنِ مغرب کا جمہوری نظام  
 دیواستبداد جمہوری قبائیں پائے کوب  
 مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق  
 گرمی گفتار اعضائے مجالس الامان  
 سلطنت اقوام غالب کی ہواک جادوگری  
 پھر بھلا دیتی ہے اس کو حکمران کی ساحری  
 دکھتی ہے حلقہ گردن میں ساز و دہری  
 توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ سلم سامری  
 حکمران ہواک ہی! باقی بُنانِ آذری  
 تا تراشی خواجہ از برہمن کا مٹری  
 جس کے پردوں میں نہیں غائر نوائے قیصری  
 تو سمجھتا ہو یہ آزادی کی ہے نلیم پری  
 لبِ مغرب میں مڑے میٹھے، انزِ خوابِ دہری  
 یہ سچی اک سرمایہ داروں کی ہو جنگِ نگری

اس سُرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو

آہِ بلے نادانِ قفس کو آئیناں سمجھا ہے تو

## شدائے

اپریل کا رسالہ شائع نہ ہونے کے مفصل اسباب مقالہ اختتامیہ میں نوٹ کر دیے گئے ہیں۔ احباب کو اس کے انتظار اور اس پر انہیں اپنے شکایتی مراسلات کے جواب نہ ملنے سے جو تکلیف ہوئی اس کا ہمیں احساس ہے۔ مگر پہلی ہفتا کی علالت سے اس قابل ہی نہ تھی کہ ہم انہیں اپنے حالات سے مطلع کر کے ان کی اس پریشانی کو رفع کرتے۔ ہم مجبور تھے۔ امید ہے کہ احباب ہمیں معذرت سمجھیں گے۔

اپنے سوال کا جواب پالیں  
کالفرنس کے اجلاس کے انعقاد کے لئے انتشار اللہ تعالیٰ ہم دکن کے سفر سے واپس آکر کوئی عملی کارروائی کریں گے۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ آمین!

بعض احباب اپنا مقام تبدیل کر کے مینوں خاموش رہتے ہیں اور جب کسی عدم ہسی رسالہ کا خیال آتا ہے۔ تو انہیں شائبہ لگھکھک نہیں کہتے ہیں۔ حالانکہ ہم انہیں قطعی معذور ہوتے ہیں کیونکہ ہم اپنے عمل کو باقی اسی پتہ پر بھیج رہے ہیں۔ رسالہ شائع ہوا دیکھ کر کسی خاص شخص کو بھیجا جائے گی یعنی نہیں ہو سکتا۔ احباب کو اس بات کا خود خیال ہونا چاہیے اگر انکی بے پرواہی کو ان تک نہ پہنچے تو دفتر کا اسمیں کیا لگنا ہمارے ایک دوست جنہوں نے وزیر آباد میں دیہی و مصلح کیا تھا اور وہیں انکے نام رسالہ ہمارا رہا۔ آج تک وہ جیتے تھے۔ حالانکہ وہ عدم ہسی رسالہ کی سببہ الفاظ میں شکایت لکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے جہیہ کو جان لیا کہ آج سے پیشتر آپ نے دفتر کو اطلاع دی تھی کہ ضرب پتہ درست کر لیا گیا ہے۔ لیکن یہ انکا فرض تھا کہ وہ فوراً ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر دفتر کو اپنے جدید پتے سے مطلع کرتے۔ ناظر کرام جہربانی کر کے اس بات کا غماخ خیال رکھیں۔

مئی کا رسالہ حاضر ہوتا ہے اس کا ہم بہت کم ہے۔ حقیقت میں کمزوری کی وجہ سے ابھی ہم اس قابل ہی نہ ہوتے تھے کہ رسالہ کی اشاعت کا اہتمام کر سکتے۔ لیکن بارمان قریش کی فریاد پریشانی کے خوف سے اسی قدر نکال دیا گیا۔ اس سے کم از کم احباب کو حالات سے واقفیت ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ کو بفضل کرم متعلقہ حال رہا اور حالات نے مساعادت کی تو انتشار اللہ تعالیٰ یہ کمی بطریق احسن پوری کر دی جائیگی۔

دکن کے سفر کے لئے ہمارا عزم معکم ہے۔ اس کی ضرورت تھا۔ افتتاحیہ میں بیان کر دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ اس سبب سفر میں اور وہاں پہنچ کر مقصد کو تلاش میں دو تین ماہ کا عرصہ دوکار ہو۔ دفتر کے کاروبار کے لئے کوئی مددگار نہیں جو ہماری غیر حاضری میں کام جاری رکھ سکے۔ اس لئے ناظرین قریش میں سے اگر کوئی صاحب ہمارے بعد رسالہ کو جاری رکھنے میں مصداقین وغیرہ سے ہماری مدد کر سکتے ہوں تو ہمیں اطلاع دے کر مشکور کریں۔ تاکہ اس کی کتابت و طباعت کے لئے کسی ہفتائی کو تکلیف نہ دیکائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# القریش

مطبوعہ ۲۱ مئی ۱۹۲۵ء جلد انمبر ۵

کچھ ضروری اور خاص باتیں

ناظرین القریش ٹھنڈے دل سے غور کریں

مختصر مفید صحیفہ سیاسی سکرکاری سوال

کے اخراجات ہی برداشت کرنے کے قابل ہو سکتا۔ حالانکہ اس کی خدمات کا اعتراف ہوتا رہا۔ اور صوری و معنوی قربانیاں تسلیم کی جاتی رہیں۔

قوم سمجھتی ہے۔ کہ علیحضرت (علیہ السلام) کی دستگیری نے القریش کو ضروریات زمانہ کی پریشانیوں سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ اور ہمارے خیال میں یہی وجہ تھیں۔ اس کی توسیع اشاعت کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنے سے باز نہ گئے کا موجب ہے۔ اور ایک حد تک یہ صحیح بھی ہے۔ اور بلاشبہ امداد سلطانی ہی ایک ذریعہ ہے۔ جو اس کے احیاء و بقا کا موجب ہے۔ لیکن اس بات پر غور کرنے کی

بڑی ضرورت ہے۔ کہ آج اس چھج و پکار کی وجہ کیا ہے۔ ناظرین کرام اگر تھوڑی دیر کے لئے اس کے آمد و خرچے کے جائزہ پر

القریش کو کتم عدم سے وجود میں آئے ہوئے گیارہواں سال ہے۔ اس اثنا میں جن مصائب و مشکلات کے مجال و تراکم سے اس کا گزر ہوا۔ اور کارپردازان کو جس قدر سختیاں برداشت کرنا پڑیں۔ وہ کسی قشریج کی محتاج نہیں۔ ہر کام میں خدا و وہ ملی بویا تو میٹھا کافائدہ ضرور مضمر ہوتا ہے۔ لیکن القریش کی گیارہ سالہ عمر میں اس کا روبرو اذان نے کوائے ذاتی خسارہ کے کوئی دوسری بات نہیں دیکھی۔

القریش اس قوم کا واحد قومی آرگن ہونے کے باوجود جو کم گوشت ۱۶ لاکھ کی تعداد میں ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ بدبختی سے اپنا وار و اشاعت اس قدر وسیع نہ کر سکا کہ دفتر کے کاروبار کیلئے معاون و مددگار کی خدمات حاصل کرنا تو کجا خود اپنے طباعت و کتابت

محرک کریں۔ تو یقیناً بہت جلد ان کا یہ وہم رفع ہو سکتا ہے۔

دور سے کئے قوم کو توجہ دلائی۔ لیکن وہ اسے بے حسی اپنے خواب  
نوشین سے نہ اٹھاتا تھا وہ کبھی اس قدر بے حس اور گہری نیند سے  
ایک ایسی قوم کو جسے اپنے سود و زیان کا احساس نہ ہو پیدا کرنے  
کے لئے بڑے وقت اور بڑے سرمایہ اور انتہیک جذبہ کی ضرورت  
ہے۔ مگر وہ جو تنہا کے رہ گیا ہو۔ اس کا اس غار و ارد راستہ میں  
چل کر باس بے سروسامانی ان ٹھکن منازلی کو ملے کر نامعلوم!

حضور نظام اودام اللہ اقبال و اجلا کا خطبہ غیبی اور  
القریش کے لئے آئے رحمت ہے۔ لیکن خوشی سخت سے اس کی سید  
کے لوازمین گذشتہ رسال سے جو غفلت پیدا ہو گیا ہے۔ وہ سخت  
پریشان کن ہے۔ ستر سال سے قبل شاہی علیہ آغاز سال۔ من  
وصول ہو جایا کرتا تھا۔ جس سے یہ آسانی ہو جاتی تھی۔ کہ لکرس  
اور کاغذ وغیرہ کے جملہ حساب صاف کر کے آئینہ راہ صاف کئی  
جاتی تھی لیکن اب وسط سال اور اس پر کچھ زمانہ گزر چکا ہے  
اور بیسوں یاد رہا ہوں کہ باوجود حکم متعلقہ کی عنایت ہوئی ہے  
اور حیا کیں یہ قدم وصول ہوئی ہے۔ یوں تو یہ ایک معمولی بات  
ہے لیکن کاروباری حالت میں اس تاخیر سے جس قدر بگاڑ پیدا  
ہو جاتا ہے۔ وہ تمام سال رو بہ اصلاح نہیں ہوتا۔ اپریل کا  
رسالہ نہ نکلتے ہیں اگرچہ جاری جاری کو بھی بہت دخل ہے لیکن  
عدم رسمی علیہی ضرور اس میں نقصان ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ  
حضور مہتمم صاحبہ صبیحہ سیاست سرکار عالی ہماری اس تفسیر کو  
جیتہ کے لئے بوجہ احسان دفع کر کے ہماری نگاہ کو کامو جب ہو سکے۔

گذشتہ دس سال کی بہیم اور سزاوارتہ خوشنیں اللہ تعالیٰ کے  
فضل و کرم سے اب ٹھکانے لگنا چاہتی تھیں۔ قوم بیداری کی کڑی  
مائل ہو گئی تھی۔ گہری اور پیشی نیند کے افون نے آنکھیں کھل کر  
ترقی کے میدان میں دوڑتے ہوئے دیکھ پایا تھا۔ ان کے دل  
میں ایک گدگدی سی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اپنے اور شاہراہ ترقی  
پر آنے کے ہمتا فی ہوئے تھے۔ کہ مشیر فائدہ القریش کی ہمت

القریش تین سو کی تعداد میں طبع ہوتا ہے۔ جس میں ایک سو  
پچھ سو کا نصف کے مدار میں محرومہ کے لئے دو دو پے فی پچھ  
کے حساب سے خرید جاتا ہے۔ باقی دو سو میں سے پچاس کے قریب  
تباہے میں صرف ہوتے ہیں۔ اور کم و بیش چالیس پر پے و فتر  
میں بچ رہتے ہیں۔ مقامی پولیس اور پوسٹ آفس وغیرہ میں  
دس پر پے صرف ہو جاتے ہیں۔ باقی ایک سو کی قیمت حساب میں پچھ  
فی پچھ کے حساب سے تین سو روپیہ وصول ہوتی ہے۔ پانچ سو روپیہ  
سرکار نظام عالی مقام شاہانہ امداد کے طور پر عطا کر سکتے ہیں۔  
گویا کل آمدن تقریباً ایک ہزار روپیہ سالانہ ہے لیکن مجموعی سالانہ  
خرچہ نو سو روپیہ کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ ایک سو بیس روپیہ تنخواہ  
ایڈمنسٹریٹو یا اقلتیا خراجات و فتر۔ گویا شاہانہ امداد کا پانچ سو  
روپیہ بھی اس کی نہ رہ جاتا ہے۔ سولہ سو پریشانی کے کچھ حاصل  
نہیں۔ یہ سب ہمارے آمد و خرچ کا بچا جیسا اور یہ سب ہماری  
بے نیازی! لاکھوں میں اور معاملاً ہم احباب امداد نہ کر سکتے ہیں۔  
کہ ان حالات میں ہم کہاں تک بروا منت کر سکتے ہیں۔

امرتی کو آجکل خراب ہے۔ وہانی امراض کی آنکھ سے  
کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وسط حالت میں ہر آدمی مبتلا ہوئے۔  
امری کا تمام ہیڈ اس ننگہ بے پردہ ہوا یعنی کی تیرا تو رنج کو  
آدام ہوا اب آدام ہے لیکن اس افسانہ میں اس قسم کے اور  
مادہ خود ہر امر اجالت پڑیں وہ کہاں سے پڑے ہوں آخر کار  
ہی سے عداوت پوری کرتی ہوئی ہیں۔ اگر کوہ وادی کی حالت  
جی ایسی ہو تو کام کرنے والے کیا کریں۔ اور اپنی ضروریات  
لے لے کہاں سے لائیں۔

قوم کو منتشر اور پراکندہ شیرازہ جمیت کرنے کے لئے ہم نے بہت  
دور مارا شیلزوں دردا گہر اور وقت خیر مسافراں یہ وہم کے

نوٹ لگئی اور اس کی جان معرض خطر میں آگئی۔ اللہ اعلم!

صفت کی خوبی دیکھتے تو فی کہاں کہند

دو چار ہاتھ جبکہ لب باضم رو گیا

ہمارا غرض

ہے کہ مصائب و آفات کی ان دائمی برائیاں سے نہجات پانے کے لئے ایک بار اور دُعا بخون و دُعا بآبِ اکرم الفتح پر عمل کریں۔ اور قائم صفت۔ سکندرشہ۔ فلاحیوں زمان حضور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہ و جنتہ کا دوا دہ لکھنا میں کیا عجب کہ آپ کا لطف شاہانہ القریش کے لئے آجیات ہو اور یہ دل کھول کر فارغ البالی سے اپنے مجرہ و مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہو القریش بقتلہ موجودہ رسائل و اخبارات سے صوری و معنوی خوبیوں میں کسی طرح کم نہیں۔ اور اس پر یہ کہ اسے حضور نظام کا قومی آرگن ہوگا فخر حاصل ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ بارگاہ ہمایوں سے ان کی شامائے اعانت نہ مجوزہ کی تکمیل کے لئے دکن کے سفر کی تیاری کر دیجیے ہم اس ارادہ کی تکمیل کے لئے دکن کے سفر کی تیاری کر دیجیے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جائیں

فرض کن اللہ قریب۔

مئی کے اخیر تک اگر ہم اس طویل سفر کے لئے تیار ہو سکتے۔ تو جون کار سالہ ہمارے بعد پوسٹ ہوگا۔ ورنہ خود پوسٹ کر کے جائیں گے۔ اس بات کی خاص کوشش کی جائے گی۔ کہ ہماری غیر حاضری میں القریش برابر جاری رہے۔ اور ناظرین کرام کو ہمارے سفر اور برادری کے حالات سے واقفیت ہوئی رہے۔ بغیر خراج ال کوئی صورت نہ بنی تو پھر احباب کو دو تین ماہ صبر و شکیبائی سے کام لینا مجبوری امر ہوگا۔

### احباب کا فرض

ہوگا کہ وہ ہمساری اس غیر حاضری کے ایام میں القریش کے لئے قسم لگا کر بتی پانچ پانچ خریہ اجسیا کرنے کی فکر کریں۔ اور اس فرض تو قاضی ظہیر حسین صاحب ناردنی اور مولوی امام الدین صاحب بن کراچام دین معتمد الذکر اس وقت تک نہیں سے زیادہ اور موخر الذکر بارہ سے کچھ اور خریہ ار دے چکے ہیں۔ خدا نخواستہ اگر آپ نہیں کر سکیں گے۔ تو القریش کا زندہ رہنا۔ اور اس پس افست وہ قوم کا استیلا اور میدان عمل میں رہنا ناممکن!

توسل جہا محمد فتنۃ اللہ بنا

- (۵) جناب شیخ محمد ابدع قریشی بمبردار
- (۶) جناب شیخ کریم حسین
- (۷) جناب ابوالغلام سرور صاحب ریلوے سب پلیر دلوچستان
- (۸) جناب نبیال محمد حسین صاحب قریشی سب انسپکٹر ریلوے
- (۹) جناب میرزا ذوالفقار خود۔ ورکس دلوچستان خود
- (۱۰) جناب سید شاہ حسین صاحب ترمذی کوٹلیخیر دلوچستان خود
- (۱۱) جناب بشی اللہ بک یا صاحب غور پولیس
- (۱۲) جناب سید غلام شاہ صاحب سرشتہ دار
- (۱۳) جناب حکیم محمد حسین صاحب عباسی کوٹلی باری

جن احباب نے ۱۶ مارچ تا ۱۷ مئی دو ماہ میں القریش کی ایانت فرمائی انکے اسماء کرامی شکریہ دے میں۔ اگرچہ اشاعت کی رفتار کم نہیں۔ تاہم تو وہ فرمایا کہ احباب کے بدل سمون میں مقدار انتہائی میں اس سے پہلے ایک خاص اسدھا لکھی ہے۔ امید ہے کہ بہی خواہان القریش بغاوت مخلصانہ اس پر غور کر کے ہمیں دین منت کریں گے۔

- (۱) جناب شاہ شریف شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس
- (۲) جناب مفتی عطاء اللہ صاحب قریشی ریڈر گوہرہ توسل
- جناب قریشی محمد اقبال صاحب۔
- (۳) جناب قریشی حق نواز صاحب سپروارڈر توسل جناب
- میر علی اصغر صاحب ضلع دار
- (۴) جناب حکیم شیخ غلام محمد صاحب قریشی

## جذبات نامی

راز جناب مولانا نامی کوہ سوار نظامی،

نہ چین کی اب وہ فضا رہی نہ تو عشق بلبل راہ  
 لے نیم بہر خدا تو چل کہ طبعیت اپنی خراب ہے  
 یہ نہاے سامنہ حال ہر دل مضطرب کھڑی گھڑی  
 جو جاذب میرا اٹھاؤ تھو تھا خیال و نیم سو سا نہ رہ  
 ذرا شمع جلدی ہو گل کریں کوئی آئینہ آلا پروردہ شہ  
 تے گو ہر زندان کی تاب کوئی کیا میان کس پہلا  
 تری آنکھ پر نقاب مگر اسچو ہویہ مجھے  
 کہی اس خفی کہ جو بات تھی داس کس نے چڑھا دیا

نظر آ رہا ہو جو اک جہاں کہ جھپٹا ہو گرد و غبار  
 کہیں دل کو اپنے سکون ہو کہیں لطف پہاڑ  
 مجھے کیا خبر کہ یہ کیا کرے سیر سا تھکے مزا میں  
 نظر آیا مجھ کو میں تو کوئی ایک بھی نہ تھا چار  
 یہ بڑھ ہی لطف کی بات کہ وہ آئینہ شب ناہر  
 نہ دُور عدل میں یہ صفت نہ نہ بیات ہوئی اناہر  
 کہیں دل الگ کہے رہے نہیں تری اس کے ناہر  
 میرا کیا لگا نہ دیکھ لوں میں وہی کہو لگا نہ رہ

نہیں ایک نامی ہی منتہلا ہیں ہزاروں تھے امیرزلف

تو چمک کے جلوہ دکھاوے پھر گہ نور میں نار میں

حجم کی کمی کے باعث اس دفعہ ”الحریت فی الاسلام“ ”باب التاریخ“ اور مذاکرہ و مناظرہ ایسے ضروری مضمون تھے جو انشاء اللہ تعالیٰ آمینہ و شائع ہو گا۔ لیکن اور بعض مضمون صنف میں سے مزین ہو گئی۔ اور حجم پہلے سے ڈیڑھ یا دو گنا ہو گیا۔ تاہم یہ کہ خدائے تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے ارادوں میں کامیابی عطا کرے۔ آمین

# اشاعتِ اسلام

سز میں عرب پرادیوں کا شدید حملہ

سید غلام نبی فناؤہ دلیہ کی مساعی جمیلہ

(جناب قریبی کی طرف سے)

(خاص القریبی کی طرف سے)

اس دنیا میں ایک زبردست ترین قوت ہے اعلیٰ خدا واداسی۔  
حق و صداقت کو ہمیشہ غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حق دنیا میں کسی  
باطل سے مغلوب نہیں ہوا۔ ہمارا حق و زہوق ابراہیم ابراہیم  
کاں زہوق اسلام حق ہے۔ اس لئے جو شخص نبی دنیا میں کسی  
علیہ داری کر لگا کا میاب ہو گا۔ انوس کہ سلمان کو اسلام پاک کی  
اصلی قوت سے لگا کا ہی حاصل نہیں۔ اور ان کے لئے خیالات غفلت  
وجہالت کے باعث اسلام کے غفلت سے رستے پر نہیں رہے۔  
تاہم اس حقیقت میں کچھ ہی غلام نہیں کہ اگر مسلمان دلی جوش و  
خروش سے اشاعت اسلام کے کام میں مشغول ہو جائیں۔ تو اب  
سبھی ہمارا دین قرآن پاک کے وعدہ کے مطابق دنیا کے تمام دینوں  
پر غلبہ آسکتا ہے۔

قرآن عظیم میں غلبہ اسلام کے متعلق مندرجہ ذیل قلمی وعدہ

موجود ہے۔

محمداذی الزکریٰ وعلیہ السلام وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے  
بالحدی و دین اعلیٰ لکھ کر رسول کو بلائیے اور دین حق کے ساتھ  
علیہ السلام کے لئے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ وہ  
اس کو تمام دینوں پر غلبہ کرے۔ خداہ پندہ پندہ تر کن اور کفرار کو  
کس قدر بھی ناگوار کیوں نہ کرے۔

اس مقدس آیت میں دین اسلام کے ساتھ غلبہ کی شرط  
لازمی کر دی گئی ہے۔ مقدس مذہب اسلام کی تاریخ اس غلبہ کی

اصحیت اقوام میں اشاعت اسلام کی کوشش کرنا ایک بہت  
جی مبارک کام ہے۔ انوس ہے کہ مسلمانوں میں بہت کم لوگ  
اس مقدس کام کی عظمت اور بزرگی سے واقف ہیں۔ دیہات کی  
حالت اکثر لوگوں کی ناواقفیت اور جہالت کا یہ عالم ہے۔ کہ اگرچہ  
اقوام کے افراد اپنی مضامندی سے بھی دین اسلام کی آغوش میں  
آنا چاہیں۔ تو جیسے زمینداران ظلم ان لوگوں کو داخل اسلام  
کرنا اپنے لئے بے عزتی کا باعث سمجھتے ہیں۔

یہ زمانے کا انقلاب ہے۔ کہ زمانہ سلف میں جو کام سب سے  
زیادہ مقدس اور سب سے زیادہ عظیم الشان سمجھا جاتا تھا۔ آج جہالت  
کے زمانے میں اس کو ذلیل اور سہل و قند خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن  
واقعہ یہ ہے کہ اسلام پاک کی ترقی یہ مسلمانوں کو خوشحالی کا اصلی  
راز اشاعت اسلام میں ہے۔ حبیبہ مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کے  
پیغام کو غفلت و غماہ میں بچا یا وہ دنیا میں غم و غم ہے۔ لیکن وہ ہیں  
اس غرض کی ادھر ہی سے منہ موڑ دیا۔ تو وہ کر گئے۔ اور دلیہ  
گر گئے۔ کہ آج ان میں اسلام کی کوئی شان باقی نظر نہیں آتی۔

میرے بھائیو! اشاعت اسلام کا بھولا ہوا سبق یاد رکھو۔  
جس نعمت کو خدا تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصا  
سے دنیا پر نازل کیا ہے۔ اس سے اس دنیا سے روشناس کرو۔  
کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ اگر مسلمان اشاعت اسلام کی  
طرف متوجہ ہوں تو انہیں کامیابی نہیں ہوگی۔ راستی اور حقیقت

عمومیت پر شاہد ہے۔ مسلمان جب اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائیں گے۔ تو غالب آئیں گے۔ اور اگر شاعت اسلام کے لئے نکلےں گے۔ تو پھر غالب آئیں گے۔ کتب ہندوستان کی صورت میں مسلمان تلوار کے زور سے غلبے کی صورت پیدا نہیں کر سکتے لیکن شاعت اسلام کا میدان ان کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ شاعت اسلام کا دروازہ صرف عالموں، مدینوں اور مفتیوں کے لئے ہی کھلا نہیں ہے۔ بلکہ ہر چھوٹا اور بڑا مسلمان اس میں پوری پوری کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

### دیہاتی لوگوں کو خطاب

صوبہ پنجاب میں دیہات کی سرزمین شاعت اسلام کے لئے بہت ہی موزوں ہے۔ مسلمانوں کو ان پنج اقوام پر جو دیہات میں ہوتی ہیں۔ اور سچ ندی اور ندی کا میدان نہایت ہی تنگ ہو رہا ہے۔ رحم فرما ناپائے اور ان کے غلبے میں جا کر انہیں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینی چاہئے۔ دیہات میں شاعت اسلام کے لئے ضروری ہے کہ ہزار ہا، دو ہزار ہا، دوسرے ذی روح اصناف اس کام کا سہارا بنیں اور شہر کا دوسرہ قوت سے بیجا اقوام کے افراد کو اسلام کی خوبیاں سمجھا کر انہیں اسلام کے حلقہ میں داخل کریں۔ اگر تمام دیہاتوں میں ہر جگہ یہ کام شروع ہو جائے۔ تو اس سے اسلام کی عزت و شان کو چار چاند لگ جائیں گے۔

### بادریوں کی کوشش

مسلمانوں کو عیسائی مشنریوں کی حالت پر غور کرنا چاہئے۔ عیسائی ہندوستان کے اندر صرف آٹھ ہزار کی تعداد میں آئے تھے۔ مگر آج ان کی تعداد ۴۵ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ آپ غور کریں۔ کہ وہ آٹھ ہزار کی تعداد سے ترقی کر کے کوئی ۴۵ لاکھ تک پہنچے۔ اس سوال کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان لوگوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور تبلیغ کرنے کی وجہ سے انہیں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں کے لئے غور کرنے والا سوال یہ ہے کہ اگر ”تین ہزاروں کے ملنے والے عیسائی“ ایک صدی کے اندر آٹھ ہزار سے ترقی کر کے ۴۵ لاکھ کی حیثیت

پیدا کر لیتے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں میں یہ طاقت موجود نہیں ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر مسلمان بھی اشاعت اسلام کا کام کریں۔ اور وہ عیسائیوں کی طرح کامل محبت اور عشق کو کھاتے تو قرآن پاک کی منادی کرنے لگ جائیں۔ تو انہیں خدا تعالیٰ بہت ہی بڑی کامیابی عطا فرمائے گا۔

برادران امت! آپ عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر نظر ڈالئے۔ ہندوستان میں عیسائیوں کے کئی فرقے تھے اقوام میں انہیں کی منادی کر رہے ہیں۔ ایک فرقہ کا نام ”پراشسٹنٹ“ ہے۔ اس فرقہ کی ۱۲۶ جماعتیں رات اور دن عیسائیت کی تبلیغ میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ انی جماعتوں نے ہندوستان کے دیہات اور قصبات میں تبلیغ کے لئے ۳۰ ہزار سے زیادہ تبلیغی مرکز کھولے ہوئے ہیں۔ ۱۰ ہزار سے زیادہ کالج اور سکول ہیں۔ ایک ہزار سے زیادہ ناز اور مردانہ مشافعات ہیں۔ اور ۵۰ ہزار مبلغین رات اور دن لوگوں کو کھی اور کچے میں پھر پھر کر انہیں کام سن دے رہے ہیں پچھلے دنوں مسیحیت کے مقام پر تمام دنیا کے عیسائیوں کی کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں بڑی بڑی حکومتوں نے چہہ دیا۔ اور ۹ لاکھ پونڈ جمع ہو گئے جس سے ایک لاکھ جدید مشغی بھرتی کئے گئے۔ اور انہیں مختلف اسلامی ممالک میں بھیجا گیا۔ تاکہ وہ مسلمانوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ رحمت سے نکال کر عیسائیت کا غلام بنائیں۔

یہ صرف ایک واقعہ ہے۔ جو میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی تہنیت کے لئے درج کر دیا ہے۔ روئے دنیا سے عیسائیت میں اس قسم کے صد با واقعات روزمرہ پیش آتے ہیں۔ اور ان سے مسلمانان ہندوستان کو کچھ بھی آگاہی حاصل نہیں۔

### سرزمین عرب پر آخری ضرب

عیسائی پادری مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر رہے ہیں۔ یہ چند روز کا واقعہ ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ایک آخری تدبیر عمل کر لیا ہے۔ عیسائیت کے بڑے دکن بہت بڑے غور

جو شخص عیسائی مذہب قبول کر لیتا ہے۔ وہ حکومت کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا زمیندار بھی اس سے ایک ذرہ بھر قدرت نہیں لے سکتا۔ لیکن آج جو حالت ہے کل اس سے بھی بدتر ہو چکی۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم دنیا میں بیچ اقوام خیال کرتے ہیں انہیں اسلام میں داخل نہ کیا گیا۔ اور وہ پادریوں کی کوشش سے عیسائی ہو گئے۔ تو ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ جبکہ مسلمانوں کو انہی بیچ قومن کی خدمت کرنی پڑے گی۔ اس مصیبت سے بچنے کا بہترین علاج یہ ہے۔ کہ آپ سے جس قدر جملہ ممکن ہو۔ بیچ اقوام کو اسلام میں داخل کریں۔ اور اس طرح اعلیٰ عہدہ مسلمانوں کی نسلوں کو خطرے سے بچالیں۔

### سید غلام نبی شاہ مدظلہ العالی

میں اس وقت نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ سید غلام نبی شاہ جہادب دفرشتہ زویدار ملٹی والا کی مثال پیش کرتی چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنے علاقہ میں جو نئے قائم کیا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ ہر سچا مسلمان اس پر فخر کرے۔ گذشتہ ڈیڑھ سال کے اندر آپ نے اپنے علاقہ میں پندرہ سو سے زیادہ خاکرواہوں کو توجید کا سینہ بڑایا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے علاقہ میں اصل کیسا ہے مگر نیچاب کی ہر ایک گھنٹ میں ایک ایک غلام نبی شاہ پیدا ہو جائے۔ تو آج ہی مسلمانوں کی تمام معنی میں ہو جاتی ہیں۔ میں شاہ صاحبہ عیسیٰ کی خدمت میں یہ مودبانہ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ گھوڑے کو چابک لگنے جائیں۔ یورپ۔ مصر عرب اور فلسطین سے اسلام اور عیسائیت کی گرتے منتقلی جو تازہ ترین خبریں آ رہی ہیں۔ وہ بھی جو صلہ نہیں ہیں۔ تاہم اگر مسلمان فراموش نہ کی۔ اہ میں کھڑے ہو جائیں۔ تو طبع بہت جلد صاف ہو سکتا ہے میں دوسرے مسلمان کاروبار کی خدمت میں مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ وہ سید غلام نبی شاہ جہادب سب کے نمونے کی پیروی کریں۔ لیکن یہ کہنا کہ کوششیں ادا کر دیں۔ انوار الہی کی دہشتہ گریں دینا کے چہرے نور از نور روشن کر دیں۔ اور وہیں پہلا سا اقبال و غرور انصیب ہو دلا

کے بعد اس نئے جگہ پہنچے ہیں۔ کہ جب تک مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ اور سبزین عرب کو اسلام و قرآن سے محروم نہ کیا جائیگا۔ اسلام کی زندگی کی اگ شعلہ نہ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے بڑے ذوق و شوق سے عربوں میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ گذشتہ سال ۸۹۹ عربی عیسائی مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ عیسائی پادریوں نے مدینہ کی بندرگاہ کو اجاگر کر دیا ہے۔ اور اس وقت پندرہ سو آدمیوں کا ایک قافلہ جس میں پادری اور ایک اور کٹر ارباب شامل ہیں۔ عربی قبائل میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ میں خداوند پاک کے نام پر مسلمانوں سے سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ حالات ناقابل برداشت نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ اسلام و قرآن کی عزت کو عیسائیوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے سرکھن ہو کر کام کرنے لگیں؟ اگر مسلمانوں نے اپنی عقلت کا علاج نہ کیا۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس دنیا میں حرف ظلم کی طرح منیت و نابود ہو جائیں۔

### مسلمانان ہندوستان کا فرض

آپ مجھ سے یہ سوال کر رہے ہیں۔ کہ ہم اسلام کو عیسائی دنیا کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا کریں؟ میرے عزیز بھائیوں! کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے دیہات اور قصبات میں جو اچھوت لوگ اس وقت آباد ہیں۔ اگر تم نے ان کو اسلام کی غلامی میں داخل نہ کیا۔ تو بلاشبہ ایک دن عیسائیت ان کو نگل جائے گی۔ میں کچھ چکا ہوں کہ عیسائی ہندوستان میں ۸ ہزار کی تعداد میں آئے تھے۔ لیکن آج ان کی تعداد ۸۰ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان اچھوت اقوام کی تعداد کافی سے زیادہ ہے۔ اور عیسائی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے گرو اچھوتوں کو نگل جائیں۔ اگر عیسائیوں کی یہ کوشش کامیاب ہوگئی۔ اور انہوں نے دیہات کی بیچ اقوام کو بھی عیسائی بنالیا تو میں مسلمان زمینداروں۔ ممبر داروں اور دوسرے بزرگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ وہ اپنی زمینداروں کو جاری رکھنے کی کیا تجویز کریں گے اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کا راج ہے۔

## نالہ ولسوز

بجواب

فرید ہاشمی نام۔ بنی عم رسول ہستم  
قریشی خاندانم ہم چہ عظم دارم چہ عظم دارم

برا ہے بزم عالم میں اسپرنا کسی ہونا  
مسادات داغوت کی بجائے واسے بدبختی  
نہ کام آ یا تکبر کسی کے اور نہ آئے گا  
یہ فرماتے تھے خود خیر النساءے سرور عالم  
عطا عالم کو سجادہ نشینو! ہو گئیں آنکھیں  
قدم بولہب کے چومے گی آکر شوق سے جنت  
دماغوں میں آنانیت۔ دلوں میں دقیا نو سیت  
فرعونیت کی سستی میں ہماری شان عثمانی  
شرف حاصل بنی عثم نبی ہونے کا ہے لیکن  
بٹھایا ہے ہمیں فخر نسب یوں کہ مشکل ہے  
فدایان محمد کیا ہیں وہ اسلام سے خارج  
جہاں بھر کا نہاں ہو خوف جس کے گوشہ دل میں  
نظر آئے ہمیں کیوں مہرجرات اور صداقت کا  
ہوا سر میں ہمارے یوں سمائی فرقہ بندی کی  
قریشیت کو فسر مان رہا لی جاسنے فالو

مگر ہے اس سے بھی بدتر ہوا کا مدعی ہونا  
ہمیں سجا یا گرفتار ابو بکر و عثمانی ہونا  
نصیب سرکش قرآن میں ہے دوزخی ہونا  
بنوت پر مری۔ بیٹی! نہ عزت تو کبھی ہونا  
نظرب آ رہا ہے آپ کا سب کو ولی ہونا  
نجات حشر کا ساماں اگر ہے ہاشمی ہونا  
شرافت کا عجب منفق ہے اس پر مدعی ہونا  
گوارا کر نہیں سکتی۔ ہمارا آدمی ہونا  
صحیح معنوں میں کاشش آنا۔ ہمیں بھی اٹھنی ہونا  
ہمارا اب شریک کارزار زندگی ہونا  
نہیں لکھا خدا نے جن کے حق میں ابطمی ہونا  
سے کیا تقویت دے گا۔ بزرگوں کا جری ہونا  
ہے جب خفاش سا ہم میں حریف روشنی ہونا  
دکھایا انک جہاں کو ہم نے گلشن کا کلی ہونا  
خدا کے ہاں ہے بمعیار کرامت متقی ہونا

شاکر صدیقی

بجز حسن عمل شاکر کرامت ہیچ ہے سب کی

نہ آیا ابن نوح کے کام نسر نہ بنی ہونا

لحات الکریم عند اللہ انفقتم

# ایک خط

## ناظرین القوش کی خدمت میں

### کہوں کس سو میں کہ کیشب غم بُری بلا ہے

### مجھے کیا بُرا تھا مرنا۔ اگر ایک بار موتا

نہ دی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کی بے اعتنائی کا یہ شکار مآپی  
عدم توجہ کا یہ نشید۔ ابھی حقیقی معنوں میں کس مہر سی کی حالت  
میں ہے۔

یوں تو ہندوستان کے غم میں آپ کی قومیت کو برقرار  
رکھنے والا یہی آئرن ہے۔ اور لکھو کھاسیدوں اور قریشیوں کا  
علم دار ہے لیکن حقیقت میں آپ نے آج تک اسے وہ وقعت  
دینے کی طرف خیال ہی نہیں کیا۔ جس کا ساقی ہے اگر میری یہ  
تحریر قابل پذیرائی نہ ہو۔ تو حضرت رونق سے پوچھ دو کیجئے۔ کہ  
اس کی اشاعت کتنی ہے۔ اور کتنے صاحب ایسے ہیں۔ جو ان کی  
مہر شہسب سے متصفین ہو رہے ہیں۔ جو قوم شرافت و تقا و نسب  
کے دعویٰ میں دنیا بھر کی قوموں کو بچھاہ ..... دکھتی ہو۔

اس کا آجپنے قومی اخبار کو اس طرح ذیل کو ناپرسے درج کی جیجی  
اور غایت درجہ کی ..... نہیں تو کیا ہے۔

میں اس ضمن میں اپنے نامے زیادہ بلند نہیں کرنا کیونکہ  
جوکان دس سال میں رونق کے آئین گزارنا ان سے متاثر  
نہ ہو سکے ہوں وہ میرے شیون پر کم ہمت توجہ ہو سکتے ہیں۔  
لیکن اتنا عرض کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

اُسے خدا سے قدوس کے برگزیدہ بنی کے نبی عم ہونے کے  
دعو یا دو۔ اُسے غار حرا کے نبی۔ صدیق اکبر کی اولاد ہونے کے  
دعو ..... اسے فادر حق عظیم کی یادگار دو۔ اس شہ خدا کی مسئلہ

یا مہتر القوش! یا مہتر القوش کی مالی حالت کے ناگفتہ بہ ہونے کے متعلق جس بگڑ  
سوز پیرا میں حضرت رونق نے مجھے اپنے ایک گرامی نامہ میں  
اطلاع بخشی ہے۔ اگر اس نواز شہنامہ کے چند ایک اموراخذ کے  
قابل نہ ہوتے۔ تو میں حضرت رونق کی رضامندی حاصل کے بغیر  
آپ کی نکتہ نواز نگاہ کو دعوت کے لئے پیش کر دیتا۔

القوش کو عالم وجود میں لے آج حریاساڑ ہے۔ اس  
ہوسے کو ہیں۔ اس مدت میں اس پر ہزاروں مصیبتیں آئیں طرح  
طرح کی بجلیاں ..... ٹوئیں۔ لیکن یہ وہیں کا بکا حضرت رونق  
کے دامن کی آڑ میں بچتا ہوا تھا اور معذور نظام خداداد ملکہ کی  
فیاضی کے گیت کا آج تک۔ فضاے ہند میں دم لیتا رہا۔ اب  
جو حالت بیان کی گئی ہے۔ اگر چندے اور کچی یا کچی تو پھلر کا  
جنازہ نکلنے میں کچھ شب نہیں۔

اس طویل مدت میں نہ تو القوش نے ہی ایچہ مالی حالت کی  
کمزوری کے اظہار میں کوتاہی کی اور نہ ہی آپ چند درگوش ہے  
آپ نے اس کی درد بھری داستان کو اس کے دل مجروح کی  
فریاد کو اس کے نازیم کبھی کو سنا اور جب بھر کر سنا لیکن اس  
طریقہ پر جو سننے سے بدتر تھا اس نے نہ سنا نہ طریقہ سے لینے  
دلی جذبات کو آپ کے کانوں تک پہنچانے کی کوشش کی لیکن آپ  
کانوں پر جوں تک نہ مڑی اس نے ہزار سر سٹپہ لیکن آپ سے فوج

لیکن یہ تمام باتیں یک جہتی اور یکا رنگت کی آغوش میں سوئی ہیں۔ ان کے بگڑنے کی تدبیر سوچو۔ وہ آواز پیدا کرو جو ان کو جگا سکے۔ وہ بہت سہی ہوگی۔ شیش۔ اور متحکم آوازوں کا مجموعہ ہو۔ اور اسے انداز اثر کی جگہ ملے ہوئے ہو۔

باقی اقوام عالم نے اس مقصد کو اپنے قومی اخبارات کے ذریعے جو حقیقت میں ان سب کی مستفید آواز ہیں۔ حاصل کیا ہے۔ تم بھی افریقہ کو اپنی آواز مانگنے میں کوئی دقیقہ اٹھاؤ۔ تم دنیا کی زندہ قوموں میں شمار ہو گے۔ اگر یہ تجویز دلی لگتی نہیں تو اپنے اظہار لغز کے لئے ہی اسے باز اور کاٹ مٹائے رکھو۔ خدا کا اگر یہ بند ہو گیا۔ اور تم نے اس کا جواز اٹھانے کی ٹھکان لی۔ تو پھر تمہاری داستانیں دہری کی دہری رہ جائیں گی۔

گو خدا کے لئے آؤ۔ رون کا ہاتھ بناؤ۔ اس کا بوجھ ہلکا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اکیلا ان کام میں ہو سکتا۔ تو اپنے ساتھ اور حامی تلاش کرو۔ اور جی نہ چراؤ کیونکہ یہ وقت پیچھے ہٹنے کا نہیں۔ شریفوں کی فطرت میں یہ بات قدرت نے ودیعت کی ہوئی ہے۔ کہ وہ کسی کو اپنے پیسے دیا کرتے۔ تمہارا اصول یہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ تم شرافت کے معنی ہو۔ اگر تم افریقہ کی زیادہ مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک ایک خریدار اس کے لئے پیدا کرو۔ جو تم میں تلاش کر لو جو سمجھتا ہو وہ خود یہ دلا سکتے۔ اور تم سے جن جن کو سجادہ نشین حضرات سے تعلیق ہے۔ وہ ان کو مجبور کریں۔ کہ وہ سب ایک ایک یوم کی آمدنی اپنے قوم کے سارے کی نذر کریں۔ اور اس کے علاوہ اپنے مریدوں کو اس کی خریداری پر مجبور کریں۔ اگر یہ دل میں خیالات کا دریا بوجھن ہے۔ لیکن اس کی آگے کرنا ہوں۔

سو میں تمہی تان کو ہرگز نہ اب انہی سخا ہو گیا اس وقت تک جیسے تمہارا چمکیا

از  
شکر خدا تعالیٰ

غفلت و غفیلیت کے پرستارو۔ ذرا اپنی آنکھیں تو کھولو اور دیکھو کہ تم کس جگہ بادل غفلت سے مدھوش بھر رہے ہو۔ تمہارے پیچھے کی دیر ہے کہ آنے والی نسلوں کو تمہارا نشان نہ ملے۔ تاہم جو جاہلیکا تمہاری حالت کو غم علی شاہ حضرت منالار کی تصویر ہے۔ اگر تم نے سنبھلنے کی کوشش نہ کی۔ تو تمہارا جلی بن کر رکھ ہو جائیگا یعنی ہے۔ تمہارے اباؤ اجداد نے دنیا کی ہر قوم کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھا ہوا تھا۔ لیکن تم غیر تو درکنار اپنے ہی وطن کے پیاسے ہو۔ فرد و انقباض نہیں انداز کر دیا ہے۔ اور تمہیں وہ راہ حقیقت میں پرہیزنا خدا اور رسول سے جنگ کرنا ہے۔ نظر نہیں آتی۔

لے دنیا کی بے پرواہ ہستی ابا و دہ و تہمتی دور نہیں۔ کہ تمہیں ممتاز بن جاؤ۔ خدا کی عزت کا صدقہ اپنی اس خواب خرگوش سے ہوش میں آؤ۔ وہ قومیں جو تمہارے زعم میں ذلیل ترین ہیں۔ تم سے منزول آگے نکلی جا رہی ہیں۔ ان کے دلوں میں احساس ہے۔ ان کے کان ان کے رہنماؤں کی آواز پر گئے ہوئے ہیں۔ ان کی آنکھیں ان کے گرد و پیش کے تشبیہ و ذوق کو سمجھتی جاتی ہیں۔ ان میں یکا رنگت ہے غلوں میں ہے۔ انبساط ہے۔ محبت و اخوت ہے۔ وہ تم پر حقارت کی نگاہ ڈال رہی ہیں۔ اگر تم میں جس میں نہیں گئی۔ تو یہ ذلت محسوس کرو کہ تم اقوام جہاں کی نگاہ میں کیا درجہ رکھتے ہو۔ قبردلی کی نیازوں کی گلائی کے نگراؤں اور تونیز و تمیسی سے کب تک زندگی بسر کر گئے تمہارا اس طرح رہنا مرنے سے بدتر ہے۔

نظر اس دور میں جھکنا چاہیہ نظر نہیں آتا  
کہ صبا سے محبت کا جتنے پیمانے ہیں آتا  
جسے نہ کروں پھر کرنا مذکی نہیں ہے۔ سجادہ نشینی کا اب  
وقت نہیں۔ تمام دن کسی شام کو نہ میں لیکر ویدر خراب ہو کر  
وقت حاصل کرنے کا دور نہیں۔ اب وقت درگاہیں کا ہے۔  
انکو عرض بن کر اٹھو۔ بحر جہان سے دور مقصد تک لو اپنے دامن  
بھرو۔ اور دوسروں کو ہر جہنم بناؤ۔

# قصا اور قیصر

(نمبر ۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھو القریش ماہ جنوری ۱۹۲۵ء)

مگر ایں میر قاضی میں کونج اور جیسٹس کہا جا سکتا ہے اگرچہ

شرعاً حق بجانب نہ ہوتا۔

بہت بڑی ذمہ داری کا منصب تھا لیکن جس قدر یہ منصب کیس  
مٹھا۔ ہر ایک وقت میں اس کے اختیارات اور وسعت کا دائرہ  
اس قدر نہیں رہا کیونکہ جب خلافت اسلامی دینی رنگ سے بدل کر  
سیاسی رنگ میں لگ گئی۔ اور حکومت کا معاملہ شاہی صورت اختیار  
کر گیا۔ تو پھر قدرتہ قدرتہ قاضیوں کے اختیارات اور فرائض بھی محدود  
ہوتے گئے حتیٰ کہ ایسا بھی ہوا کہ قضا کا عہدہ التزام میں داخل  
ہو گیا۔ جس کی وجہ سے قاضی قضا کی آمدنی کو خلیفہ یا سلطان وقت  
سے ایک مقدمہ امداد کے معاوضہ میں جوہہ کیا کرتے تھے چنانچہ  
ہاں بڑھ کر تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن حسن بن ابی الشوارب پہلا شخص تھا۔  
جس نے منصب قضا کی ضمانت کی اس نے ششہ میں معزالدولہ  
بن بویہ کے عہد میں اس بات کی ضمانت کی کہ وہ بغداد کا قاضی  
القضاہ ہونے کی حیثیت سے دولاکھ درہم سلطان کو نہ رانہ ادا  
کرنا پڑے گا جس کے بعد یہ عہدہ منصب قضا کی ضمانت ایک عام  
بات ہو گئی۔ چنانچہ یوسف اور شریطی دیولیس آفیسر کی اسامیاں بھی  
ضمانت میں آ گئیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ حکومتوں کے تغیر و تبدل کے  
ساتھ ساتھ منصب قضا کی وسعت اور اس کی نوعیت بھی بدلتی  
جاتی رہی اور اس کے اختیارات میں وقتی و عجز و عجز ہوتا رہا۔

شمال مشرقی ممالک کے متعلق تاریخ شہادت دیتی ہے کہ  
عربوں کو ان ممالک کے فتح کرنے اور ان میں اشاعت اسلام  
کے لئے گھروں سے نکلے ہوئے سارے تین سو برس کا عرصہ نہ  
چکا تھا۔ اور اس تمام عرصہ کی کوششوں کا نتیجہ یہ تھا کہ اس  
دوران میں ترکستان۔ فارس۔ افغانستان۔ بلوچستان اور  
سندھ تاجکد و ملتان اسلام کے زیر نگیں آ چکے تھے۔ اور  
ممالک میں نہ صرف اسلام داخل ہی ہو چکا تھا۔ بلکہ ساتھ ساتھ  
عرب قبیلے ان ملکوں میں آباد ہو کر مستقلاً اقامت بھی اختیار کر چکے  
تھے۔ جن میں بعد ازاں قریش بھی تھے۔

چنانچہ قریشی قبلی یا دو پشتوں کے علاوہ ہمارے خاندان  
کے حالات تاریخی کے متعلق صاحب جو اہر مقدمہ و فرائض میں  
یوں رقمطراز ہیں ”واعلم ان صغیر تک یہ خاندان ملک حجاز میں رہا  
شیخ مسعود خلیفائے عباسیہ کے احرار سے دار الخلافہ بغداد  
شریف میں آکر مقیم ہوئے۔ شیخ سلیمان نے اپنے خاندانی علوم  
تحقیق کر کے حضرت سرری قطری سے بھی بعد ازاں کہہ میں خلافت پائی۔  
اس سلسلہ کا نام سرری سقیہ ہے۔

ہمارے جیٹم حضرت فرخ شاہ کا بی کے حالات کے متعلق  
کہتا ہے۔ کہ آپ اعظم و درائے سلاطین کا بی سے تھے۔ مسلمان  
حکمرانوں میں آپ اپنے بعض ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان پر  
حکمرانی۔ بیت خانہ منہدم کر کے مسجد بنو تعمیر کرائی۔ بیت پرستوں کو  
ذلیل اور کھانا دینے والے بن کر تیار کیا۔ سرکش جو بیوں کو پھیل کر قتل  
کیا یا اس کے بعد اپنے ممالک ایران۔ توران۔ بھٹان اور خراسان  
کو منہدم کیا۔ تخت کو کابل میں افغانوں اور مغلوں میں زمیندار بنا

اس وقت تک قاضی عہادہ دیکھتے جب تک کہ بادشاہ وقت

کے اولاد کا سلسلہ اس قدر وسیع ہے کہ اس مختصر میں گنجائش اندازت نہیں رہ سکتا۔ تاہم یہ ایک امر واقعہ ہے کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت شہاب الدین شیخ العلم کی اولاد دلی مقبورہ بدایوں۔ جو پورہ اور انٹری وغیرہ میں قیام پزیر ہوئی۔

جن میں حضرت شیخ محمد طہار مقبہ انٹری میں جواز قرابہ صیہ بہار مشہور یہ بیٹہ من معانات دہلی ہے۔ سکونت رکھتے تھے۔ ان کی اولاد میں سے شیخ عبداللہ بن شیخ وجیہ الدین غرض حصول تعلیم لاہور آئے۔ جنہوں نے ابراہیم لدھی اور باہر کا زمانہ پایا۔ فارغ التحصیل ہونے پر آپ لاہور سے شیرکوٹھ میں آگئے۔ جہاں صدیقی قریشیوں کے ہاں متاہل ہوئے۔

بعد ازاں آپ کے فرزند گل خان شیخ سید محمد نے حبیب الدین اکبر شہنشاہ ہند کے عہد میں شیرکوٹھ سے امین آباد میں آکر امین آباد کے محفل مغرب کی طرف موضع کوٹلی آباد کیا جس کا نام اکبر پور بھی ہوا۔ مگر اب وہ کوٹلی نامعلوم عرصہ سے غیر آباد اور ویران ہو چکی ہے۔ جس کی ویرانی کے اسباب اور بگاڑ و سبب و زمانہ تو وجہ سے اس وقت غیر معلوم ہیں۔ ہمارے دادا جان مرحوم علامہ قاضی بخش بخش صاحب نے بھی اپنی ایک قلمی یادداشت میں فقط اتنا ہی تحریر فرمایا ہے کہ کوٹلی قاضیاں الحاصل دیران، مگر اس کے نشانات کہنہ اب تک اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ

اسی اس راہ سے گزرا ہے کوٹلی  
کہہ دیتی ہے شوخی نقش بالی  
نظیر حسین فاروقی  
مستوفی الریاست قلات  
حال گوجرانوالہ  
(باقیہ ارد)

تعمیم کی اور محکم حدود قائم کئے۔ جو آپ ۱۲۲۱ھ تک حبیب الدین برقرار ہیں۔ آخر الامر آپ نے ترک امارت فرما کر ایک درہ میں جو شہر کابل سے پندرہ گز فاصلہ پر تھا۔ عزت اختیار فرمائی۔ اب وہ درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ یوسف اپنے والد بزرگوار حضرت فرخ شاہ کالی کے بعد جانشین ہوئے اور آخر عمر میں انہوں نے بھی سب جاہ و جلال و نبوی ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو گئے۔ احمد بن یوسف بن فرخ شاہ نے علاوہ تعلیم خاندانی حضرت شیخ الشیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی خلافت پائی۔ ان کے بعد ان کے فرزند شیخ فلیطہ اور جانشین ہوئے۔

اسلاف کی سرگزشت سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ ان کو ایک نہ ایک ظالم حکومت سے بھی واسطہ پڑتا رہا۔ چنانچہ کون نہیں جانتا کہ جب عظیم مولانا جمال الدین سلیمان نے فرخا ہر زادہ سلطان محمود غزنوی، بن قاضی شعیب ظالم چنگیزی کی بنا پر کابل سے ہجرت کے لئے پنجاب میں نعل مکانی کر کے پر جمہور ہوئے جس کی کتب اکثر کتب متداولہ میں موجود ہے۔ یہاں پہنچ کر بھی آئے ہی بعد سلطان شہاب الدین غوری آپ کو شیخوالم علاقہ ملتان میں بلحاظ اپنے علم و فضل اور خاندانی شجارت کے منصب قضا پر سرفراز کئے گئے۔ جس سے ظاہر ہے کہ

بہر کیا کہ رسیدیم آسمان پیدا  
بہی نہیں بلکہ بعض سلاطین ہند نے ہمارے نامور اور جلیل القدر  
کے ساتھ قرابت کا پوند قائم ہوئے کو بھی اپنے لئے صد غزو  
مہابت کا موجب سمجھا۔ چنانچہ یہ انہیں من الشمس ہے۔ کہ  
سلطان غیاث الدین بلبن کی دختر نیک اختر ہمارے جد ماجد  
حضرت فرید الملک والد شیخ شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حرم محترم  
میں آئیں۔ حضرت قطب العالم فرید الدین سودی شکر رحم

اس نام سے صاحب دوی ہوئے جو بعد میں شہر بنایا اور ایک عظیم شہر بن گیا۔ یہ یقیناً ان کی امت فطرتاً ہی ایک ایک شہر بنی ہوئی ہے۔ اس لئے اس وقت فرات کی طرف ہجرت کر کے اپنے خاندانی مقیم ہوئے۔ اور ان کے بعد دمشق کی طرف ہجرت کر کے رہنے لگے۔ چنانچہ اس کے درجہ کی ہیں۔ یہ کتاب اس کا کہہ کر سلطان ناصر محمد بن سلطان غرض سے یہ شہر کو فاضلہ انصاف اپنی رعیت کے حکم سے اپنی نظر آپ ہے۔ کہہ لی جہاں کا غرض نبات عن حجت ایک مرتبہ (دوسرے) ملنے کا بیٹہ۔ ایم محمد عبداللہ علیہ السلام کو پھر رگڑ کر مال گزہ مہا شہر لکھنؤ

## مسئلہ برار

انگریزوں کی ہمدردی وہی خواہی کی بجائے منفعت ذاتی کے خیال کو دل میں جگہ دیتے تو صرف و کن کی حکومت بلکہ نواح ہند کے گوشہ گوشہ میں اس کے اثرات پھیل جاتے۔ لیکن آپسے الیاہنیں کیا چنانچہ سرکار۔ پی۔ مہالفا گورنر بمبئی اور لارڈ کننگھم وغیرہ ذمہ دار افسران حکومت انگلشیہ سرکار آصفیہ کی عملی ہمدردانہ اداوائعات کا کھلے الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں۔ کرن نہیں جانتا کہ ۱۸۵۷ء میں علیحدت محبوب علیان مرحوم و معزز نے سرحد کی حفاظت کسے لاکھ فوڈ کی گرفتاری کی امداد کے علاوہ فوجی امداد دیتے اور خود بہر نفس نفیس انگریز ہی حمایت میں آتش جنگ میں کودنے کی آمادگی کے اظہار سے ہندوستان و یورپ کو معرض استعجاب میں ڈال دیا تھا۔

ادادوائعات کی ان گزشتہ داستانوں کو اگر تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو موجودہ حکمران دولت آصفیہ نے جنگ یورپ اسکے استوہ و حوادث کے زمانہ میں جبکہ عالم و عالمیان پر ایک پریشانی کا عالم طاری تھا۔ اور امن و چین کے آسماں پر قین و سوز ترس کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ گورنمنٹ انگریزی کی یاری و مدد گاہی میں جس شاندار جانی مالی قربانی کی ثبوت دیا ہے۔ اس کی مثال پیش نہیں کیا جاسکتی۔

حساب و کتاب اور تقیم میصل وغیرہ کے متعلق اگر غور کی جائے۔ تو اس کا گوشوارہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ کیونکہ حضور نظام اپنے مکتوب حق اسلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

۱۸۵۷ء کے معاہدہ میں میری ریاست کی طرف سے بڑا گورنمنٹ کو جس قدر روپیہ دینا باقی تھا۔ اس کا بار بار تہذیب

والٹر سے ہند کے نام علیحدت بزرگ الیڈ ہائینس حضور نظام عالیہ قائم شہر یار کن اداوا اللہ اقبال و اجلا لاکہ و مہبوط و طویل مراسلہ گرامی جس نے نصیحت ستار اور حق پر وہ انسانوں کی عنان توجہ اپنی طرف معطوف و مبذول کر لی تھی۔ اجارہ برابر پتہ رنجی کو شنی ذاتی ممالک حالات مستورہ کا انکشاف کرتا ہے جو لارڈ کرن اور دیگر عمال گورنمنٹ نے مقصد و تقریر ہمارے لئے سرنا بعد اولی و کرہ بعد آخری عمل میں لائیں۔ مکتوب گرامی دولت آصفیہ کی روادارسی۔ دوستی اور جنگائی کی سبھی ایک جگہ ہی ہوتی تھی۔ جو ازمنہ ماہیت سے عہد حاضرہ تک گورنمنٹ انگریزی سے اسرار مصادقت و عوامی موافقت کی راہ سے مشکلات کے بروقت پر اس نے روار کھی۔

حقیقت شمس اور وقیعہ اس دماغ اس بات کے تسلیم کرنے میں کبھی انکار نہیں کریں گے کہ سرکار آصفیہ کے احسانات کی فہرست جو اس نے ضرورت کے ہر موقع پر گورنمنٹ پر کے بہت طویل ہے اور ان کا منقش و مرقع نقش صفحہ تاریخ سے کبھی جو نہیں ہو سکتا۔

ابام سوال میں جبکہ ہندوستان میں فرانسسیسی اقتدار دولت انگریزی کی جگہ کے سردار سے میں جہاں و تراکم مذلتہ کی طرح حال تھا۔ اور پھر جبکہ دولت انگلشیہ و سلطان میو میں صورت حالات نازک حریف ہو کر ہندوستان کی جہت کا آخری فیصلہ اور ایک دوسرے کی تسخیر و تفتیح کا سوال تھا۔ سرکار آصفیہ نے دست اعانت بڑھائے ہوئے انگریزوں کی جہل و امداد و معاونت کی اس کی تفصیل و تشریح کے لئے اور ان تاریخ موجود ہیں۔

۱۸۵۷ء دولت انگلشیہ کے لئے ایک نازک ترین واقعہ ہے۔ اس وقت سالار جنگ غلام مدار الہام دولت آصفیہ

کا احترام کرتے ہوئے حق محقق رسید کے مسئلہ پر غور کیا جاتا اور برادر میں کے باشندوں کی دلی خواہش و تمنا ہے کہ ہم پہلے صلح و عفو کے سایہ عاطفت میں رہیں کہ ان حکومت محضہ نظام کے باشندوں میں دیہاتی۔ جن امیدوار کال امپلیمینٹری کونسل آگرمیزی میسور کی طرح اس اہم معاملہ کو دانشمند اور فطرت چل کر کے اپنے بار و بار اور حضور نظام اور اس کی رعایا نیز بالیان برادر اور جبرائیل اسلام کو شکر گزار ہی کا موقع دیا۔

لیکن خدا معلوم اب تک ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔ اس عرصہ سے یہ اہم معاملہ معوض التوا میں ہے اور اس کے تعلق سمجھی کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔ سرسنگرن کاراب حیدر آباد جا رہے ہیں۔ خدا کرے وہ اپنے فرائض منثورہ سے اس مسئلہ کو جوہر آسن طے کرنے کا باعث ہوں۔ گورنمنٹ برطانیہ کو اپنے بار و بار کی حق پرستی کے لئے اس پیش کی کوئی وجہ نہیں ہوتی چاہئے۔ اور ایسی حالت میں بھی جبکہ حضور نظام کی طرف سے دس لاکھ پونڈ کا قرض معاف کر دیا گیا ہے۔ خود بخود ہی اپنی توجہ اس مسئلہ کے حل کی جانب متوجہ کرنی چاہیے تھی۔ جملہ اسلامی اخبارات خصوصاً ان حرائد کا حضور نظام کی مالی اعانت کی رہن منت ہیں۔ فرس اولیٰ یہ ہونا چاہئے کہ ناجیہ کی حق رسید کی صورت میں جائے۔ مخالف و خاموش نہ رہیں۔

**یتیم خانہ کی آمد اور** نواب صاحب بہادر رادھنی پور جیکے دل میں قومی درد لپٹے رہا ہے قومی چاہا کی پرورش و اد کے لئے کچھ مائذومی کے مسلامی یتیم خانہ کو پاپو روپ کی گرانڈ راداد اعطا فرمائی۔

سیٹھ حاجی عبداللہ بارون آت کر اچھے سے بھی اسلامی حسرت کی راہ سے اس یتیم خانہ کو دو سو پچاس روپے کا گرانڈ عطیہ فرما کر یتیم پوری فرمائی۔ جزا ہم اللہ فی الجزاء۔

۱۳ اپریل کو جبے شام یتیم خانہ کو کرکری لڑکے میں مضمون معظون کے اس سنگر کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی علی محمد

آتا ہے۔ صوبہ برار کی وائس پراس مالی سوال کا اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ اس تمام مسئلہ میں میری یہ رائے ہے۔ کہ مالی فائدہ یا روپے کے سوال کا تذکرہ ہی فضول ہے۔ بلکہ میں توقع اور اوصاف چاہتا ہوں۔ میری طرف جتنی بقایا لگے ہیں دینے کو تیار ہوں۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف میری بقایا جو تودہ دیکھ میں اس بارہ میں کوئی خاص ذمہ نہیں دیتا۔ ذمہ میں حق اور اوصاف سے اس مسئلہ کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ برٹش گورنمنٹ کو پائیدار بنانے میں میرے مورد فوٹن اور میں سے جس قدر داد دی وہ میں اس خط میں بیان کرتا نہیں چاہتا۔ یہ تو اپنی باتیں ہیں۔ اور نہ میں ان کا کوئی قصدا یا انجام چاہتا ہوں۔ میں تو اپنے حق کا طالب ہوں۔ اور بہر محض یہی کہ گورنمنٹ سے اوصاف چاہتا ہوں۔

برٹش انڈیا میں موجود پولیٹیکل اور انتظامی تبدلات سے صوبہ برار کی حالت پر بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ برار کی آمدنی غیر برادریوں میں صرف نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت سے انتظامی معاملات میں میری رعایا سے برادر ہر کے لوگوں کے ماتحت کر دی گئی ہے۔ مثلاً کھجور کا اعلیٰ علی ہے۔ کسی سیٹیلیٹ کونسل میں برادر کے ممبروں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے وہ غیر ممبروں کی اکثریت کے ماتحت ہو گئے ہیں۔

میرا خیال ہے۔ کہ اگر یہ صوبہ مجھ کو دے دیں تو اہل برادر کو اتنے حقوق دیں گے۔ کہ جس سے وہ انتظام ملک برٹش رعایا کے مانند اپنے ہاتھ ہی میں رکھیں۔ میں ان کو ذمہ دار گورنمنٹ عطا کروں گا اور میں اپنا ایک قائم مقام گورنر مقرر کر کے صوبہ برار میں بھیجا کروں گا۔ وہ انتظام کی نگرانی رکھا کرے گا۔ مگر جن۔ حالات کا برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلق ہوگا۔ ان پر پرستہ فوج پران کا اختیار ہوگا۔

ان حالات کو الف کو دیکھتے ہوئے۔ کیا یہ اوصاف کا قضا نہیں ہے کہ عہود و موافق کی قدر اور دوست کی وفاداری

ہر سرفراز یتیم خانہ میں اس دوستانہ کا جاملو یتیم خانہ کی اد کے لئے سوا کون صوبہ میں ایک مدت میں برادر کی بھی ایک سبب و طور کے ذکر کرنے سے عرصہ پہلے مسلمان کی ہمدردی کریم اللہ فی الجزاء۔ حاضرین اور اپنی طرف سے شکر یہ ادا کیا علیہ دعا

۱۳ اپریل کو جبے شام یتیم خانہ کو کرکری لڑکے میں مضمون معظون کے اس سنگر کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی علی محمد

# نمونہ کا پرچہ ملاحظہ کر نیوالے احباب کے گزارش

جن برادران گرامی کی خدمت میں ان مطالبہ پر یکسی ہیران ایسا سوال پیش نمونہ ارسال ہو گا  
قومی و اخلاقی فرض

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ وہ قومی سود و بہود کے خیال سے قومی آرگن کی سرپرستی قبول کریں۔  
اپنے احباب عزاکو خریداری و اعانت کی ترغیب دیں۔ کیونکہ کسی اصلاح و فلاح اور ترقی کا راز  
اسی میں مضمر ہے۔ کہ وہ اپنے قومی اخبار کے حلقہ کو قبیح کرنے میں اپنی تمام قوت و طاقت صرف کر دے۔  
بفرض محال

کوئی صاحب کسی وجہ سے معذور ہوں۔ تو انہیں چاہئے کہ ہیرانی کر کے وہ اپنے ادارہ خریداری  
سے دفتر کو فوراً مطلع کر دیں۔ تاکہ وہی۔ جی کی واپسی زیر بار ہی کا موجب نہ ہو۔  
خاموشی رضامندی پر محمول کر کے آئندہ اشاعت کا یہ پھیلے ہوئے۔ جی بدوائے کرنا کہ دفتر کو حق محال ہو گا  
قیمت سالانہ

مستول حضرات سے لکھتے ہوئے متوسط احباب سے چار طلباء سے عکس پرچہ ہم را امتیازی قیمت ہے  
رعائیں

ماہ کم از کم چار خریدار دنیا لے احباب کو مفت ۲۰ قلمی معاونین بشمولیکہ مقاصد کا محاذ لکھتے  
ہوئے۔ علی التواتر عمدہ چھیدہ مضامین ارسال کریں۔ علی الدوام بلا قیمت (۳۰) قومی حالات  
اور قوم سے متعلق مختصر خبریں ارسال کرنے والے احباب بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں (۱۰) دم  
کم از کم ایک سو علمی مذاق رکھنے والے قریبیوں کے نام و مقام کے مفصل حالات بھیج دینے  
والے احباب کو ۶ ماہ بلا قیمت ہے

میجر القرضی افسر

## بہترین کتابیں رعایتی قیمت پر

آن مجید اور حاملین کتب فقہ و حدیث حکمت و فلسفہ تاریخ و ادب آپ اگر رعایتی قیمت پر کتاب چاہتے ہیں تو "دائرة العلوم" سے طلب فرمائے۔  
رمضان المبارک آ رہا ہے۔ اس لئے چھوٹی تفریح کی خوبصورت خوشنما حائل کی جو چند جگہ میں ہمارے پاس باقی ہیں وہ

### ایک تنہائی رعایتی قیمت

پریم فروخت کر نیکیا رہیں۔ اصل قیمت ہے رعایتی صر محمولہ اک بذمہ خریدار ہوگا۔  
سیرۃ العباس۔ مدار اعظم۔ سیادت الہاشمیہ ایسی مفید کتابیں بھی ہم کسی قدر رعایت پر  
اخیر رمضان تک فروخت کریں گے۔ اہل ذائقہ ہاتھ سے نہ دیں۔

ہم تم کتب خانہ دائرة العلوم رونق منزل انہر

## آنکھوں کا محافظ

### "نور البصر" درجہ بندی

وہندہ جانا غبار الکلب، صنعت چشم و غیرہ امراض کو دفع کرنے میں تو گویا اکیر ہے۔ آنکھوں میں رونانہ  
استعمال سے ان میں ایک غیر معمولی روشنی پیدا ہو جاتی ہے جس سے ہر کسی مرض کے غالب آدیکہ اندیشہ نہیں  
رہتا چشمہ کا تو قطعی دشمن ہے۔ پس اسی لئے "نور البصر" بڑی بڑی ہستیوں میں مقبول ہو رہا ہے۔ چنانچہ  
اس سے متعلق اس وقت تک عیس ہزار ہا سندات وصول ہو چکی ہیں قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

موجودہ قریشی عبدالرشید پٹوٹا پٹر کارخانہ "خصاب شیشی" گجرات (پنجاب)





۵۱  
انسان بقیم لقائہ فی الخیر والشر

# المیش امرت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَعَا

شیع اسلام کو یا رب تو دشمنان کردی  
آج تک تری غلاموں نے سہو جہ و ستم  
ہر جگہ خوار میں، بیکار میں تیرے مسلم  
صوتِ نبیل تصویر میں مسلم خاموش  
آتشِ کفر و ضلالت ہو دشمنانِ ہر  
چل ہی بادِ مخالف ہو جہنم میں کشتی  
موجبِ رنجِ مصیبت ہو، هجومِ آفات  
دلِ صنم خانہ بنا یادِ بتاں میں اپنا

مغلِ دین محمد کو فروزان کرے  
لطف کی ایک نظر سوئی غریبان کرے  
شہر و تو قیر کا انجی کوئی سامان کرے  
باغِ اسلام میں پھراں کو غزنویان کرے  
نارِ نرو و صفت اس کو گلستان کرے  
نوح کو کشتی مسلم کا نگہبان کرے  
شکلیں ملت بیضا کی تو آسان کرے  
جامِ توحید پلا، ہر کو مسلمان کرے

فاصلِ حیاتِ جگر کی یہ ہے مولا !  
باغِ اسلام کو سرسبز گلستان کرے

# شذرات

آئینہ اشاعت سے شروع ہو گا۔

القریش کو جاری رکھنے کے لئے قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی کی پیش کردہ تجویز پر عمل کرنا پڑا ضروری ہے اگرچہ خواہاں تو ہم اور ناخواند قریش میں سے اخیر دسمبر ۱۹۲۵ء تک جس میں خریدار دینے والے پچاس حادوں پیدا ہو جائیں تو یقیناً یہ سب تکلیفیں رفع ہو سکتی ہیں،

اخراجات طباعت کے لئے اگر آئینہ نے کفایت کی تو ہماری غیر حاضری لینے مسودہ کن کے ایام میں ۱۶ رسالہ ۱۶ صفحہ کے حجم سے نکلتا، اسے گا۔ امید ہے کہ احباب حبیبہ خریداروں سے مالی امداد کرتے رہیں گے،

”تنقید و تہذیب“ کا سلسلہ ایسے عمدہ نظر انداز کیا گیا ہے، انشاء اللہ قارئین کتب و رسائل موصوفہ بر آئینہ اشاعت میں تنقید کی جائیگی،

فتنی شیخ محمد ایک نہری لوگ ہیں آپ کو دہم سے کہنا نہ عالم آپ کے بہترین انتظام پارہ ہے، دولت افغانستان کی جدید اصلاحات، سلطنت ترکی لینے فاضل مصطفیٰ کمال کی کامرانی۔ دولت برطانیہ کی فتح و نصرت سب آپ کے محض تدبیر کی زمین منت میں، حسن نظام کی سجاوٹ و علم پروری میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ ہے گذشتہ دو دن جب زمیندار کو زمین سرکار اصغر سے بندہ حوا تو آپ اس پر نازاں و غواں ہو گئے یہ ہماری قلم کی ایک حرکت کا نتیجہ ہے، اب القریش پر رب قالا جارہے کہ ہماری طرح سرائی کرو، اور نہ وظیفہ بند کرو یا جابجا؟

مولانا قریشی کے حالات کسی قارن و قارئین کے محتاج نہیں۔ احباب احباب آپ کی قومی، اسلامی اور مذہبی جذبات سے حزب و افتخار ہیں، جہاں زمیندار و تنظیم ایسے احباب آپ کی قلبی اعانت کے زمین منت میں وہاں آپ کی مخلصانہ عنایت سے القریش کو بھی یہ فخر حاصل ہوا ہے، امید ہے کہ آپ عنایت کے اس سلسلہ کو حب و وعدہ جاری رکھ کر ہمیں مشکو کر سکتے ہیں گے،

اس اشاعت میں ”بدتریں عذاب“ کے عنوان سے آپ کا ایک مضمون ہے جو اپنے اندر عبرت و بصیرت کے گڑا گڑا اذیتی سبق لئے ہوئے ہے، امید ہے کہ ہماری ناخواند اس کی زحمت معاوضے محفوظ ہو گئے بلکہ راہ عمل نکالنے کے سعادت و ادین حاصل کرینی کو کوشش کریں گے،

اس اشاعت میں ”عبرت و بصیرت“ کا ایک پیام کے عنوان سے ایک خاص مضمون شامل ہو اسے، حکمت و مروت کے قیمتی سبق ہونے والوں کے لئے اس میں موجود ہیں، قوم اگر ان باتوں سے متاثر ہو کر عودۃ الوطنی محمدی پیام کے قسماطوں کی سیاسی اور مذہبی پریشانیوں آن واد میں کا فخر ہو سکتی ہیں، ہم امید کرتے ہیں کہ احباب ایسے نظر خاص مطالعہ کرتے ہوئے اس سے مفید نتائج اخذ کرتے اور ان پر عامل ہو سینی کو کوشش کریں گے،

”ذکر و تذکرہ“ کا سلسلہ بعض ضروری اور دیرینہ معانی کے لئے اس دفعہ رہ گیا ہے، شیخ غلام حسین صاحب شاکر کا مضمون ”صدائے حق ختم ہو گیا ہے“ اب مولانا حکیم خدیو احمد صاحب عباسی پرنسپل بلیہ کالج دہلی کا جواب

یہ خدا ہیں محفوظ رکھے اور آپ کو کینی کی توفیق عطا کرے، آمین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَنبَا الْأُمَمِ الْأَخْلَاقَ مَا بَقِيَتْ بَقَا وَأَن دَهَبَتْ أَخْلَاقُهَا ذَهَبُوا  
 قوم سے مراد قوم کے اخلاق ہیں، جب تک اخلاق میں قوم ہیں جو اخلاق کے لئے قوم بنی گئی

# القریش

رسالہ  
 امرت  
 جون ۱۹۲۵ء جلد ۱ نمبر ۶

## ”القریش کی قیمت کا فیصلہ“

مئی کے رسالہ کے ان دو ناک انفا سے جو القریش کی زندگی کے آخری فیصلہ کے لئے  
 حوالہ قلم کئے گئے تھے، چند روز بعد ان قوم متاثر ہوئے، ان میں سے بعض احباب تو اس تیار  
 دار کی طرح جو اپنے ایک ہمارے کے دم واپسین کے وقت مایوسی و نامرادی کا نقشہ اپنے سامنے  
 رکھ کر دم بخود ہو جاتا ہے ساکت ہو گئے، اور بعض جو محبت و استقلال کو ہاتھ سے دینا جو امر کی  
 دانت کے خلاف سمجھتے ہیں چونک پڑے اور بعض خستہ جاں کی بجائے صحت کے لئے  
 بیقرار ہو گئے، ان میں سے ایک ہمارے کرم نسبا فاضل حفص بن علی صاحب فاروقی و یاروڈ  
 مستوفی الزبائست طاعت میں جنہوں نے ذیل کے نسخہ کی ترتیب سے دارائے محبت بخورینہ  
 کیا۔ اچانک اس پر ٹھنڈے دل سے سوز کر رہا، اور بہت کا ہاتھ بڑھائیں تو مر لی تھکت جاں  
 کی محنت و سلامتی میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی،

ایڈیٹر

## القریش کی قسمت کا فیصلہ

داغ تازہ می کار و نہ زخم کہنمی خار و  
بدہ یارب دے میں صورت بجاں نینچھام

تعلیمی ترقی کا۔ جو پنجاب بھر میں تقریباً پچھتر سال کے لیے عرصہ میں رونما ہوا۔ کیونکہ پنجاب ۲۹ مارچ ۱۸۵۷ء کو انگریزوں کے ماتحت ہوا۔

قریشیان پنجاب کی اس تعلیمی ہستی کے اسباب و علل پر بحث میں جانچنی ضرورت نہیں معلوم ہوئی۔ کیونکہ اس میں بی سہاری ایجنسی ہو گئی۔ انسانی فطرت کا دخل ہے۔ لیکن یہ ایک مالی ہوئی بات ہے کہ کسی قوم کے سیاسی حقوق کی حفاظت زمانہ حال میں اس وقت تک پورے طور پر نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس قوم کو کوئی متحدہ اور متفقہ مضبوط آواز نہ ہو اور وہ آواز اس وقت تک بلند اور موثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا کوئی قومی آئین نہ ہو۔

مقدمہ غنیمت ہے کہ گذشتہ دس سال سے ہندوستان بھر کے قریباً اٹھارہ لاکھ سادات و قریش کا واحد قومی مرجع بننے کا افتتاح اہل القریش امرت سر کو حاصل ہے۔

جہاں تک واقعات کا تعلق ہے اس تمام عرصہ میں جس خلوص اور عدوگی سے اس نے اپنے فرائض متعلقہ کو حسن طریق پر انجام دیا ہے اس کے دوسرے حریفیت میں وہ قوم کی سچی شکرگزار ہی کا مستحق پایا جاتا ہے کیونکہ اس نے ہی قوم میں بیداری کا بھل بجایا۔ سرفروں کو جگایا۔ اور آماؤں میں کیا۔ جس کا غیر محسوس طریق پر قوم کے دلوں میں اندر ہی اندر گہرا اثر پیدا ہوا ہے۔

مگر حال میں القریش کی قیمن سو کی صد لکھ ادا شدت کے

بعض ہندوئی ممالک کی تعلیمی حالت کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان میں ۹۷ لاکھ میں ۹۵ لاکھ انکھ ان میں ۹۳ فیصد ہی پڑھے لکھے آدمی ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں اخبارات و رسالات کی اشاعت بھی اسی نسبت سے ہندو اکثریت سے اچھوتستان میں پڑھے لکھے آدمیوں کی تعداد پانچ فیصد ہی ہے، اور ہندوستان کی قریباً ۳۲ کروڑ آبادی میں سوسادات و قریش کی مجموعی تعداد اٹھارہ لاکھ نفوس کے قریب ہے۔ اس لئے متذکرہ بالا تعلیمی معیار کے لحاظ سے باعتبار تناسب آبادی نہ معلوم کالہ کی کو کتنی کسر کا کوئی حصہ قریشیان ہند کے حصے میں آ سکتا ہے؟

دو پنجاب میں قریشیوں کی کل تعداد ستر ہزار نو سو دس ہے۔ جس میں سے پانچ ہزار بالوںے پڑھے لکھے مرد اور تین سو چوالیس پڑھی لکھی عورتیں ہیں۔ پڑھے لکھے مردوں میں سے صرف چھ سو بالوںے انگریزی جانتے والے ہیں جن میں سے چھ

عورتیں ہیں۔  
ساتھ کی جو سید القریش بھی ہیں کل تعداد پنجاب میں دو لاکھ چھیالیس ہزار نو سو سیاتھ لیں ہیں۔ جس میں سے پڑھے لکھے مرد اسی ہزار ایک سو تین ہیں اور پڑھی لکھی عورتیں ایک ہزار تین سو کا دونے پڑھے لکھے بالوںے میں سے ستر ہزار آٹھ سو اسی انگریزی دانہ ہیں جن میں سے ۱۰ عورتیں ہیں۔  
پس یہ ہے وہ درجہ فخر و عزت و رفعت کی اس مقام

انہاں اور اس کے سالانہ آمد و خرچ کی تفصیل کو صداقت و دیانت کے ساتھ بین کر دینے سے اہل انعم اور جاننا بد دیرالفرقین نے جس صورت میں اپنا جگر بھرا کر قوم کے سامنے رکھ دیا ہو اس کے رد سے اب نئی حیثیت میں ایک طور پر الفرقین کی آمدہ حیات و معاش کا مسئلہ معروض بحث میں آگیا ہے جس پر بعد کرنے سے بیشتر اسلذ دستاں کی افکاری و بنا کی عام مرد و رعالت پر جب نگاہ کی جاتی ہے تو پایا جاتا ہے کہ فرقین ہی نہیں بلکہ سراسر آؤٹ لک - بد رو - کھیل اور سیاست جیسے کہ نہ منقہ ہر ایک کو بھی اڑیں تبدیل الی - شکلات سونٹنی نہیں رہ سکتے - تو یہ الفرقین کے متعلق تو ہم فرقین ہی سند و د اور مصیبت کے ساتھ معلوم کئے جانے کی قابل نہیں باقی جاتی باغضوس ایسی حالت میں جبکہ فرقینیاں بیجاپ کی تعلیمی ہستی کے متعلق سند ذکرہ بالا اعداد و بھی موجود ہوں بلکہ انداز میں صورت یہ کہنا زیادہ زیادہ ہو گا کہ الفرقین کا موجودہ حالت پر بیجا بھی اعجاز سے کم نہیں ہوا۔

ان اعلیٰ حضرت شہید دارالافتار کی شان اعلیٰ اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ آپ کی ذات گرامی کے متعلق لب کثی کی کرنا گویا آفتاب کو پسرخ دکھانا ہو - کیونکہ کون نہیں جانتا کہ آپ بخدا اپنے شانانہ اوریت ضامنہ عظیم الشان گارناموں کے ذریعہ عام مسلمانان ہند کے ہی قبلیں القدر محسن میں - بلکہ ہندوستان بھر کے اہلارہ لاکھ سادات و فرقین کے بھی باعتبار اپنی اعلیٰ خداداد فرمانروایانہ قابلیتوں کے باہر نازیں - اس لئے ہم سببات کا بجا طور پر غور - کیے ہیں کہ آپ جیسا محبوب القلوب قریشی العقب تاج صمد صریح آرا محکمات و کن ہے اس ہمارے یہ تمننا کہ الفرقین بادشاہ جاہلوں سے حسب عام نافرمانی و کاکسی صورت میں بھی بے جا نہیں ہو سکتی ، اب یہ الفرقین کے متعلق تو ہم کا ذمگی فرض ہر حالت میں چونکہ تو ہم کے ذمے واجب الادا رہتا ہے اس لئے میرے خیال میں صوبہ پنجاب کے تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو ستاون سادات و مشرکین میں سے اگر اس وقت صرف پچاس آدمی رضا کار بننے کے لئے آمادہ عمل ہو جائیں جو اہل علم و کبر ستائش ملک کی اس میں تغیر اور ہم پنجاب کا عزہ و باعزت و کس ترسان راں کے انتظام تک جس میں ہزار سادات ماہ کا مباحوہ باقی ہے ایک ہزار جدید خیرادران کا ہم بیچہ سکتا غیر ممکن نہیں پایا جاسکتا - کیونکہ تعلیمی ہستی

بفرقت مبارک باد  
بسلامت درسی و خوش آئی

ان یہ بھی ہے کہ فرقین سو کی تعداد غت تلی بخش قرار نہیں دی جاسکتی مگر ایسے گروہ ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس مرحلہ پر اعلیٰ ملک میں مالی آمدنی کی حالت پر نظر کر کے ہرے یہ پایا جاتا ہے کہ امریکہ میں اوسط آمدنی فی کس ۱۲ روپے آئے یومیہ اجا پان میں ۱۰ فی کس یومیہ - انگلستان میں ۱۲ فی کس یومیہ اور ہندوستان میں دو پیسہ فی کس یومیہ ہے ، قطع نظر اس کے اس ضمن میں یہ بات بھی نظر انداز کئے جانے کی قابل نہیں لگاتی - کہ الفرقین سے ایک حد تک فوری کی بے اعتنائی کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ قوم بزم خود اس گمان میں رہی کہ ہزار لاکھ سادات مالک اس حضور معظم شہر بار و کن عدا سر ملک کی دستگیری نے الفرقین کو بہت بڑی حد تک ضروریات متعلقہ سے مستغنی کر رکھا ہے ، حالانکہ حقیقت اب پر وہ بر انداز ہوئی ہے کہ بحالت موجودہ حضور مدوح کے عیالہ شانانہ

بجانب کے تمام طویل دعوں میں اس حدائے قومی کو بند کرنا ہوا قوم کے ذمہ دت اصحاب کی حمایت ملی بر اعماق رکھنا ہوں اور ان کی غیرت قومی سے اپیل کرتا ہوں کہ اس نفاقہ قومی (القریش) کو موجودہ سے زیادہ بہتر حالت پر پہنچائے اور اس کو مالی تحکات سے خالص دلانے کے لئے اکھ کھڑے ہوں اور اس پہلو میں اپنے تمام ممکن امکانات کو استعمال میں لانے سے دریغ نہ کریں اور دنیا کو دکھلا دیں۔ کہ

ادولو افرامان دانشمند جب کرنے پہ گئے ہیں

سمندر چہرے میں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

قاضی نظیر حسین فاروقی ریٹائرڈ مستوفی آن غلات شیٹ اڈو جوا

اور مالی کمزوریوں کی مشکلات کے باوجود قوم کا سنجیدہ اور غرور نہانہ سے آگاہ طبقہ القریش کو لبیک کہنے کیلئے بہترین تیار ہے اور اس کو ہمیشہ تک زندہ رکھنے کا دل سے مقصد ہے  
پس اگر ضرورت ہے تو ایسے علمی کامن ان کی جو بھی مضمون میں کام کرنے پر آمادہ ہوں اور اپنے خاندان اور حلقہ احباب میں اپنے اثر و اقتدار اور مسوخ کو استعمال میں لانے پر مستعد ہوں

اس تجویز پر عمل پیرا ہونے متعلق خدائے ذوالجبروت والا کرام کے فضل و کرم پر بہرہ رس کرنے ہوئے ہیں اہی کرورد کوششوں کے استعمال کا نتیجہ کرنا ہوں۔ کیونکہ رب کچھ حقیقت خدمت اسلام ہی کے لئے ہے، اس لئے میں

## کرم ای شہ عرب عجم

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ مجھ میں خلیں کا  
میں نو اسے سوختہ دنگلو تو پریدہ نکسیدہ بو  
مرعیش غم مرا شہد ہم مری بود ہم نفس عدم  
تری را کہ میں ہی اگر شر تو خیال فقر و غنا نہ کر  
کوئی ایسی طرطوف تو مجھو ای چراغ حرم بتا  
مکہ جفا تو وفا نہا کہ حرم کو اہل حرم سے ہے

کرم ای شہ عرب و عجم کہ کھڑی میں منتظر کرم  
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہی جنہیں داغ سکندری

# بدترین عذاب افلاس سے پناہ مانگو اسلام دنیا اور آخرت کی خوشحالی ہم (جنتاب قریشی کے قلم سے)

وہ بیماری جو جسم اور دماغ کو یکساں کمزور و ضعیف کر دیتی ہے جس سے ایمان کی قوت اور آداب و تقاضا زائل ہو جاتی ہے، جس سے ضمیر انسانی کی آزادسی اور شگفتگی جاتی رہتی ہے جو حیوانی اور جرأت کے جذبات کو پامال کر دیتی ہے جس سے اقتدار و سطوت کا آئینہ جو چرچہ ہو جاتا ہے، جو ملکوں اور قوموں کو ذلت اور پسپائی کے گڑھے میں گرادی جاتی ہے، جو غلامی کا دیباچہ جس کی عظمت و ترقی کے احساسات پر باد ہوتا ہے ہیں۔ اور جو دنیا میں سب سے بڑی مصیبت اور عاقبت میں سب سے بڑی بد قسمتی کے نام سے موسوم ہے وہ چیز افلاس اور صرف افلاس ہے، جب کسی قوم پر افلاس کی مصیبت مسلط ہو جائے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ قوم دنیا میں کوئی دم کی مچان ہے، مفلس آدمی کا ہر ایک قدم اسے ذلت اور ہلکت کی طرف لے جاتے والا ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اس دنیا میں افلاس پر قانع اور خوشنود ہو گیا۔ اس نے عزت پر ذلت کو، قوت و اقتدار پر ضعف و بے نوازی کو، آزادی پر غلامی کو، اخلاقیات پر بد اخلاقی اور بیچاری کو، بلکہ زندگی پر موت کو اور اسلام پر کفر کو ترجیح دیدی،

دار آرزوؤں سے معمور ہے،  
رہنا اٹنا ہے الدنیا حسنہ، اور ب! ہکو دنیا کی فروش  
حالی عطا فرما،  
و فی الآخرۃ حسنہ، اور آخرت کی فروش عالی عطا فرما۔  
و قتا عذاب النار، اور آگ کے عذاب سے بچا۔

اس حقیقت میں شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہیں ہے کہ اسلام دنیا کی مزین ترین اور عاقبت کی سرخروئی کا نام ہے مقدس مذہب کے بہترین مذاکرہ کاروں کی زندگی ہماری سامنے ہے جس میں آپ سے استفادہ کرنے والوں کو آپ صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ فرمائے، اس مبارک جماعت کا وجود ہمارے

شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ امت مسلمہ کے ان نیک نام اور خوش اعمال بزرگوں میں سے ہیں جن کا کلام نوع انسان کے حیکمانہ حلقوں میں اس وقت تک ادب و وقار اور عزت و

میں مصائب کرام کی زندگی میں بائی جاتی ہے کیا بعد میں قائم رہی؟ کیا سستہ رہا۔ جہانیاں نہ ہو گئے؟ کیا عرب عجم کے عظیم الشان فرمانرواؤں نے اپنے تمام جاہ و حلال کو ان کے قدموں پر نہ دیکر دیا؟ کیا رومی اور ایرانی سلطنتوں کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں آئے؟ اگر یہ واقعات سچے ہیں تو فی الحقیقت سچے ہیں۔ قرآنی زندگی ہمارے لئے دلیل نہیں۔ ہمیں آخری تیغ پر نظر کرنے کی چاہیے، اگر اسلام کے قانون پر عمل کرنا کل تک ادنیٰ جرائد و انوار کو سخت دلتج کا عارث بنا سکتا ہے تو آج بھی اس میں ہماری موجودہ ناداری اور اندکھار و اضیاج کو دور کر دینے کی قوت موجود ہے،

مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ دین الہی کے دین سے انھیں کا دھتھ کر کے لئے ایک دوسرے کی مدد کریں ہندوستان کے اندر ۸۰ فیصد ہی دولت و غروت پر ہندو برادران وطن قابض ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ہندو دولت کے چیداکر تو الے نہیں ہیں۔ دولت کی نگہد مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمان دولت کو اپنی محنت و مشقت سے پیدا کرتے ہیں لیکن اپنی جہالت کی بدولت ہندو سامبو کاروں کے ہاتھ میں بیچ دیتے ہیں۔ سب سے بڑی چیز جو مسلمانوں کے قدم نہیں چمکتی۔ ان کا معروض ہونا ہے۔ انھیں کی بات یہ سمجھ کر مسلمان صدائوں و قوتوں اور جرائدوں کے باوجود سامبو کاروں کے قرض کے پیچھے ٹھکنے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کی تمام کمائی سودا و سود دوسروں کی نذر ہو جاتی ہے،

مسلمانوں کو اپنے دھنوں پر کھڑا ہونا چاہیے، آپ یاد رکھیں کہ ہم باہمی اتفاق اور ہمدردی کے بغیر اپنی حالت کو درست نہیں کر سکتے ہیں۔ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ مگر مسلمان ان پر عمل کر لیں۔ تو انہی حالت محسوس ہی دھنوں میں اصلاح پذیر ہو سکتی ہے، مستحق پہلے اور سب سے بڑی بات

لئے اسلامی زندگی کا نمونہ ہے۔ اس دنیا کی کوئی عزت و شان ہے، جو صحابہ کرام کو نہ ملی مگر دنیا کا مال و زر فی الحقیقت ذلت و رسوائی کا سامان ہے تو یہ سامان سب سے بہتر اور سب سے مکمل صورت پر صحابہ کرام کو کیوں دیا گیا ہے؟ آپ اس دنیا پر مختلف جماعتوں کے اعمال و افعال کا معائنہ کریں اور یہ نتائج کہ جن جماعتوں کو خداوند عالم نے ذلت و سکنیت کا مستوجب قرار دیا ہے۔ کیا وہ ایچ غفلت اور بیکاری کی وجہ سے فی الحقیقتہ اس قابل نہیں ہیں؟ خواہ کچھ بھی ہو۔ مسلمان اگر اسلام کی پابندی کریں۔ تو وہ انہیں نہ صرف یوم آخرت کی خوشحالی اور دائم البالی سے معمور کر دے گا۔ بلکہ وہ دنیا میں بھی شرف و عزت و اقبال حاصل کریں گے،

اسلام کھونٹ اور مشغل زندگی کی تعلیم دیتا ہے، قرآن پاک نے پیڑی اور اطاعت کے لئے جو عظیم الشان نمونہ ہماری پیش کیا ہے اس میں کہیں غفلت، میکاری، ناداری اور بے لوثی کے نشانات موجود نہیں ہیں، اس میں شک نہیں کہ ابتدائے اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عابد و مخلص اب کی زندگی میں لباس و محتاج کی شدت موجود تھی۔ لیکن اسلام قبول کرنے کے چند ہی برس بعد یہ کھانا ناک حالت باقی نہیں رہی، وہ مسلمان جنہوں نے سخت تکلیف اور آرزو کی حالت میں اسلام قبول کیا تھا تھوڑے ہی دنوں میں عرب و عجم کی شاداب زمینوں اور شاہی سامانوں اور بہر و برزائوں پر قابض اور مقرب ہو گئے بعض لوگ اسلام کی ابتدا کی حالت سے ایسے نظائر پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی نفوذ و فاقہ میں بسر ہوتی تھی۔ اگر یہ سچ بھی ہو تو اس کو یہ نتیجہ نہیں نکھتا کہ کسی نفوذ و فاقہ پر فراعنت کر لینی چاہیے، میں پوچھتا ہوں کہ وہ محتاجی اور تنگی کی جھلک ابتدائے ایام

یہ ہے کہ مسلمان ساہوکاروں کے فرض سے ہمیں - صرف یہی نہیں کہ انہی لوگوں کو قرض کی جگہ سے درماں سے معزز نہ بنا جائے، اجراءات کا معاملہ کرتے ہیں - بلکہ شخص کو خود اور اپنے در سے بھائیوں کو قرض کے پیچھے سے جگہ سے بھائیوں کو قرض کی جگہ سے درماں سے معزز نہ بنا جائے، انتظام یہ کرنا چاہئے کہ قرض لینے کی نوبت ہی نہ آئے - مسلمانوں کو عام طور پر شادی بیاہ کی تقریب پر قرض کی ضرورت محسوس ہو کر رہتی ہے - لیکن اگر ہم اس عام رسومات بڑھانے اور ناقص رسومات کو ترک کر دیں - جو

ذروسیم کی تباہ کاری کی بنائیں اور طریق جوئی پر اپنے بیاہ شادیوں کی بنائیں ہی سادگی اور انسانیت کے ساتھ کرنے لگیں - تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ساہوکاروں کے دست نگر ہوں - وہ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ہمیں حتی الوسع اپنے اخراجات کو کم کر دینا چاہئے - اور بہتر بات یہ ہے کہ خود دوسری ضروریات کے وقت مسلمانوں کی دوکانوں اور تجارت کو فروغ دینا چاہئے کاشت جم افلاس کی مصیبت کو سمجھیں - اور اس سے بچنے کی کوشش کریں

## پیغام حق

آہم نشیں اجہاں کو پیغام حق سنا دیں  
باطل کے خار جس کو پیغام میں فنا کا  
عشق و یگانگت کے لئے سنا سنا کر  
ایمان کی روشنی سے سینے ہوں شکر سینا  
توحید کا سبق میں تثلیث آشنا کو  
زمزم کی مٹی مٹی باتیں سنا سنا کر  
تین ہاں لیکر عیشہت کڑوں میں نکلیں  
مست استہکار میں روح نہ رہیں  
باطل کی صفات میں خالد مثال ہو کر

دنیا کے نیک سے کوہیت الحرم بنا دیں  
سوز و دل سے دلکو آتش کش بنا دیں  
لوٹے ہوئے دلوں کو آپس میں بھر ملا دیں  
حسن ازل کا جلوہ ہر آنکھ کو دکھا دیں  
مغربت باد کشت کو مشرق کی مولا دیں  
کاشی کے پتہ نون کو سیراب کی لوگدا دیں  
ظلمت کے لشکروں کا نام و نشان مٹا دیں  
شہیر کیرج سے عقل میں سرگمدا دیں  
فادوئ کا زمانہ دنیا کو بھر دکھا دیں

کعبہ کا آستان ہوا اور جہیں ہماری  
اس کے سوا تھا کوئی نہیں ہماری

# عبرت و بصیرت کا ایک پیام فتحِ قسطنطنیہ

## عزلِ نصیب

کہ وقت تلف نہ کیا مرنے والوں کا

دوسری جا نہ تھی فتح کی جے،

وَمَا أَهْلُكَ مِنْ قَهْرٍ إِلَّا كَتَابٌ وَمَعْنَى

مِنْ أَمْرِ أَجْلُهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ

إِنَّا نُنَادِي بِكَ فَاذْهَبْ نَبِيَّ

مَعْرُودِ بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ بَرِيٍّ

لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

بِلَاسِ لَمْ يَكُنْ مَعْرُودِ بِلَاسِ

نہایتِ محنت و زحمتوں کے لئے

بصیرت کا ایک پیام ہے

نصیب کا دفتر آپ کے سامنے

معدنوں کی خلافت و شہادت الہی

وعدا رہائی کے غلامِ نبی

سے یہ بھی ایک مرتعِ عبرت ہے

وفا کو سزا دینے کے لئے

غافلانہ تشبیہ و تمثیل کے

دیا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

رہا ہے جو جتنے کے لئے

قانونِ کریم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا

کہ کبریا نے اسے

کبریا نے اسے

کبریا نے اسے

تم ہے پہلے ہی اس دنیا میں بہت سے اتفاقات و حوادث گذر چکے ہیں۔ پس زمین کی سیاحت کرو اور دیکھو کہ جن قوموں نے اپنے اعمال سے احکام الہی کو چھڑایا۔ ان کا کیا نتیجہ نکلا؟ ایک اور مقدمہ پڑھو۔

وكان من مهلك القرى الاولهاها قلا المعون  
اور ہم انسانی بستیوں کو کبھی تباہ و ملک نہیں کرتے۔ مگر صرف اس حالت میں کہ وہ لوگ قوانین و احکام الہی سے سر تنابی کرتے ہیں۔  
سورہ ہود میں کہا۔

وما كان دینك يهلك القرى لظلمهم واهلها  
مفسدین و افساد پروردگار ایسے انصاف نہیں ہے کہ کسی آبادی کو ناقص بر باد کر دے۔ اور وہاں کے لوگ خوش اہل اور نیکو کار ہوں،

اس کے علاوہ بہت سے مقامات میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ پس یہی وہ قانون الہی ہے جس کے بموجب قوموں اور ملکوں کے انقلاب ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا خدا کا ایک گھر ہے اور وہ نوبت نوبت مختلف قوموں کو اپنی نیابت دیکر بھیجتا ہے تاکہ اس گھر کی حفاظت کریں،  
کلکھسم سلام و کل سلام مسئول عن سعید تم سب کی حیثیت کسی گھر کی جردا ہے کسی سے اور پروردگار اپنے گھر کی حالت کا ذمہ دار اور مسئول ہوتا ہے،

جو قوم اس فرض الہی کو ادا کرتی ہے، تاج اقبال اور سرپرست پر اس کا اقتدار ہے۔ یہ سب بنی جناب احکام الہیہ کی سرکشی اور نافرمانی میں مبتلا ہو محال ہے۔ تو خدا اپنی دنیا کو حکم دیکر دیتا ہے، اگر اس کی فرمانبرداری سے سرگوش و دستر و ہر جائے، جو شخص اپنے حاکم کو مطیع نہیں دے گا حق ہے کہ اس کے ماتحت اسکی اطاعت کریں؟ ویکل ورجاست  
سما علوا، و ما دینک بغافل عما یصلون، پھر اس قوم کا دور اقبال ختم اور آفتاب حیات غروب ہو جائے جسے

اور حکمت الہیہ کسی دوسری قوم کو بھیجتی ہے تاکہ اس کے گھر کی حفاظت کرے۔ اور اس کے آگے جب تک کہ تمام ان لوگوں نے اپنے آگے جھکا ہے،  
وہ سب کے لغتی ذوالرحمة ان یشاہد ہیکلہ و یستخلف من بعدکم ما یشاء کما انشاءکم و یراجعہ قوم آخرین، تمہارا پروردگار بے نیاز و محنت فرما ہے اگر چاہے تو کلو جو پڑوے اور تمہارے بعض قوم کو چاہے تمہارا حال شیر بنادے۔ جس کا کہ دوسری قوموں کی نسل ستر تم کو پیدا کر چکا ہے،

ایک اور مقام پر صاف تصریح کر دی کہ اسکی نظم و انضام صاف ہے، اگر تم سرگوشی کرو گے تو وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا۔ اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو عورت و حکمرانی کا وارث بنادے گا۔

یا ایہا الناس، اقموا الصلوة و اؤا الی اللہ و اللہ، ہو الغنی الحمید، ان یشاہد ہیکلہ و مات یخلی جہدہ و ما فی اللہ ہلکی اللہ بغیرہ، اسے لوگ اتم اللہ کے فضل کے محتاج ہو، اور تو غنی و حمید ہے وہ اگر چاہے تو کلو تمہارا دے اور تمہاری جگہ کسی نئی مخلوق کو لاکھڑا کرے۔ اور اللہ کرنا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں،

اس قانون کی بنا پر آغاز عالم سے کتنی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسری کی جگہ چھڑ کر خود غفلت گمنامی میں چھپ گئیں، پس قانون الہی تھا جس نے اپنی اسرار میں غفلت و جہت کو سامان کو جانٹیں اور وارث بنایا اور وہاں کے ہیکل میں جو کچھ تھا۔ وہ نیا ہمہ کی زبان گاہ کو غیب ہوا تاکہ ان کو جانے کہ کمال ان میں امانت کی کیا نگر حفاظت کرتے ہیں،

فہم مدعلناکم خلا لعل فی الارض لتنظرون لیدہم کیف تمسرون، پھر یہی اسرا ئیل کے بعد ہم نے کلو زمین کی غناخت عطا کی، تاکہ دیکھیں کہ تمہارا سہہ انحال کیسے ہو رہا ہے

## ظہور تکمیل و عدہ الہی

آبادی جمع ہو کر مریم کے خاں مہربان کے آگے بیچ رہی تھی تاکہ وہ انکی اس لئے اور اپنے آسمانی فرشتے کو انکی مدد کے لئے بھیج دے،

لیکن مریم کا اسکی بہت بدستور جیہ رہا کیونکہ وہ سب پرانے حج و قیوم کے فیروں سے خود بھی محفوظ نہ تھا۔

جس طرح اس کا بیٹا پہلا طوس کی عدالت سے بچنے کے لئے اپنے باپ کے سامنے بیٹ کر گڑا یا تاکہ اعلیٰ اعلیٰ لکھا مسبق قحطی خدا میسر منہ سے موت کے پالے کو جٹالے (موت ۱۴-۳۶) لیکن بالآخر وہ نہ جٹا اور دو ہی سپاہیوں نے اس کی ہتھیلیوں سے میں میں ٹھونک کر صلیب چڑھا دیا۔

اسی طرح آج انکی ماں بھی بے بس تھی۔ وہ جو اپنے بیٹے کو نہ بچا سکا۔ اپنے بیٹے کے برست روں کی مدد سے بھی غافل ہو گیا۔ میں اس وقت جبکہ وہ آسمانی فرشتے کے لئے چشم براہ تھے دروازہ ٹوٹا اور فاختوں کی بھیب سو میں انکی طرف بڑھتی ہوئی نظرائیں جن میں سب سے آگے زور اٹھاتا محمد تھا۔

وہ آسمان کا فرشتہ نہ تھا۔ مگر زمین کا ایک رحمت فرزند ضرور تھا۔ اور آسمان کے فرشتوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ زمین کے فرشتہ خصلت انسانوں ہی نے زمین پر کام کیا ہے،

اس لئے اسی ہی تمام باشندگان شہر کو امان دیدی اس کے رحم و انصاف کا سخت سے سخت متعصب مسیحی برہمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے،

## توصیہ عبرت

غزینکہ یہ تصویریں قومی عروج و زوال، ایاب و ذباب اور عز و ذل و تعجب الہی کا ایک عبرت انگیز مرقع ہیں جن پر ایک قوم عظمت و کمائی کی مشاع تمام راجح کو کہہ اپنے سر مردان روائی سے رخصت ہو رہی ہے اور شہر کے دروازے پر جو کچھ ہورہا ہے یہ گویا جانور اٹے قاتلے کا اور داعی نگاہ ہے۔ جہاں

اس عدہ الہی کا ظہور دنیا کے گوشے گوشے میں ہوا۔ نہرو سو برس کے اندر صد تخت بچھے اور اٹھے کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں۔ لیکن اس کا رد الہ اسے اقبال کا آخری فائدہ وہ تھا جو سنہ ۶۸۷ میں مسلمانین سے جلا اور بانا حشر مسلمانوں پر یونانی اور رومانی عظمت کے مرنے لینے مسقطینہ میں پیچ کر مقیم ہو گیا۔ یہ بھی انقلاب آباد عالم کا ایک عجیب و غریب نمائندہ اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز تعیل تھی جب بینر نظامی حکومت کا مغرور تاج عین اپنی عظمت گاہ کے دروازے پر مسقطینہ پر دینا سب سے آخری زمانہ زور مسقطینہ کے سرے اٹار گیا تھا اور محمد فاتح کے سر پر رکھا گیا تھا۔ پہلا سر خدا کے آگے مغرور تھا اس لئے انکی زمین پر بھی وزن کے ساتھ تغیر آ گیا۔ دوسرے اس کے سامنے سر سجود تھا۔ ہاں اس کی زمین پر بھی سر سجدہ و مغرور ہوا وہ جب ۱۲۷۱ء کو سینٹ رومانس کے عظیم الشان بھاٹک سے منبر میں داخل ہوا تو اپنے گہوڑے کی پشت پر عہدہ عبودیت میں چپکا ہوا تھا۔

## فتح قسطنطنیہ

اس مرقع میں دو تصویریں ہیں۔ پہلی تصویر فتح قسطنطنیہ کا آخری محرکہ ہے۔ جب دروازہ شہر کی دیوار پر یونانی رومانی عظمت کی انوار تھی اور جہنگشوں کے بعد اس انقلاب کی گہرائی پوری ہو جائی تھی۔ جو سینٹ صوفیہ کے مسجدی معبد کو خدا کے پرستوں گاہ کی صورت میں بدل دینا والا تھا۔

دوسری تصویر سلطان محمد فاتح کے اولین فائدہ شہر کی ہے جس نے سینٹ صوفیہ کے دروازے کے سامنے پہنچ کر اپنی سواری روک لی تھی۔ کیونکہ اس کے اندر شہر کی اقصیٰ

صورت و نام راوی اس کی مثل الفت کے لئے موجود ہیں۔  
 دوسرا موقع فقیہی و فیروز مندی کا یثاقا فائدہ ہے جو اپنی  
 راہوں سے گذر کر شہریں داخل ہوتا ہے، جہاں سے کچھ دیر  
 پہلے اس کے پیش رو عمل کے ہیں اور پچھلے فائدے کی خوشنیں  
 نشانیاں جا بجا ابھی باقی ہیں،

توصیہ عبرت و بصیرت  
 کے لئے موجود ہے،

تفتی مستظریف

فقط  
 فاعتر و یا افعی الا بکھاسا

ساڑھے چار سو برس گزر گئے، گلاب تک

## مسلمانوں میں نفاق

اسلام کی الفت کے من مشہور نمونے  
 سب ایک تجویزے کہ دہلی کو نہ جگہ تھی  
 دین ایک خدا ایک رسول ایک کتاب ایک  
 الفاظ محبت کی طرح متفق ایک ایک  
 اک جلوے کے سب ست تھے اک چھوٹ کے لہلہ  
 اٹھے ہی تو اٹھے رسم عداوت کو ملنے  
 جب تک رہا آپس ملاپ کی انھی خوب  
 اب درو کی صورت میں یہاں افسوس اناؤ  
 پہلے تو نہ تھا دین میں کینہ نہ عداوت  
 جو تفرقہ انوار کے آیا کھا مٹا  
 اس میں اب تفرقہ خود کے پڑا ہر (حاج)

# الحزب النبی الاسلامی

## نظام حکومت الائمہ

### وامرهم شؤنهم

#### منبر

#### عام مکتب عقائد موجودہ

#### اور نظام حکومت اسلامیہ

یہ موقع نہیں کہ ان تعریضات مشکین و محاب عقائد کی نسبت زیادہ بحث کی جائے تاہم چند اشارات ضروری ہیں۔  
 (۱) کتب کلام و عقائد میں اصل اصول شریعی، و اہل باع است، و انتخاب امام و عدم تشخص و تعیین شخص کو صاف طور پر لکھا ہے، اور گو جس سے ان کا مقصد نظام حکومت اسلامیہ کی تعبیر نہ تھا بلکہ زیادہ تر تو فریقہ بدعت و جدل اور خلافت راشدہ کا خباثت امامہ اصول مذکورہ و جمہوریت کے کفر مباحث اس کے ضمن میں آ گئے،

لیکن اس میں شک نہیں کہ جس اہمیت و درست کے ساتھ اس مسئلہ کو کتب کلام کی جمیع مآلات اسلامیہ میں ہونا چاہیے، اور ایک ایسے اصولی اور دنیاوی مسئلہ کے لئے جس توجہ و اعتنائ کی ضرورت تھی اگر اس کو پیش نظر نہ رکھتے تو نہایت درد و اندیش کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ کہنا گیا۔ وہ کافی نہیں اور جس نظر اہمیت کو وہ متوجہ تھا، اس نظر سے عام طور پر اکثر استفادہ اسامین توہم نے اسے نہ دیکھا۔

لیکن اس اعراض سے نفیر یہ کہ کی بہت کی تہذیب صحیح نہ ہوگی بلکہ وہ اصل یہ علامت جس منسلک اور بہت سی حالتوں

کے، نتیجہ ہے بنی امیہ کے اس تسلط اور احاطہ مستبدہ کا۔ جس کے اثر سے ہمارے برحق کالٹر بھی متاثر ہوا۔ اور بدعتی سے عقائد و کلام کے تربیت سے گزرتے ہیں جن سے اس کی صدائے بازگشت آج تک آرہی ہے، بنی امیہ کی سب سے پہلی بدعت اور اسلام و مسلمین پر ان کا اولین ظلم یہ تھا کہ نظام حکومت اسلامیہ کا تختہ یکسر الٹ دیا۔ اور خلافت راشدہ جمہوریہ صحیحہ کی جگہ مستبدہ و ملک عضو کی بنیاد ڈالی۔ یہ انقلاب بیت شدہ یہ تھا اور بیت منکھ تھا کہ ملک کو کس پر راضی کیا جائے، اصحابہ کرام ابھی موجود تھے، اور خلافت راشدہ کے واقعات یکے کے بعد کی زبان پر تھے، اس لئے اس احساس اسلامی کو مٹانے کے لئے تقواریسے کام لیا گیا۔ اور جس نے قوت حق و معروف سے زبان کھولی اس کو نودہ شکنسید و خیر سے چپ کر دیا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب اور دنیا کا پھٹنے لگے۔ اور حقیقت روز بروز مستور و محجوب ہوتی گئی۔

ان کے بعد بنی عباس آئے۔ اس میدان میں یہ بھی ان کے در میں بدعتیں تھیں۔ تہذیب و تالیف اور تدریس و علم اسلام کے عروج ہوا تو وہ نہ بھٹکے موجود تھا۔ اور کلام کو رلہ تھا یہ جو امام اور قلیف کے حق کے خلاف کے لئے فسق و عصیت کو بھی مغر نہیں سمجھتے تو یہ کتاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا۔ جو کہ انہیں خداوندی اہل تعین اسامی کے دماغ لٹکن کرتا ہے پھر

اس بابہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اسلام نے سیاہ انتخاب علم کے اور کوئی صورت تعین خلیفہ یا ولی عہد یا دیوہ کی تشریح نہیں دی ہے۔ اور اس لئے کتب عقائد کی تعین و تعدد طرق لقب امام بالکل غیر ضروری ہے،

حضرات امامیہ کو امامت و خلافت کے لئے اجماع امت نہیں تسلیم کرتے۔ تاہم انکا ایک فرقہ (جاردیہ زیدیہ) حتیٰ امامت آل حسن و حسین صلوٰۃ اللہ علیہما میں محدود قرار دینے کے باوجود بھی آل طاہرین میں سے ایک کا انتخاب حوالہ تشریح کرتا ہے،

ان تشریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزو و قطب نہیں ملتا، انتخاب مفقود ہے؟

اگر ضروریہ اور ولیہ کی خلافت کی محنت سزاوارت سے مفقود نہ تھا تو ادا کیا جاتا؟

۱) ان تقریحات میں ہم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفہ کے لئے انتخاب عام دستورہ الامم و ملت کے ساتھ خلیفہ و سابقین کی تعین کو بھی ایک شکل سے تشریح دیا ہے، ورنہ اس میں حضرت عمرؓ کے انتخاب کی مثال پیش فرمے لیکن غور کیجئے، تو حضرت عمرؓ کے لئے گو حضرت ابو بکرؓ نے تو یہ کہی۔ لیکن اس پر تمام ارباب علم و فضل اور پر عبادتہ مسلمانین نے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ بھی تعین تختی نہیں بلکہ بمنزلہ انتخاب علم کے تھا۔

## احسن والو حسن کی دولت کدھر گئی

نوشیرواں وہ تیری عدالت کدھر گئی  
وہ گل سے بوئے عطر محبت کدھر گئی  
لے زال تیری دیکھ تو طوالت کدھر گئی  
بجی تھی جو عمر و د کی نوبت کدھر گئی  
حوریں کدھر گئیں تیری جنت کدھر گئی  
کل انکی جو تھی عظمت و شوکت کدھر گئی  
محل سے بٹے ایسے کی صورت کدھر گئی  
منروہ کی وہ شوکت و شہرت کدھر گئی  
پوچھو تو ان سب انکی نزاکت کدھر گئی  
ان سے کوئی یہ پوچھے وہ نوبت کدھر گئی

وہ دبا بد و شان وہ شوکت کدھر گئی  
اخلاص کی حیدر! وہ صورت کدھر گئی  
رستم کہاں ہے وہر میں سہراب کیا ہوا  
فرعون تیرا جادو چشم خاک ہو گیا  
سٹ راد تیرا کیا ہوا دعویٰ حسد الہی کا  
زیر زمین کسندرو دارا ہیں دفن آج،  
شیرین کہاں ہے کوہ کن و تیر کیا ہوئے  
کسریٰ کا وہ جلال وہ دامن کا ستم  
جن کے بدن میں پھول بھی جیتی تھے شکار  
غمازی سہوین نہ رکھتے تھے جو قدم

کامل تھی فن شعریں جو گل کئی بستر  
صورت کہاں ہے انکی وہ شہرت کہاں گئی

## بَابُ التَّيَارِخِ

تَیَارِخِ اِسْلَامِ کا ایک غیر معروف مَصْنُوعُ

مُلَکِ حَبَشِیْنِ اِثْنِیْنِ اَیَّامِیْ حَکومتِ

سَاتَوِیْنِ اَوَّلِ اَٹھویں صدی کے چند مجاہدین

تَمَبِشہ

دَعْوَاتِ اِسْلَامِ

حبشی خزانوں نے کس تلوار کے زور سے اسلام کے آگے سر  
اطاعت ختم کیا۔ یقیناً وہ فولاد کی تلوار نہ تھی۔ بلکہ اخلاق اسلامی  
کا وہ حربہ امن و زندہ کی تہا جس نے ہر ذلے اور مردوں اپنے  
جوہر دکھائے، اور آج بھی محمد ﷺ کو زندہ نکال دیتا ہے۔  
ازلیہ اور خدائی تاثیر یا میں آج جس سرعت سے اسلام خود  
بجود پھیل رہا ہے اس کی روٹاؤں نے مسیحی ششوں کی کارروں  
کو ناکدہ بنا دیا ہے، لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ تلوار کی کات  
نہیں ہے، کیونکہ تلوار کا قبضہ تو اب چاروں ہاتھ سے نکل کر  
شیروں کے ہاتھ چلا گیا ہے اور چار ہی گروہوں ان کے آگے بڑھ  
دی گئی ہیں۔

سُلْطَانِ مَصْنُوعِ کی گرفتاری

سُلْطَانِ مَصْنُوعِ چاروں مَصْنُوعِ قلوب و اجسام کی محبت  
کے ساتھ دس دن ملک و ششوں کے اختلافیں سرمدیان پڑا  
رہا۔ حطی "گو اس تربیت کی حب خبر ہوئی تو بے شمار فوج و

چارے ان دشمنوں نے جن کی جنگی باہم سی لاکھ گونہ  
بھی داغ غریزی سے خالی نہیں، ہرکے ہمیشہ ملانہ دیا ہے کہ خلی  
اسلام صرف تلوار ہی کی دھوپ اور صرف قہر و اکراہ ہی کی  
فضا میں پروں پاتا ہے، لیکن تاریخ نے ہر موقع پر گواہی دی  
ہے کہ نشر و دعوت اسلامی کا سبب قہر و اکراہ نہیں، بلکہ صرف  
رضا و صلح، حسن اخلاق، اور استیلائے مسلمین، تکلفیں رہا  
ہے،

خلفہ یعنی حبش اور مسلمانوں کے درمیان سسیناؤں  
مہر کے پیش آئے اور کشمکش میں مسلمانوں نے دشمنوں کے جسام  
کو احاطہ سیاست اسلامیہ پر مجبور کیا۔

لیکن دلوں کو تہوں دین اسلام پر کب اور کہاں مجبور کیا  
ہاں ہر موقع پر اسلام کے معجزہ اخلاق و احسان پر ہی کی ایک تلوار  
چمکتی تھی جو ہر قوم و عقائد فاسدہ کے دھماکے سے گذر کر قلوب  
و ادواح کو ستر کر رہی تھی،  
چنانچہ گذشتہ نمبر کے خاتمہ پر ہم پڑھ چکے ہو کہ دس ہزار

جس کا فرمانروا ہوا۔ وہ اپنے اعمال جلیلہ کے محاسبے ان سلاطین اسلام میں جگہ پانے کے لائق ہے، جن پر تاریخ عالم ناز کرتی ہے،

برعبدالغلاب ملکی کشکون رسم ہوتا ہے، بربر کی توں جواب تک حکومت اسلامیہ کے ماتحت تھی۔ اب آغاؤں بغاوت ہو گئی۔ حرب جو سن ایک نو مسلم حبشی سردار اسکی نارب کی غنڈہ سے روانہ ہوا۔

## صلح جنگ اور عفو

حب آئین اسلام  
وَأَنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا، فَاَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا  
اگر مومنوں کی دو جماعتیں آمادہ جنگ ہوں تو ان دونوں میں صلح کروادو،

حرب جو سن نے پہلے شرائط صلح پیش کئے لیکن بربر اپنی خباثت و بغاوت پر قائم رہے، حرب جو سن نے اس کے بعد کی دوسری آیت کی تفسیر کی، یعنی

فَإِنْ لَيْتَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ ظَلَمًا، فَقَاتِلْهُ إِنْ تَبَيَّنَ حَتَّى يَفِيَّ أَلْعَ أَوَّلَهُمَا، إِنْ رَأَى دُجَا عُنُورٍ فِيهِمْ  
ایک اپنی سرکشی پر آدھی دبی تو اس سے اس دست تک جنگ کرو جب تک کہ وہ فرمان الہی کی طرف رجوع نہ کرے۔

اب بربروں کو سون آیا اور آواز صلح بند کیا۔ پس حرب جو سن نے تیسری آیت کریمہ پر عمل کیا۔

فَإِنْ نَارَتْ فَاَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِأَعْدَلٍ وَاقْسَطُوا  
اِنَّ الدِّينَ حُبُّ الْمَقْسَطِ

جب وہ باغی جماعت فرمان الہی کی طرف رجوع کرے۔ تو پھر باہم عدل و انصاف سے صلح کرو۔ اور صلح کرنے والوں کو دوست رکھنا ہے،

حرب جو سن نے اس ہم سے فارغ ہو کر مصلی کی طرف رخ کیا اور اس کو شکست دی، جعلی نے پھر ایک بڑی فوج جمع کی۔

سلطان کے ساتھ سلطان کے مقابلہ کو نکلا۔ ظاہر ہے کہ سلاطین میں اس سمیت عظیم کی مقاومت کی تاب نہ تھی۔ تاہم آخر تک استقلال سے کھڑے رہے کہ فرامین الوعد شریعت اسلامیہ میں کفر ہے، دس مسلمان سرداروں نے جاں نثاری اسلام کا حق ادا کیا۔ بالآخر سلطان منصور اور امیر محمد بنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے اور اس وقت تک آزاد نہ ہوئے۔ جب تک کہ انکی روح زندان جسم سے آزاد نہ ہوئی،

یہ واقعہ سن ۸۲۸ ہجری کا ہے، سلطان منصور کو قتل ۲ برس حکومت کا موقع ملا۔

## سلطان جمال الدین

کسی قوم کے خدا کی نظر دلیں میں محبوب ہو نیکی سب سے بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی خاک افراد عالیہ اور اعلاہم و جلال کی پیدائش سے ہمیشہ اپنی نسل عظمت کو باقی رکھتی ہے، آج ہماری مصیبت عظیمی یہی ہے کہ تنہا در جلال کی پیداوار ہم میں کم ہو گئی۔ ہماری بزم سے جو فرائض ہیں، اپنی جگہ خالی چھڑ جاتا ہے، پس اس دن پر اندوس اگر وہ دن ہماری بدقسمتی سے آئے والا ہی ہو، جب ہماری مجلس کا پر گوشہ بیٹھنے والوں سے خالی ہو گا۔

اب ان ایام خمس و شوم میں ان روزائے مہمون و معمود کی یاد کیا بھو۔ جب کہ اسلام کا گوشہ گوشہ مس شمر کی صداقت سے معمور تھا۔

سے اذامات مناسبہ و غلبہ سے قول لما قال اکبر الخول  
دیم وہ میں کہ جب ہمارا ایک سردار ہم میں سے اٹھ جاتا ہے تو دوسرا کھڑا ہوتا ہے اور پھر وہ وہی کہتا ہے جو روزگوں نے کیا تھا اور وہی کرتا ہے جو روزگوں نے کیا تھا

نہیں صدی ہمارے غم اقبال کے لئے کوئی اچھا موسم نہ رہا۔ تاہم زمین میں پیدا دل کی موت ابھی باقی تھی۔ سلطان غنڈہ کے بعد اس کے وہ سرابھائی سلطان جمال الدین حکومت چلا

کی فوج تازہ دم تھی اور دونوں طرف جمیعت عظیمہ صف آرا،  
تاہم مسلمانوں نے ہزیمت نہ اٹھائی اور ہر فوج دوسرے فوج  
کا بازو و باکرمٹ گیا۔

## سلطان کی شہادت

خانہ انبی ساقشات قدیم حکومتوں کا جزو لاینفک ہیں،  
سلطان جمال الدین گہرگو باہر دشمنوں سے جنگامہ آرا تھا اور  
گہرگو اس کے علم زاد بھائی اس کے لئے سازشوں کا دام پھینکا  
رہے تھے۔ چنانچہ انھوں نے کرسہ ۸۳۵ھ میں سات برس  
کی حکومت کے بعد بھائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ حالانکہ  
دشمنوں کی تلوار سے اسے کوئی خوف نہ تھا۔

سلطان جمال الدین اپنے عہد میں جمال چہرہ  
اسلام اور رونق مجلس ملت تھا۔ فتوحات کی کزشت اور  
رقبہ حکومت کی وسعت میں اپنے پیش روؤں کو  
ہمیشہ اہم اور مسلم و فضل کا ہمیشہ شہر دان رہا  
اس کے دربار میں فقہاء و علمائے کرام جمع رہتا تھا

## عدل و انصاف

میں تعلیم اسلامی کا ایک صحیح اور کامل نمونہ تھا۔

اور جہد میں اگر خیرین ہوا۔ سلطان خود اس کے مقابلہ کو نکلا  
اور مظفر و منصور و اس آبا۔ اس پہ جلی نے مسلمانوں سے آخری  
انعام لینے کی کوشش کی۔ اور عزم کر لیا کہ وہ اس فوج کے  
بعد ملک حبش کے کئی گوشہ میں بھی کلمہ گوئے اسلام زندہ نہ  
رہے پائے۔

سلطان بھی فوج کے اجتماع و اہتمام میں پوری قوت  
سرکت کی اور آخر وہ ساعت آجی جب کفر و اسلام کی دو  
فوجیں اپنے پھر کھولیں۔ کل تین چھینے تک اسلام کی تلوار برق  
بیکر قوت کے باؤل میں چبکتی رہی، تیسرے یعنی پردہ  
ابرجاک ہوا۔ تو نظر کیا کہ حبشان کی، قلم اسود، مقتد لین کے  
خوف سے بکسر سرخ ہے، جلی جان، لیکر جنگا گیا ہے،  
اور مسلمان مال خیریت کے خزانوں کو باہم تقسیم کر رہے ہیں،  
اس کے بعد سلطان نے ایک دوسرے اعلیٰ معیار  
کی تیاریاں شروع کیں اور عا کر اسلام کی ایک ایسی جہالت  
کے ساتھ جس سے بڑی کوئی جمیعت حبش میں علم اسلامی  
نے کبھی جمع نہ کی تھی روانہ ہو گیا۔

جلی مقابلہ سے عاجز تھا۔ پانچ مہینے تک شہر شہر آواہ  
پہرہ دارا۔ سلطان اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ بالآخر سلطان مظفر  
و منصور غنائم کثیر کے ساتھ دارا غلافت کی طرف مراجعت  
فرما ہوا۔

اس کے بعد ہی ایک اور مسر کر کشیدہ و صعب پیش آیا  
مسلمانوں نے ۲۰ دن کی مسافت طے کر کے دھاوا کیا، عظیم

## سعی و استقلال

اتفاق پہ کا بیکہ جسم جان چمک بنگ لال ہو جا  
 ازل میں وہ تر بے نیاز کی شش حقیقی زب چاندی  
 ہر اک حقیقت میں ہو کے شامل ہر ایک جوت میں کے وہیں  
 کہا یہ پانی تے مجہد کو ہم یلگاتہ بچہ کو سا جو جم  
 ٹھہر ٹھہر مضر بن ہو دل گندہ ہی قریب منزل  
 ترقیوں کا کہہ ہی میل نہ اہمت اگر جو انسان  
 پیار میں ہی خزاں کا کیا ڈھنسی کیوں بن گل تر  
 تری بلندی کی گوی فطرت مگر ہی پستی میں غرخت  
 اٹھ کے سر کیمہ یا رخ تو کہہ یہ کیا ہی تو کہہ کہہ ہو  
 دھماکے گراگ ہوا تر کو بنائے امن دن مگر کو  
 یہ نقص تجہ میں کمال کی نہ قال کا ہر نہ حال کا ہو  
 اگر ہے سر میں ہوا ہی دلبر اگر ہے سینے پہ غم کا پتھر

لگا اسی ہمیشہ سی نو سے ہو و گئی تپاں ہو جا  
 زمیں پہ کیوں رہی یہ خاک بازی پھر ہی ماضی کا حال  
 جلال پر ہوتا زور دل خدا کے نور جمال ہو جا  
 گھر گھر و مثال شبنم عرق عرق اشغال ہو جا  
 کچھ کچھ شکل ماہ کامل سنور سنور با کمال ہو جا  
 کہا تھا بن تپاں شیر عزان نہ یہ کہ رو خیمال ہو جا  
 بساں غنچہ شگفتہ ہو کر رنگ گلشن نہاں ہو جا  
 شہید ہو جا بقیع الفت و نور سیم نہ حال ہو جا  
 حساب آسا شاکے خود کو عزت و اجر وصال ہو جا  
 جو سنگت میں پھر نہ سر کو جو تیغ چمکے تو دھال ہو جا  
 جواب تو خود سوال کا ہی جواب بن یا سوال ہو جا  
 بصورت سرمہ پس پا کر عذار جاناں کا خال ہو جا

ہمیشہ دل محبت زار میں نے کہ سر تھا مانہ آستان ہو  
 کسی کے قدموں پہ جان دیدی خاصیت پامال ہو جا

بہشت اور

# قضاء قریش

نسب

ہر کہ عہدہ کے لئے اس منصب کا خاتمہ ہوا۔ جب عظم مولانا قاضی غلام محمد (نواسہ مرتضیٰ) ہی ہوئے جن کے سوانح حیات مختصر اکثر مسئلہ کے رسالہ القرین میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو عموماً اقبال اپنی حکمال کو پہنچا جاتا اس لئے اب زوال کی باری آئی۔ کہ مسئلہ کے اخیر پر مسکوں کے جو رد و نظر اور غارتگری کی وجہ سے امین آباد سے دو اہل قتل مکان کی نوبت بھی آگئی جس کی بنا پر شیخ فتح امین قاضی غلام محمد بن شیخ غلام علی نے بالآخر قریہ سادو گورابہ کو اپنی اقامت کے لئے منتخب کیا اور بنی قیامت جاؤ اور غیر منقولہ و نقد امین آباد کو عہدہ کے لئے خیر باد کہا اس وقت اگرچہ تخت اٹھایا اور ملحدی نہ گئی کی مثال تھی۔ تاہم لقب قاضی بدستور و فادار رہا۔ اور یہاں پہنچ کر بھی اس نے بیچا نہ چھوڑا جاہ فقیران کے مستقل علیحدہ قبرستان بنا تو اس کا نام قبرستان قاضیاں ہوا۔ گاؤں کے جس محل میں رہے اس گلی کا نام کلی قاضیاں ہوا۔ یہی حکومت کے آخری ایام میں جد بزرگوار قاضی پیر بخش صاحب مرحوم کا دار و امین رہا۔ تصفیدار ہوئے، تو قسمت ۴، ۱۹۰۲ء بمطابق میں آپ کے نام جو مراسلات جاری ہوئے۔ تو ان میں بعض مرتب آپ کو مبالغہ پر بخشش ترضی اور بعض دفعہ مبالغہ پر بخشش

حضرت شیخ سید محمد کی اولاد سے بنو بیت سے صاحب علم و عمل، متبحر اور متدین ہوئے، جن کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں، مگر یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیخ عبداللہ نام بن شیخ عبدالوہاب جو شاہجہان کے عہد کے اخیر اور حضرت اورنگ زیب کے ابتدائے عہد میں ہوئے۔ سلسلہ نظم میں سے مسلوک اور دلی انداز سے، اپنے ائمہ زمین زمین موافق سے دست برداری اور معتقدہ ویں سے تھا۔ ایک موقع پر چالیس بلکہ زمین ائمہ مدعاس کا فرمان زمین بہر و حقوق خاص مرقوم شدہ اور جنس ہیمنت مانوس عالمگیر مطابق مسئلہ ۱۱ پیری بام نامی اور حضرت بذات خود شہنشاہ اورنگ زیب سے ملے بطور نذرانہ پیش کیا جسکو آپ نے قبول فرمایا اور کہا کہ بیکار رعایت، مگر کہ طالب است اور امید اورنگ زیب عدم قبولیت نذرانہ سے مغلوب الحال ہوا۔ بالآخر اور کوئی چارہ کار نہ پا کر اس نے دہی فرمان بغرض شرف قبولیت حضرت کے اندرون حرم ہر طرح پہنچا دیا۔ اور صفت و تسلیح کا اظہار کیا۔ جس پر بد شکل تمام اس کا وہ نذرانہ شرف اجابت کو پہنچا۔ حضرت عبداللہ کا وہاں سائنہ پیری میں ہوا۔ تاریخ وہاں یہ ہے، **اِنْجَلِ جَنَّتَا** عبداللہ نام ہیمنت و اب مسعود باو، **اِنَّہ** سائنہ میوں کے نشان کیسے کیسے

ان خصوصیات کے علاوہ مثل گرنٹھ کے عہد حکومت سے بھی باوجود مختلف خاندان میں منصب قضا و اولیٰ قضا سورتی چلا آتا تھا۔ اور مولانا محمد عیوض محمد شاہ بادشاہ دہلی کے ہم پیش تھے۔ مگر منصب قضا و انسانی آخری گریز جس

ان زمین آباد میں ہی تباہ ظاہر والا پرستش قاضیاں۔  
جدا گانہ ہے۔  
۱۵۵ آہ! بزرگوار قاضی فتح حسین صاحب مرحوم اپنے پیر  
پس کو کٹھ بلوچ تار، نظر



# حشر جذبات

(از غنیا سید محمد ثاقب صاحب کانپوری)

|                                            |                                            |
|--------------------------------------------|--------------------------------------------|
| منظک ام کن کے ہر ذرے سے قوت آشنا ہو کر     | بقا کو ہسم نے پایا مجلس آرائے فنا ہو کر    |
| قیامت کا نمونہ ہی کہ جلوے کی پر آشوبی      | وہ محو ناز ہوتے ہیں نسوں سا زادا ہو کر     |
| مثالی عشق نے حرم ہوس کی گرم بازی           | برنگ غامضی حیرت فرود شمس مدعا ہو کر        |
| اٹھاؤ تیغ رہ رہ کر نہ دیکھو بغضِ لب کو     | رگوں میں دوڑ سکیگا لہو آبِ بقتا ہو کر      |
| کرشمہ از بایں میں بخت کی ناساز گاریں       | پلٹ جاتا ہی دم بھر میں یہ ستوخ بیوفا ہو کر |
| وہ جلوہ جو نہ تھا خوابِ خیالِ نرم تہی میں  | نظر آتا دل و دید کو سرگرمِ فنا ہو کر       |
| رد امی اشکِ مین پہاں کئی کچھ تہا خوں دل    | ڈلو یا مہبطِ غمِ وضع ناموسِ فنا ہو کر      |
| نمکِ نشانِ جویوں بادِ سحر حیرانِ ہر چار گہ | کہ ہے زخمِ جگر گلِ ریزِ نفشِ مدعا ہو کر    |
| ہو امی دامنِ خنجر تھی عنوانِ حیاتِ غم      | پسینہ موت کا بہنر لگا سوچِ بقا ہو کر       |

صنم خانہ کا حسن لا او بالی قہر ہے ثاقب

ہو تو کئی بے نیازی دمِ ندے سے متکو خدا ہو کر

# قلم و دکن

## اعلیٰ حضرت حضور نظام کامرتایہ فرمان

مور یا تعلقہ کے عہدیدار و سربراہ آئندہ انخاص مقامی  
نذر بالمشافہ میں کر سکتے ہیں اور اس حد تک کچھ قیادت  
نہیں ہے،

میرے اس حکم سے تمام سابقہ فرامین کی جو کہ خاص  
اس باب میں جاری ہوئے تھے، انکی منسوخ ہو گئی ہے اور  
آئندہ جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ بعد تحقیقات  
سرکار کے اس جوابہ فساد پائیگا۔ اگر میں یہ کہے بغیر  
نہیں رہ سکتا کہ میری رہائش کے نامہ سابقہ سے تا انیدم  
ملک و مالک کے ساتھ خیر خواہی و فاداری کا جو ثبوت  
دیا ہے وہ ہر طرح قابل ستائش ہے اور یہی ایک چیز  
ہے جو کہ حاکم و محکوم کے تعلقات کو دن بدن مستحکم و  
خوشگوار بناتی ہے،

(دستخط) اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالیٰ مدظلہم العالی

گراں قدر عطیہ

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے پچاس ہزار کا گرانقدر عطیہ  
دہ ہلال حرم کو عطا فرمایا مگر مسلمان دنیا کو منون فرمایا  
ہے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خزانہ فیض حضرت اب  
صاحب بہادر دام پور اور خزانہ اللہ نظام کن نے ایک  
عمدہ مثال دہ ہلال حرم کے لئے قائم فرمایا مگر اسلام کی  
شان کو بگٹے نہیں دیا۔

حضور نظام کی فیاضی

تمام ہندوستان اور برہمن ہندوستان کے اکثر اسلامی  
مالک سلطنت اسلامیہ آصفیہ کے دست کرم سے فیضیاب  
ہو رہے ہیں اور ہندوستان کے تو بہر علی و دہی کام کو اس  
اسلامی سلطنت سے امداد پہنچ رہی ہے، ابھی حال کا ذکر

ممالک حضور نظام حیدر آباد میں دستور ہے کہ حضور نظام  
(علاء الملک) کی پیدائش کے دن تمام ضلعوں سے مقدس اور  
مختلف ریاست میں بھیجے جاتے ہیں اور اس طرح بہت سی  
تکالیف ہوتی ہیں، حضور نظام والے دکن نے ان تکالیف  
کے دور کرنے کے لئے ایک فرمان جاری کیا ہے، کہ اب یہ  
مختلف اور ندریں جب حضور ملک میں دورہ کریں گے،  
تو اضلاع اور تعلقہ کے لوگ اور انہیں خود حضور کے پیش  
کریں۔ کیونکہ اس طرح کوئی تکلیف نہیں ہوگی، جو آدمی  
اس فرمان کی مخالفت کرے گا۔ وہ گرفتار کے سامنے  
اپنی کارروائیوں کے جواب دینے کا دوسرا درہوگا۔ فائز پر  
نہ انگریز اللہ ٹائیٹس نے کہا کہ خیر خواہی اور فرمانبرداری  
کے ثبوت جو رہا یا ہے شروع اس وقت اپنے بادشاہ  
کے سامنے پیش کئے ہیں، ہر حالت میں قابل توجہ ہیں  
اور یہ برائی رسم ہی صرف ایسی چیز ہے جو راجی اور  
رہا کے درمیان خوشگوار تعلق پیدا کرتی ہے،

## فرمان اعلیٰ حضرت حضور نظام

چونکہ میری سامگروہ کے موقع پر ممالک محروسہ سے  
مختلف رہا یا جو نذر میں ہوتے ہیں۔ انکی وجہ سے ہر  
سال کچھ نہ کچھ بدعنوانی عورتی بہت پیدا ہوتی ہے،  
لہذا میں حکم دیتا ہوں کہ آئندہ سال سے یہ طریقہ قطعاً  
موقوف رہے تاکہ بدعنوانیوں کا ہمیشہ کے لئے سدباب  
ہو جائے، البتہ جب کبھی میں بطور تبدیلی مقام یا تفریح  
ممالک محروسہ کے کسی مقام پر جاؤں تو صرف اس ضلع

سب سے کہ میں نے اعلیٰ حضرت سلطان العلوم تاجدار دکن کو توجہ دلائی تھی کہ دہلی میں شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر غازی کی دفتر زینت النساء بیگم کی قبر بالکل شکستہ ہو گئی ہے۔ جو مدیا گنج کے محلہ میں موجود کی بانی ہوئی مسجد زینت الساجد نامی کے صحن میں واقع تھی اور جس پر یہ ستر گنہ بنا ہے مومن مادمہ فضل خدا تبارک است

سایہ از ابرہمت قبر فویش بایست

غدر کے بعد اس قبر کی حالت بہت متباہ ہو گئی تھی اور کشتہ وغیرہ بھی بنا دیے ہو گئے اور انہ لٹے ہیں کہ چند روز کے بعد کسی شخص کو یاد بھی نہ رہیگا۔ کہ یہاں شہنشاہ ہند کی نور نظر دو شاہ اور کھڑے کر پڑی ہوئی ہے۔ اگر شہر یاد دکن اس طرف توجہ فرمائیں۔ تو تمام ہندوستان کے مسلمان محسوس ہونگے،

اس کے جواب میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اعلیٰ حضرت تاجدار دکن نے بذریعہ محکمہ امور مذہبی نواب علی نواز جنگ بہادر ممتاز تعمیرات کے نام فرمان جاری فرمایا ہے، مقبرہ زینت النساء بیگم کی تعمیر کر دی جائے اور حسب تفصیل فرمان شاہی نواب علی نواز جنگ بہادر نے سید علی رضا صاحب بختیئر تعمیرات محلات شاہی دہلی کو اطلاع دی ہے، کہ مقبرہ مذکور کی تعمیر نظامی کے مشورہ کے موافق کر دی جائے،

مجھ کو امید ہے کہ تمام مسلمانان ہند اس تازہ محبت شہر دانہ کی جنس شکر تاجدار دکن کے شکر گزار ہونگے اور ان کے لئے دعا خیر کریں گے۔

آپ کی روشنی خیاالی

بزرگوار اللہ تعالیٰ نس اعلیٰ حضرت حضرت نظام ہادی قوم کے ایک روشن خیال فرمانروا میں رعایا کے ساتھ بلا خیال و ذمہ اور رحمت کے مساوات کا رتاؤ کرنا ریاست نظام کی اور بالخصوص موجودہ فرمانروائی ہمیشہ نمایاں

خص صیت رہی ہے لیکن بدستی سے برٹش انڈیا میں چونکہ کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کا مقصد ہندو مسلمانوں میں منافرت پیدا کرنا جسکی وجہ سے برٹش انڈیا میں ہمیشہ ہندو مسلمانوں میں فساد رہے ہیں لیکن ریاست نظام کی یہ خصوصیت ہے کہ یہاں کبھی ہندو مسلمانوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب سے ہندو سنگھن اور ہندو سہیا کی تحریک شروع ہوئی اور برٹش انڈیا میں اس کثرت کے ساتھ ہے وہ بے مختلف مقامات میں ہندو مسلمانوں کے درمیان فسادات ہوئے، جسکی نظیر پھلی مدی میں ملتا دیکھا ہے، از باہد افسوس اس کا ہے کہ ہندو سہیا اور ہندو سنگھن کی تحریک کا اثر ریاست حیدر آباد میں بھی پہنچا۔ اور پچھلے سال گلبرگہ شریف میں ہندو مسلمانوں میں سخت فساد ہوا۔

ابھی گلبرگہ شریف کے فساد کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ حیدر آباد میں ہندو سہیا اور ہندو سنگھن کے حامیان نے تجویز کی کہ ہندو سہیا کا اجلاس ٹرے چانہ برعید آباد میں بھی کیا جائے اور اس اجلاس کے پرزیدینٹ پنڈت مدن موہن مالوی ہوں، کون نہیں جانتا کہ پنڈت مدن موہن مالوی کس خیال کے شخص ہیں، اعلیٰ حضرت نظام نے جب یہ سنا تو بذریعہ ایک فرمان کے پنڈت مدن موہن مالوی کے ریاست میں داخلہ کی مخالفت کی۔ یہ فرمان بطور خود اس امر کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت نظام کس قدر روشن خیال اور باخبر فرمانروا ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے فرض کا احساس فرمایا اور ملک کو بد امنی سے محفوظ رکھنے اور ریاست حیدر آباد کے ہندو مسلمانوں کو نا اقلان کی بلا سے محفوظ رکھنے کے لئے جو تدبیر سب سے زیادہ مناسب اور موزون تھی وہ اختیار کی۔ لیکن اس فرمان پر ہندو اخبارات ہندو سہیا اور ہندو سنگھن کے حامیان انہماک لاریضی کر رہے ہیں جو خلاف توقع نہیں ہے تعجب تو یہ کہ

فی احادیث نہ دیں۔ تو یہ حضرات آپ سے یا ہر مردِ جاہل،  
بہر حال ان حضرات کا افسانہ یا راجحی کوئی وقعت نہیں  
رکتا۔ بلکہ بڑی خوشی اور خوشگے خان یہ امر ہے کہ ریاست  
حیدر آباد کی محکمہ صحت قدرہ شعیانہ اور محبواہ جنوں میں کوئی  
اپنی رعایا کی بہشتی کے مقابلہ میں کسی وقعت کی پروا نہیں کرتے۔

کہ اگر سیاسی لیڈر کشمیر جانا چاہیں اور وہ بیکشہر ان سے  
مافک کی اجازت نہ دے تو یہ حضرات کسی قسم کی نقدِ عینی  
یا اعتراض نہ کریں۔ لیکن ہندو سنگھن اور ہندو سہا  
کی وجہ سے برٹش ہندیا میں فساد ہوں اور ہندو سنگھن  
کے بانی کو اگر محضرت حضرت غلام اپنی ریاست میں آئے

## قدم کو آگے بڑھاتے جاؤ

مے نہ جیتک نشان منزل قدم کو آگے بڑھاؤ  
پہلے چلو تم بھی سبیلِ سخن جہاں کو سب سے دیکھا جاؤ  
نوید لا تقنط سے تم پس وں کی حارسِ ناؤ جاؤ  
ہے آئے والوں کی در و تلو کو کوئی پورا نکالتے جاؤ  
لگیے گا مقصد کا پھل اسی میں تم آب زر بناتے جاؤ  
نہیں گلزارِ قوم ہو تم دلوں کے غنچہ کھلاتے جاؤ  
کچھ آبِ محمدی ہو پیا کر اب اسکی رونقِ بزارِ جاؤ  
جو دینِ قوم پر ہو رخصتہ تو چلے کے اسکو ملاتے جاؤ  
کر لگی قدرت مدد تمہاری تم اپنی گھڑی بناتے جاؤ  
اگر ہے غیرتِ مہاروی دلیں تو لڑ کے کچھ بھی کیا بناتے جاؤ

جبین پہ بل تک نہ آئے ہرگز صلو تو بنو اٹھاتے جاؤ  
ستارے تیل میں فلکِ پزیر میں پریشان مسند  
عنانِ بہت کو ماتہ ہو دو نہ رہو ان طریقِ الفت  
شجرِ تمہارا جو کوئی ہوتا تو بیٹھتے آج زیر سایہ  
راضِ ملت میں جو نگلیا۔ بہاں تم نے جو آرزو کا  
خزاں ہلاک تک عملِ بیجا۔ بیگی پھر تو گی یہ کیتک  
زمانے کے رنگِ ٹھنگ دیکھو روشن پہلی زمین کی بڑ  
رہے ناکِ فروز قوم جاہل ہر اک کو علم و ہنر سیکھاؤ  
یہ آئیہ غیر اللہ ما بقوم کا سب سے اشارہ  
بتاؤ گاتے رہو گے کب تک پرانے لوگوں کے کارناؤ

رہہ ترقی پہ چل چکے ہو تو تھک کے پھر پیچ میں نہ بھٹو  
مگر کو بہت کمی کس کے ہاند ہو قدم کو آگے بڑھاتے جاؤ

## تذکرہ برادری

### تسلیتی ٹاٹ سکول

فی زمانہ عوام کی توجہ تعلیم و تربیت کی طرف اور وہ بھی اصولی ملازمت کے لئے بہت زیادہ ہے، تعلیم القرآن اور دینیات ایک غیر ضروری چیز سمجھ کر ایشیائی پشت والدی لگی ہے۔ مگر معوی سے معمولی مسائل میں کو ادا کن اسلام تک سے ہمارے فوجان واقف نہیں، اور یہ ایسی کمی اور افسوسناک کمی ہے جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی، ہم یہ سنگ نہایت غم سے ہوئے ہیں کہ ایشیائی میں چند در صد ان کی توجہ اس اہم اسلامی خدمت کی طرف مبذول ہوئی ہے، اور وہ قلیل فی ٹاٹ سکول کے احصاء کی فوری تجاویز میں لائیوں سے ہیں، اس سکول میں انگریزی تعلیم صرف اس قدر ہی جاری ہے جس سے کاروباری خلاء و کمالات کی وسعت ہو سکے، تجارتی اور دکانداری تعلیم کا یہی انتظام ہو گا مگر تعلیم القرآن اور دینیات کا اس قدر معمولی و مناسب انتظام ہو گا کہ فارغ التحصیل طلباء اچھے خانے مناظر وسیع ہوں، خیال نہایت نیک، یہ خداوند تبارک و تعالیٰ عز و مجدہ بانیان کی مدد فرمائے اور استقلال و ثبات دہی عطا کرے، آمین!

طلباء کے داخلہ میں توثیق کا کوئی سوال نہ ہو گا یہ مسلمان ضابطہ جو نہ کے ماتحت داخل ہو سکیگا۔ ناظرین القریش سے حضور صا اور دیگر برادران اسلام سے خیرات ہم سفارش کر سکتے ہیں کہ وہ اس کا رضی میں مالی کر کے عند السر ماجور و عند انکار شہر ہوں،

ایڈیٹر کو با مر محبوبی حیدر آباد کاسفور پین ہے، اجلاس کے انتظامی امور بعض اہم معاملات کو چونکہ میری ذات سے بہت زیادہ تعلق ہے اس لئے اجلاس کی تاریخ واپسی پر مقرر ہوگی جو غالباً ستمبر سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جون کا مہینہ نہیں گزر جائے گا۔

انجن کی طرف سے خواجہ غلام صادق صاحب سبک برسی سکونر و ڈسٹریکٹ سرگوتھان بہادر کا معزز خطا عطا ہوئے پر مبارکباد دی گئی۔

عالی جناب خاتمی عزیز الدین احمد صاحب دیوانہ سیات دتیا کو "سی۔ آئی۔ ای" کا معزز اعزاز اور راجہ صاحب محمود آباد کو "مہاجر" کا ٹائٹیل عطا ہوئے پر انجن کی طرف سے مبارکباد دی گئی،  
مؤرخ الذکر ہرود بزرگ ہمارے خاندان (قریش) کے معزز رکن ہیں،

بٹالہ، گد و سپور اور امرت سر کی قریشی برادری میں شاد دلوں کی مختلف تقریبوں میں ہوئیں انجن مذکور کو مالی امداد دی گئی اور انجن کے مجوزہ مسودہ خطوط قبیوہ پر عمل کرتے ہوئے نفوذی رسد سے اجترار کیا گیا۔  
امید ہے کہ دیگر مقامات پر بھی لغو و بیہودہ و مضرت رسم و رواج کو ترک کر کے کو شش کی جائے گی،

درخواست ہائے ممبری و ممبر کسی آئینہ شینگ میں

انجن قریشیان ہند

## بزم احباب

### توسیع اشاعت القرین

القرین کے آمدن کا گوشوارہ مئی کے رسالہ میں چھپ کر دیا گیا ہے، ان حالات کی موجودگی میں رسالہ کا جاری رہنا مشکل ہی نہیں، بلکہ ناممکن ہے، مگر چونکہ درمندان قوم اس کی سستی قومی شیرازہ بندی کے لئے نہایت ضروری خیال کرتے ہیں، اس لئے اس کے بغا و احیا کے لئے وہ عز کر رہے ہیں، چنانچہ اس وقت تک دو تجویزیں پیش ہو چکی ہیں، پہلی تجویز ہمارے کرم دوست شیخ غلام حسین صاحب شاکر نے پیش کی ہے اور وہ مئی کے رسالہ میں شائع ہو چکی ہے، دوسری تجویز ہمارے سادان و عمری قاضی نیکو حسین صاحب خاوندی ریشاڑو مسعودی الریاست قلات گوجرانوالہ نے پیش کی ہے۔ جو اسی اشاعت میں "القرین کی منت کا فیصلہ" میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں،

ہمارے خیال میں دوسری تجویز نہایت معقول و منطقی ہے، ناظرین القرین میں سے اگر چاہیں دو صندوق ۱۹۵۷ء تک چھپا دیئے جائیں اور اس پر مال ہوں تو نہایت آسانی کے ساتھ ایک ہزار روپیہ خریدا جاسکتا ہے اور اس سے قومی رسالہ کی مالی حالت نہایت بخشن ہو سکتی ہے، قاضی صاحب مدوح چاہے خیرادوں سے پہلی شداد کر چکے ہیں

آپ نے اپنے دو دوستوں کو بھی تحریر کیا ہے کہ قرین توسیع اشاعت میں مصدیر۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ایک محکم حسین صاحب عباسی کے کوٹ بادی نال غیر مصدیر ملے، ایک دس اور مولوی محمد سیہ عالم صاحب ادوٹی بی، ادو، ایل، وزیر آباد وغیرہ مصدیر ملے ایک بار گھر

خریداروں سے مدد کریں گے، اجزا اھم اللہ خیر الخیر ہیں یعنی ہے کہ ہی حوائج القرین اس تجویز کو منظور قبولیت دیکھتے ہوئے ہیں، زمین خریداروں کے وعدہ سے جاری حوصلہ افزائی کریں گے، خدا انہیں تو قین دے

### شکر

مولوی پیر علی مسعود صاحب علمدار نے مئی کے رسالہ کی اپیل سے متاثر ہو کر امداد دینے کی رقم نصف مئی آدھ ہجیرا کو شکر گزار، کامیاب فرمایا، آپ کی یہ امداد بروقت تھی لیکن انشاء اللہ قاضی صاحب اسی جلد واپس کریں گے، آپ کی ذات سے اس سید سے کہ قاضی صاحب کی تجویز کو قبولیت لکھیں آپ سبقت کریں گے،

آپ کے علاوہ جن احباب پر مئی تقریر ہے ہمارا دل انہیں غریب جانتا ہے، اب دیکھنا رہے کہ سبقت کس بندہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے

### سفر و کتب خانہ کی تاکید و مراستلا

مئی کے رسالہ میں سفر و کتب خانہ کی تاکید و مراستلا لکھی تھی، ناظرین کو ام اور ان میں سے بالخصوص متاثرین کے احباب نے اس عنوان کو بھڑکتے دم سے نہ صرف اتفاق رائے ہی کیا بلکہ وہ اس بارے میں تقریریں لکھیں، قدر جلد ممکن ہو سلطان العلوم شہر یار و قین ادو، امرتسر کے دربار فیض آباد میں بیچکر القرین کی سرحدہ حالت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے، نوچہرہ عالی اس کی شانہ امداد کی طرف موقوف کرائی جائے، ان مراسلات میں دوسرے کیا گیا ہے۔ کہ



## زندہ قوموں کی جد جہد قابل تقلید مثالیں

عمل میں بڑھیں، ہے اور ضرور ہے، اشتراک  
دعا سے توفیق دے،

### مرا سیوں کی مہم داری

لاٹس پور کے مقام پر گزشتہ مارچ کی ۲۴، ۲۵، تاریخ  
کو مراسیوں کا ایک شاندار اجلاس ہوا، اور نزدیک کے  
لوگ جلسہ میں شریک تھے،

کہا جاتا ہے کہ کم و بیش دو ہزار نفوس کی موجودگی میں  
بنات ترک واقعہ شام کے ساتھ اس جلسہ کی کارروائی شروع  
ہوئی، استقبالیہ نفوس اور رباعیوں سے مہانوں کا خیر  
مقدمہ کیا گیا۔

صدارتی تقریر میں قوم کی سوشلسٹ حالت پر عالمانہ تبصرہ  
کیا گیا اور بتلایا کہ مراسی عربی انٹرنیشنل میں انہیں موجودہ  
قبیلہ عادات مثل گداگری وغیرہ چھوڑ کر اپنے اسلاف  
کی پیروی کرنی چاہیے، بچوں کی تعلیم کی طرف اس قدر  
داعیہ ہونا چاہیے کہ وہ نئی تعلیم میں وہ مثال کے  
طور پر وہ پیش کئے جاسکیں، چنانچہ اس قسم کے کئی ایک  
رزولوشن پاس کئے گئے،

نسب نامہ کی تحقیق اور تکمیل پر زیادہ زور  
دیا گیا۔ علاوہ قوم کی اصلاح پر بہت سی تقریریں ہوئیں  
اور باضابطہ کانفرنس کی طرح ڈائی گمی۔ چنانچہ اس کانفرنس  
دوسرا ابتدائی اجلاس ضلع سیکرٹریٹ میں گزشتہ روز  
ہنایت کا مہالی کے ساتھ سرانجام ہوا۔

غور کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو ابھی اپنی نسب کا ہی پتہ

جد و جہد کے میدان میں وہی قومیں قدم رکھ  
سکتی ہیں جن میں کچھ زندگی کے آثار باقی ہوں،

برقیاتی سے نفع فرمیں اپنی غفلت و کاہلی  
سے دولتِ علم و عمل سے محروم نہ رہیں، الی  
وہ قادری کمزوری نے اسے مردہ کر رکھا ہے، زندگی  
کے آثار اس قدر منقرض ہو چکے ہیں کہ قومی عروج  
و زوال پر انہیں غور کرنی چاہیے نہیں ملتی، اللہ تم  
اعلم،

عثمان بالا الغزین کا مستقل عنوان ہے  
اس سے مقصود صرف یہ ہے، کہ میدانِ عمل  
اور شاہراہِ مرقی میں بیٹھیں اور اوجِ تریا پر پہنچنے  
کے لئے جنگ و دوکرتوالی قوموں کے حالات سے  
انہیں آشنا بنائی جو، تاکہ اس تناظر سے تشبیہ کیلئے  
ان کے دل میں ایک جوش و خروش ایک دلولہ اور ایک  
حرکت پیدا ہو، آمین،

گذشتہ اشاعتوں میں رامیں، راجپوت کٹھیری  
اور گوجر وڈو گراہی قوموں کی قومی جد و جہد  
کا تذکرہ کیا گیا ہے، آج ہم ان قوموں کے قومی  
جہالت کا ذکر کرتے ہیں، جنہیں فی زمانہ زونیل اور  
اصطلاحاً تریا سمجھا جاتا ہے، کیا قریبی جو کبھی سرتاج  
اقوامِ عالم اور مستاد زمانہ تھے اس سے کچھ  
سبق نہیں لے، اور کیا ان کا فرمان نہیں، کہ  
وہ غفلتِ رفتہ کو واپس لاسنے کے لئے میدانِ

مقامات امریکہ وغیرہ کی سیاحت کی وجہ سے معاشرتی حالات سے واقف ہوتا، اس نے اپنی تقریر میں ولایت کے خاکروہوں کی سرسبز حالت کا چٹائی خاکروہوں کی حالت سے مقابلہ کر کے بتلایا کہ ہماری زندگی نہایت پریشان زندگی ہے جلد کا نظارہ قابل دیدہ ہوتا، کئی تجویزی باس کی گئیں، تعلیم کی ضرورت پر بڑا زور دیا گیا، حاضرین نے اپنے بچوں کو سکول میں داخل کرنے کے حلیہ وعدہ سے کئے، چنانچہ دوسرے ہی دن کئی ایک نرنگے سکول میں داخل کر دیے گئے، جو پیشہ پیشی کی طرف سے انکی تعلیم کے لئے کہا ہوا ہے، کیا بحالات موجودہ قریشی برادران کو نماز کے رنگ و رخ پر غور کرتی ضرورت نہیں؟

نہیں، وہ عربی السنہ کے سرسبز اور بے دلیل دعویٰ، اسٹاک کی بے دری کے بے بیباک ہیں اور قومی ترقی و اصلاح کے لئے بغیر اور ہم جو صحیح نسب اور قریشی ایسے ممتاز خاندان سے منبت رکھتے ہیں اس قدر بے حس و حرکت ہیں جس کی دنیا میں دوسری مثال نہیں، اللہ فضل کرے،

## خاکروہوں اجناس

گندہ مشہور دن امت سر میں خاکروہ برادری کا ایک جلسہ ہوا، جالندھر، گوردکسپور اور لاہور کے خاندان سے شریک علیہ تحفے کم و بیش ایک سو میراں کی موجودگی میں کارروائی شروع ہوئی، صدر ایک ایسا شخص ہتا جو یورپ کے مشہور

## حکمت و معیشت

انسان سست ہے، کمال ہے تمام طلب ہے معیشت پسند ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ بستی و زوال میں افتادہ رہتا ہے اور عروج و کمال کی بلندیوں تک نہیں پہنچتا۔ وہ صرف اتنی محنت اور مستحاضی گوارا کرتا ہے جس کے بغیر کام نہیں چل سکتا اور جس کے بغیر نفس کی آمد و شد کا باقی رکھنا محال ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے حالات اور اپنا وقت صرف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسی سستی اور کاہلی کا یہ نتیجہ ہے کہ قول اور فعل علم اور عمل، دل اور زبان میں باہم مطابقت نہیں۔ اگر تم مجاہد کے لئے تیار ہو جاؤ تو اندازہ ہو گا۔ کہ تم جو کچھ جانتے ہو اور جتنا علم رکھتے ہو اس کا ہزارواں حصہ ہی عمل نہیں کرتے اگر تم ایک آنکھوں والے راہرو کو دیکھو کہ سید ہی راہ چوڑا کر کاٹوں میں الجھ رہا ہے یا کنوئیں میں جاگ رہا ہے، تو نوڈا ٹکٹ کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے۔ کہ کنیائی کے باوجود کاٹوں میں الجھ گیا یا کنوئیں میں گر گیا لیکن تم اپنے آپ کو کچھ نہیں کہتے

کہ دانش و بینش کے باوجود اور نیک و بد میں امتیاز کرنے کے باوصف نیکیوں کو چھوڑ کر برائیاں اختیار کرتے ہو، ایک کام کے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو، تجربہ و عبرت کے تمام حارج ملے کر چلے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ اس کا انجام اچھا نہیں۔ لیکن پھر بھی اسے اختیار کرتے ہو، اسی طرح ایک کام کے متعلق تمہیں کافی علم ہے، اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو، لیکن پھر بھی اس سے اجتناب کرتے ہو انصاف سے کہو کہ ایسی حالت میں زندگی کی ناکامی کس حد تک تمہاری کوتاہیوں پر موقوف ہے، اگر علم و عمل کے دونوں پہلے برابر ہو جائیں تو دنیا نیکیوں سے بھر جائے، اور مہر طرف درمیانہ اندر نظر آئیں، کاموش نہیں کہیں علم و عمل کی مساوات کا شوق پیدا ہو اور تم دروازہ اس بات پر عورت کیا کر دو کہ جو کچھ جانتے ہو اس کے مطابق عمل کرتے ہو یا نہیں اور جہاں نظر آکر دس کی تلافی کے لئے آمادہ ہو جاؤ، اگر خدا نے تمہیں توفیق

دی تو چھوڑ دے یہ دیکھو کہ زندگی میں کیا فائدہ اور نقصان پہنچتا ہے

# تذکرہ سادات قریش

(گزشتہ سہ پوسٹ)

دیئے جس قدر حضور نے رائے تھے میں نے کہا کہ میں تو ناوہ کا سہتی ہوں، حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر کتب کو حضور نے نیکو زیادہ دیئے ہوتے تو میں بھی دیتا اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبار نبوی میں آپ کا مرتبہ کس قدر بلند تھا اور کس قدر آپ کی فراست بڑھی ہوئی تھی۔ حضور سرکارِ دو عالم کو آپ سے یہ محبت تھی اور ظاہر ہے کہ حضور اسی شخص سے محبت کیا کرتے تھے جس کا مرتبہ دوبار خداوندی میں زیادہ ہوتا تھا۔ آپ نے باوجود ایک شہنشاہ ہونے کے ایسے زبردست کام کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ نہ چاہا کیا نہ چاہا پہنا۔ نہ عمدہ بستر پر سوئے نہ اپنی اولاد کے لئے کچھ چھوڑا، ممکن تھا کہ کوئی علاقہ دے جائے، مگر ایسا نہیں کیا۔ اہل بیت رسول اللہ کو حدیث اپنی اولاد پر ترجیح دے۔ و خلافت کا رجسٹر جب تیار ہوا تو حضرت علی نے فرمایا کہ اول آپ اپنا نام لکھو۔ کیونکہ آپ امیر المؤمنین ہیں۔ آپ نے فرمایا، حضرت عباس عم رسول کے ہوتے ہوئے میں کس طرح اپنا نام لکھ سکتا ہوں۔ اسی طرح حضرت شہر بانو کی طرف جب عبد الصمد بن عمر کا خیال ہوا ہے۔ اور جناب امام حسین کی توجیہ یہی ہوئی ہے تو آپ نے عبد الصمد بن عمر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارا باپ نہ ایسا ہے جیسے ان کے باپ اور تمہارا رے ماں ایسی ہیں، امی ایسی، مگر تم کو ان پر کس طرح ترجیح ہو سکتی ہے، یہ یعنی ان سادات قریش کی مقامی داخلہ، اسی وجہ سے تو جناب باری نے دنیا میں ہی ان کے جنتی ہو جانے کی بنا دے دی تھی۔ باقی آپ کے

عزیز میرٹھو میں سے دوسرے صاحب حضرت عمر علیہ السلام تھے، آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی پوری قوت حاصل ہو گئی تھی، زمانہ جاہلیت میں سادات قریش میں خدمات قوم مقرر تھیں، جیسے ہم اوپر لکھ آئے ہیں آپ کے خاندان کے مستطیر سفارت تھی، یہ خدمت علیہ برائی، حجامتہ، اسفایتہ وغیرہ کی خدمات سے کم نہ تھی، حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد آپ کی شان تمام مسلمانوں میں ایک ممتاز نشان تھی۔ حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ، بعد میں ہم پریشیدہ طور پر جہاد کرتے تھے، اور جب حضرت عمر ایمان لائے تو ہم کہہ کہہ کر گئے، حضور سرورِ عالم نے جب بار دعا فرمائی تھی، اَللّٰہم اشدّو الدین ایہی، یعنی اسے اس پر عزم کے ذریعہ سے دین اسلام کو مضبوط اور قوی کر، چنانچہ آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ آپ نے اسلام کی وہ خدمت کی کہ اسلام اس کا شکر گزار ہے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور سرکارِ دو عالم کو دیکھا کہ حج کی غار کے بعد آپ مڑ کر بیٹھے ہیں اور ایک خون خراکا آپ کے سامنے آیا آپ نے سب کو تعظیم کیا مجھے بھی چند فرسے عنایت فرمائے، میں نے عرض کیا کہ اور عنایت ہوں۔ آپ نے اور نہ دیئے، خواب دیکھ کر میں بیدار ہو گیا۔ نماز حج کا وقت قریب تھا میں تیار ہو کر مسجد نبوی میں آیا۔ جناب حضرت عمر نے نماز پڑھائی اور جس طرح جس جگہ حضور کو میں نے خواب میں پہنا ہوا دیکھا تھا۔ بعینہ اسی طرح اسی رخ سے حضرت عمر بیٹھے اور آپ کے سامنے اسی طرح خرما کا خران آیا اور آپ نے دلیہ بھی پیش کیا، جس طرح حضور نے کیا تھا اور مجھے اسی قدر خر سے

فقہائے مسند میں کہ بیان نہیں ہو سکتے سیم حدیث میں جو لوگ اور میٹر عزم انتقال کر گئے ہونگے اور وہ جنبت سے ہوئے، مگر حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ سیدنا کھول ہوئے، آپ دونوں کے جنبت میں سرور ہونگے، جیسے اہل الجنتہ ابوبکر و عمر اپنے حضرت صدیق حضرت فاروق و عثم

جو انوں کے سرور حضرت عین علیہ السلام ہونگے، فرید احمد عباسی از دہلی

## مستفقات

### ریاست کشمیر و حیدر آباد

حضرت حفیظ نظام دکن نے بیڈٹ مالویہ کا داخلہ اپنی فہرست میں بند کر دیا، وہ ایک ہندی سپاہی کی صدارت کے لئے جانے والے تھے، اس پر ہندو اخبارات اور ہندو مجالس نے مشروطہ وغل سے آسان سر پر اپنا جالب اور حفیظ نظام کی مخالفت میں مضمون کے صفحے سیاہ کر رہے ہیں، حاصر "ریاست" بھی اپنے قریب کے رشتہ داروں کی ماں میں ٹال ملا رہا ہے، دور رہ ایک ادبی مجلس کی شرکت کیلئے ملت کو حفیظ نظام کا مستحسن فعل قرار نہیں دیتا، لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ داخلہ کی قطعی مخالفت نہیں بلکہ اس مشروطہ سے مشروطہ تھا، کہ اگر بیڈٹ مالویہ مشروطہ اور سنگھن کی فہرست میں حصہ نہ لینے کا وعدہ کریں تو پھر سے مشروطہ سے ہندی سپاہی کی صدارت کے لئے تشریف لا سکتے ہیں، لیکن بیڈٹ جی نے انکار کر دیا۔

حزب انصاف و انصاف کے اجلاس منعقدہ لاہور نے اخبار حیدر آباد صباست کے مدیران کی نسبت نفوذی کو حادہ کر دیا ہے، جس سے مسلمانوں میں سخت بے ایمان پیدا ہو گیا ہے، کو حادہ میں ہندو باپ جے جے نے ہری خیر مکانات کے ساتھ ساتھ مشروطی پر اپنی ہی جادہ کر گیا ہے، انھوں! چین میں اس قدر غلط ہو گیا ہے کہ لوگ کہاں کہاں چوس کر کہاں گناہ کرتے ہیں اور یہ وہی ختم ہو گیا ہے،

حقیقت نظام نے "سر پہی" اور گیارہ برس کا شرم "کا جو خیر حادہ حیدر آباد ہے، اسکی خطراتک حمیت کے باعث اپنی رائے میں داخلہ منظور قرار دیا ہے،

بیڈٹ مالویہ نے ہندو مسلمانوں میں جس قدر نفرت پیدا اور مخالفت کی جو آگ ہندوستان میں بھڑکائی ہے وہ سب پر روشن ہے، اگر ایسے فہرست دار حادہ داخلہ بند کر دیا ہے تو انہوں نے رعایا کے حق میں بہتر کیا ہے۔

لیکن اس کے مقابلہ میں ریاست کشمیر کی انصاف پسندی حاضر ہو کر آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس نے سری نگر میں ایسا اجلاس منعقد کرنے کی اجازت طلب کی اور اقرار کیا کہ وہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ الْوَثِقَةَ يَحْيَىٰ لَعَاظِمًا لِّنَفْسِهِ

اسلامی، اصلاحی اور قومی ماہوار رسالہ

# الفرش

ایڈیٹر

محمد علی رفیق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے ————— قیمت فی پرچہ ۴۰

طلبائے

اوتھب برقی پرنٹرز اور پبلشرز محمد عبداللہ صاحب، سٹریٹ ۱۰، لاہور کے (ہفت ماہ سے قبل) محمد علی صاحب سرائی  
محمد علی پبلشرز کیلئے چھپکر دفتر اوتھب برقی پرنٹرز سے شائع ہوا

# مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور  
نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثبات سے مہیا، صلہ رحمی و ایثار نفسی،  
محنت و جفاکشی، احسان و مروت، اخاذان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق پڑھنا  
اور رستہ ہمت سے بچنے کی تلقین کرنا،

## اگر آپ

مکمل مقاصد سے اتفاق ہے اور اپنی قوم کیلئے ایسی تحکیم مفید سمجھتے ہیں تو

## آپ کا فرض

ہی کہ آپ اخوت و بھائیگت، ہمدردی اور مروت سے اپنے قومی لقارہ (القرین)،  
کی آواز بلند کرنے اور مسلمانوں کے کانوں تک پہنچانے کا پرہیز از ان التقریش  
کا بطریق ذیل ساتھ دیں،

(۱) تعلیمی اعانت (اصلاحی اور ایسے مضامین جو مقاصد مجموعہ کے موافق ہوں کی ترسیں)

(۲) ترقی اشاعت دہلہ، افراد و بچہ ذہن سے خودیاد بنا کر)

(۳) تقریش کی آواز پر کان دینے کے خوگر اور تجاویز مفید پر عامل ہو کر سیکھ

کسی پس افتادہ قوم کی شیرازہ بندی کا راز اسی میں مضمر ہے)

منیجر

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَحَمَّدٌ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

## ختم المرسلین

|                                       |                                        |
|---------------------------------------|----------------------------------------|
| منج بركات واحسان ذکر ختم المرسلین     | مطلع انوار ایمان ذکر ختم المرسلین      |
| نسخہ تفسیر قرآن ذکر ختم المرسلین      | و قمر تنزیہ واحسان ذکر ختم المرسلین    |
| ہیکل آشتہ طبعان ذکر ختم المرسلین      | شاہد نازک خیالات غارہ حسن مجال         |
| مقصود تنزیل فرقان ذکر ختم المرسلین    | رحمۃ للعالمین و راحۃ للعاشقین          |
| نغمۃ تحمید یزوان ذکر ختم المرسلین     | شان یکتائی احمد قل ہو اللہ احد         |
| آیہ تطہیر و رنوائ ذکر ختم المرسلین    | حاصل عمر عزیز و ثمرہ نخل حیات          |
| تھاسر و وجود و غلمان ذکر ختم المرسلین | محفل عیش شب معراج میں پیش خدا          |
| حضرت بیچوں و سجان ذکر ختم المرسلین    | کیسے لے لیکر مری قرآن میں فرماتا ہو آپ |

پیشکش لایا ہے وحشی بارگاہ ناز میں ،  
بہر عفو و جرم و عصیان ذکر ختم المرسلین

دعائی

# الغزوات خدائے اعتراف

## بارگاہِ آصفیہ عالیہ دوسری اپیل

الغزوات کی مختلف اشاعتوں سے نیاز مند ایڈیٹر کے سفر کن لامعلوم کے بلند شہر، ہزارہ، شاہ پور، اور فیروز پور وغیرہ کی قریبی اردی نے قومی حجت و وحدت سے اپنی مقامی برادری کے جلسوں میں جو رزلوشن پاس کئے ہیں۔ انکا مطلب مفہم سرکار اعلیٰ و قدس کے گوش حق میں یک پہنچانے اور ناظرین کرام کی واقفیت کیلئے درج ذیل ہے، وھوھذا

(مفہم بالاختصار)

یہ جلسہ الغزوات کی ان قومی و علمی خدما کو جو اس نے گذشتہ ایام میں انجام دی ہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا مسعود العافیہ علیہ الرحمۃ سلطان العلوم ہرگز اللہ تعالیٰ سے حضور نظام آصفیہ والی دولت آصفیہ عالیہ خلد سلطنت و شہتہ کی بارگاہِ اہلبیت سے نرزد و مکر موبایہ التجا و اہل کتاہ کی آں والا و دو مان زہد و لطف و کرم شانہ و مہر م و فیض شہانہ جاری قومی رمالہ الغزوات کو نوازشات شانہ کی خلعت فاخرہ سے مزین و مفتخر فرما کر اسی مہر و فیض خدما کا منہ بخشیں

اس تجویز کے محرک مولانا مولوی حاجی سید قطب الدین شاہ صاحب دانشی، میاں شیخ امجد بنی صاحب صدیق ایم۔ اے، مولوی شیخ کریم الدین صاحب صادق بی۔ اے، مولانا پروین سیر تاضی محمد علی صاحب علوی۔ صاحب اب صاحب مولوی سید شہباز شاہ صاحب بخاری، قرظی افتخار الحق صاحب افتخار بی۔ اے اور مفتی قاضی غلام غوث صاحب مولوی فاضل بی، جو قومی خدمات و اصلاحی تحریکات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے اور دل میں گہرا قومی دود رکھتے ہیں۔ جو لائے ستائش میں بھی انہی بزرگوں نے ناچیز الغزوات کی خدمات کا بہترین الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے سلطان العلوم حضور نظام انار سے برائے کی عالمگیر فیاضی سے مستفیض ہونے کے لئے اپیل پیش کرنے کی تحریک کی تھی،

ہم اپنے محسن و کرم منسا بزرگان کے صدق دل سے مشکور ہیں۔ کہ انہیں الغزوات کی بہتری اور قومی ترقی کا بہتہ خیال رہتا ہے، جزاھم اللہ بخیر الجزاء

رفیق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَمَّا الْأُمَمُ الْخَالِقُ مَا لَقِيتَ بَعُودًا وَإِنْ لَدِهَبَتْ أَخْلَاقُهَا وَهَبُوا  
قوم سے مراد قوم کے اخلاق ہیں، جب تک اخلاق ہیں قوم بھی ہے، اخلاق گئے تو قوم بھی گئی،

# الفرس

رسالہ

جولائی ۱۹۲۵ء جلد ۱۱ نمبر ۱

## قومی ترقی اور اخلاقی تعلیم

ہا میں ہم یہ ممکن نہیں کہ طبیب کی تشفی تمام امراض پر عادی ہو سکے، بعض بیماریوں کی حقیقت اس قدر غامض اور پوشیدہ ہوتی ہے جس سے طبیب بالکل اسی طرح آوارہ و گمراہ ہوتا ہے جس طرح کہ وہ دیگر فنون سے بے خبر ہے، یہ توجہانی امراض کی کیفیت ہوتی۔ لیکن اخلاقی امراض کا علاج اطباء جسمانی کا کام نہیں بلکہ اس کے لئے روحانی حکیموں کی ضرورت ہے، جن کو علمائے اخلاق کہتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ روحانی امراض کا علاج جسمانی امراض کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ قوم بذاتِ خود کوئی طبعاً چیز نہیں۔ بلکہ وہی اثر

پوشیدہ امور کی حقیقت ظاہری علامات ہی کو دیکھ کر سمجھانے لگتے ہیں، مثلاً ایک طبیب کسی بیمار کا مرض تشفی کرنا چاہتا ہے تو لامحالہ اس کی بغض و کجی کر اور زبان اور آنکھوں کا معائنہ کر کے مرستہ لال کرتا ہے، مرض کی صحیح تشفی ہر جائے تو معالجہ جیڑاں دشوار نہیں۔ بعض بیاباں ایسی بھی ضروری ہیں جن کو اطباء متکسر العلاج قرار دیا ہے، سمجھا ان کے وہ امراض ہیں جو بچوں کو آباد اجداد سے وراثت میں ملے ہیں۔ لیکن کیا اس حالت میں طبیب کو باوجود ہر کوشش ہر جاننا چاہیے نہیں، جہاں تک بھی ممکن ہو مرض کا استیصال کرنے کے لئے سعی طبع کرنا اس کا فرض ہے،

کو وہ ضرور اس کی ملکیت اور زوال کا موجب ہونگے، ایسی حالت میں کیا یہ ممکن ہے کہ اس قوم کے فرزند ان پند اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار نہ کریں؟ اور کیا انہیں یہ گوانا ہوگا۔ کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کو فنا ہوتا دیکھیں اور ان کے جذبات میں کوئی تحریک پیدا نہ ہو؟ نہیں سرگز نہیں، اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ قوم میں ایسے افراد موجود ہیں، جو اپنی عزیز جانوں اور اپنے قیمتی اموال کو قومی ترقی میں بذل کر دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ بھی مسلم ہے کہ قوم کے حق میں یہ درو رکھنے والے احمق اپنا کام نہانت، نیک نیتی اور استقلال کے ساتھ کر رہے ہیں۔ با اس ہمہ ان کی کوششیں بار آور نہیں ہوتیں، اور بعینہ یہ حالت پیش آتی ہے، کہ سب مرض بڑھتا گیا جوں جوں دھماکی، حوالہ اس کے کچھ ہی اسباب ہوں۔ لیکن سبب بڑا باعث یہ ہے کہ علاج باقاعدہ نہیں کیا جاتا۔

ہماری قوم کا سب سے شدید مرض اس کے اخلاق کی انحطاطی حالت ہے، پہلے پبل لڑکے کی نشو و نما والدین کے دائرہ اثر تک محدود ہوتی ہے لیکن ماؤں کی یہ حالت ہے کہ اس ترقی کے زمانہ میں بھی وہ ماں ٹری لائق اور تعلیم یافتہ سمجھی جاتی ہے جو شب بد لکھ پڑھ سکنے کے علاوہ موسیقی سے واقف ہو، بیانو باجائنا جانتی ہو اور مالک غیر کی کسی زبان میں اناپ شنناپ گفت و گو کر سکتی ہو، باپ کی لیاقت ہی اسی کے قریب قریب ہوتی ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ باپ کے معلومات نسبت ذیادہ وسیع ہوتے ہیں۔ والدین کے علاوہ جن لوگوں سے اس کو سابقہ پڑتا ہے وہ عمدہ سخت جاہل اور کندہ ناتراستیدہ ہوتے ہیں۔ گہرے لوگ جاکر اکثر اس قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن کی مصیبت اتفاق سے

کا مجموعہ قوم کہلاتا ہے، اگر افراد کی اخلاقی حالت خراب ہے تو یقیناً قوم کا ادب و سہمیٹ چاہیے، برخلاف اس کے گلوں کے افراد کی اخلاقی حالت اچھی ہے تو یہ قوم کے اقبال اور ترقی یافتہ ہونے کی علامت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم بعض قوموں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے علوم فنون اور دولت و ثروت میں کوئی نمایاں تفوق حاصل نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی ان کا شمار ترقی یافتہ قوموں میں ہوتا ہے، جن کی خاطر وجہ ان کے اخلاق کی ترقی یافتہ حالت ہے،

علماء اخلاق کا یہ قول نہانت بجا اور درست ہے کہ اگر کوئی شخص عوام و فنون میں دستگاہ کامل کہتا ہو لیکن اس کی اخلاقی حالت اچھی نہیں تو دنیا کے لئے اس کا وجود کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ مان یہ بالکل ممکن ہے کہ انسانی نوع انسان کے لئے اس کا وجود باعث مسرت ثابت ہو،

جس طرح طبیب ایک شخص کا چہرہ اور اندوخال دیکھ کر اس کی اندرونی بیماریوں پر استدلال کرتا ہے، بعینہ اسی طرح ایک مبصر کسی قوم کی کمزوریاں اور خرابیاں مشاہدہ کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ یہ قوم اخلاقی اور دھماقی نقص و عسل میں مبتلا ہے اور اگر حلیہ اس کا تدارک نہ کیا گیا۔ تو تدریج یہ حالت بد سے بدتر ہو کر آخر کار اس کے لئے دھماکے ثابت ہوگی، اور اس کا نام صفحہ مہتی سے مٹا دیا جائیگا،

ایک ناقد بصیر کو ہماری قوم کے حالات پر نظر غائر ڈالنے کے بعد یہ کہنے میں تاہل نہیں ہوگا کہ وہ ایسے خوف ناک امراض میں مبتلا ہے، جن کا اگر تدارک نہ کیا گیا۔

بالا ظہور میں آئیں، تو یقیناً قوم کی بھلائی اور صلاح و بہبود کے من عود کر آئیں،

ہماری قوم میں یہ بڑی اخلاقی کمزوری ہے کہ اگر کوئی شخص یا درسی طالب سے کسی دولت مند کے گھر میں پیدا ہوا ہے تو وہ تمام ان لوگوں کو جو دولت و ثروت میں اس سے کمتر درجہ رکھتے ہیں نفرت اور عقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے اور معاشرت کے حقوق کو جس خلیق کو بھول جاتا ہے۔ اس میں وہ بے شک نہیں کہ جس شخص کی اخلاقی تربیت مناسب طریق پر نہیں ہوتی وہ اپنی ذات کے حق میں اور دوسرے کو حق کے لئے حیدر اٹھاتا ہے، یہی زیادہ معزنا بت ہوتا ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو طالب علم کسی کالج یا مدرسے میں ایک مرتبہ دراز تک اٹھے اور پھر تعلیم پاتے ہیں وہ عموماً مدرسے سے بچ کر ان تمام تعلقات کو فراموش کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ افغانستان اور دولت مندوں کے لڑکے اپنے سے کمزوروں کو حقیر خیال کرتے ہیں، حال آنکہ انکی لیاقت ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے، مرنظاف

اس کے تمدن اور ترقی یافتہ ممالک میں ایک مہر بنیاداً اپنے بڑے ہم مامت کو وقت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اس سے ملکر دانشت کا اظہار کرتا ہے اور بوقت ضرورت ہمدردی کر کے اسکی اعانت اور دستگیری کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

اس نمایاں فرق کی وجہ بالکل صاف ہے۔ یہ ان ملکوں کی اخلاقی تعلیم کا نتیجہ ہے، علوم و ریاضی جبرانیہ یا علم نون اور طب و جبر میں مہارت حاصل کرنے میں ان نتائج کے ظہور میں آئے کی توقع کہنا سراسر مغفل ہے، تمدن اور ترقی کی جڑ اخلاقی تعلیم سے مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے لیکن جس

اگر قطع نظر کر لی جائے تو ان میں اور چار یا پانچوں میں ذرہ بھی فرق محسوس نہیں ہوتا، ہمدطنیت میں تو اس کے گرد و پیش یہ حالات محیط رہتے ہیں، ذرہ بڑا سو کر اس کو کسی دفتر یا دوکان یا کارخانہ میں جس کو اس کے حق میں مدرسہ یا دارالعلوم تصور کرنا چاہیے) اس کام پر لگایا جاتا ہے، جس میں اس کے آبا و اجداد نے اپنی عمر عزیز بسر کی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ دادا سے کی حیثیت سے ایک ابرج بھی ترقی کر کے آگے کو نہیں بڑھتا ان حالات کو مد نظر رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ہماری موجودہ یا آئندہ نسل معراج کمال پر صعود کر کے ایک ترقی یافتہ قوم کہلائی سکتی ہوگی،

کہا جاتا ہے کہ ایک لڑکے کیلئے تحصیل علوم کا مرکز اس کا مدرسہ ہے، اور اخلاق وہ اپنے والدین کے آغوش تربیت میں حاصل کرتا ہے، لیکن جن لڑکوں کے والدین اور مدارس کی یہ کیفیت ہو تو ان کا خدا غافل ہے،

مدارس اور تعلیم گاہوں کو صرف تحصیل علوم کا ذریعہ سمجھا گیا ہے، لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ انہیں مدارس میں اخلاقی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے، جس کا نتیجہ بڑھ کر طالب العلم زائد ادب و دانشتگی سے آراستہ ہوگا قوم کے افراد کو بیانی سمجھ کر ان سے ہمدردی کر لگنا۔ صادق القول اور وعدہ کا پکا ہوگا۔ اور اس کے ہر ایک کام میں اخلاص کی جھلک پائی جائیگی۔ ساتھ ہی وہ ان تمام مذہبی اخلاق و تقویٰ کو بھی۔ ریاکاری۔ درد و غم کوئی۔ حسد۔ کینہ وغیرہ سے بری ہوگا۔ جو جاہلوں اور ذلیل الاخلاق لوگوں کی صحبت میں رہ کر انسان میں سرایت کر سکتے ہیں۔ اگر جاہل میں اس طرح کی اخلاقی تعلیم شامل کی جائے۔ جس سے نتائج

فاسدہ کو پورا کرنے کے لئے اس کی چوٹی درجہ درجہ قوصیف میں رطب انسان رہتے ہیں اگر ایک شخص کو عمل اہل سنت کے گہر دوسرے برسر اور بنا یا فنش اور لینڈ و گاڑیوں میں بیٹنا ستر ہے اگر ایک شخص کے پاس سیم و زر کا بے باں ذہن و موجو ہے۔ اگر ایک شخص مالک فیکری زبانوں میں مہارت خالقہ رکھتا ہے، اور مہنت زبان کا خطاب حاصل کر چکا ہے لیکن اپنی قومی زبان کو بایکسلیک نہیں پہنچایا۔ اگر ایک شخص اللہ کی نعمت لکھتا۔ نہ لغت کے متنبی کپڑے پہنتا اور ادب و بابت ط کے سُرے لکھتے مسخر محفوظ نہ رہتا ہے تو یہ ہرگز خیالی نہ کریں کہ اس نے حقیقی سعادت اور فلاح حاصل کر لی۔ یا یہ کہ اس کا وجود قوم و ملت کے لئے مفید اور باعث شرف و فخر ہو گا۔ ماشاء اللہ

سعادت حقیقی یہ ہے کہ انسان اپنی فوئی اخلاق اور حسن معاہدہ کی وجہ سے ہر ایک مجلس میں موقر و قابل احترام سمجھا جائے سعادت حقیقی یہ ہے کہ انسان ایک زبردست قوم کا فرد ہو جو ہر وقت اس کی مساعادت کے لئے ماتہ بڑا نیکو تیار ہو، سعادت حقیقی یہ ہے کہ انسان میں ہمدردی اور شفقت کی صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہو، اس کا سینہ فراخ اور اس میں ایثار کا جوہر موجود ہو، سعادت حقیقی یہ ہے کہ انسان ہر وقت محتاجوں اور مصیبت زدوں کا شریک رنج ہو کر ان کی رست گیری کرنے کے لئے آمادہ رہے، سعادت حقیقی یہ ہے کہ انسان اپنی تمام زندگی قوم و ملت کی ترقی میں کوشش کرنے کے لئے وقف کر دے،

سعادت حقیقی حاصل کرنے کا ایک ہی کامیاب طریقہ ہے اخلاقی تعلیم کی ترویج پر بند رہیں اور اپنے اخلاق کی اصلاح کر کے اپنے لڑکوں کے لئے یک نمونہ بننے کی کوشش کریں اور بس،

سعادت کی بنیاد ہی کبیر کہلی ہو تو اس کا ایک مطلوبہ بلند سی ملک پہنچانا تو درگنا اس کا قائم رہنا ہی مشکوک ہے۔ اگر ملک اور قوم کی حقیقی ترقی اور سعادت مطلوب ہے، تو درمیانوں اور کلاخوں کی جی بکول کر کثرت سے بنیاد ڈالو، لیکن ساتھ ہی ان کو اخلاقی تعلیم کا گہر بنانے کی کوشش کرو۔ بد اخلاقی کا مرض مزمن ہو چلا ہے اور عنقریب لاعلاج ہو چا رہا ہے، اس لئے تمام یہی خود ان قوم کا فرض ہے کہ خراب غفلت سے بیدار ہو کر مہبت جلد اس کے علاج اور ازاد کی فکر کریں،

نئی نسل کو ایک بھی اخلاقی فضیلت حاصل ہو تو قوم کا بیڑا پار ہو سکتا ہے، اشتا اگر قوم کا ہر ایک فرد ہمدردی کے اصول پر عمل پیرا ہو تو اس سے قوم کی ترقی اور حصول سعادت میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور قوم موجودہ ذلت اور ادبار کے صہک و رط سے نجات پاسکتی ہے، لڑکوں کی ذہنی اور اخلاقی تعلیم و تربیت سے غفلت کرنا اور شخص جیسے ذرہ سیم کی خاطر اپنے جگر پاروں کو اخلاقی کمالات اور ردحالی خوبیوں سے محروم رکھنا یقیناً معنوی طور پر ان کا خون کرنا ہے جو زمانہ جاہلیت کی رسم دختر کشی سے بڑھ کر زنگار جرم ہے، دولت مند افراد قوم کے لئے اخلاق کی نگہداشت کا فرض اور بھی نو کہ خیال کیا جا سکتا ہے کیونکہ برائیت غریب اور کم ماہر اشخاص کے ان کو زیادہ تر مجالس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا ہے، جو ان میں اخلاقی خوبیوں کے نہ ہونے کی صورت میں غیر اقوام کی تعجیب کا موجب ہے،

اگر ایک شخص سر پر فلک حملوں میں اقامت رکھتا ہے اور ہر وقت اس کے چار و نظار خوشامد پرسوں کی جماعت کا ایک جگہ بنا لگا رہتا ہے۔ اگر ایک شخص کے سامنے بابا کار خوشامدیوں کے سر جھک جاتے ہیں اور وہ اپنے اخلاق

## درس وفا

لے مسلم خوابیدہ ذرا ہوش میں آجا، کیوں دوسرے اسلام کی آغوش میں آجا  
پلی بادۂ سرخوش، ذرا جوش میں آجا بے کیف ہر زندانِ قدحِ نوش میں آجا

لے درسِ وفا شوکتِ اسلام غیاں ہو  
یہ پیر کہن سالِ نئے سرے جوان ہو

گاڑا ہر نشان جس کا پیر بنے وہ اسلام دی جس کو غمِ ندامت و ہمتِ دہلاں  
آغوش میں پالا جسے حیدر نے وہ اسلام سینچا جو جسے خوں سے بہتر کرنے وہ اسلام  
راحت اسے پہنچانی مگر غمِ سستہ خود  
اسلام کو آزار کہا قیامت سے نوہ

اسلام جو قانونِ رسولِ مدنی ہے، اسلام دلا درجو دم تیغ زنی ہے  
اسلام کہ دل اس کا ہمیشہ سحر غنی ہے، اسلام کہ کھیل اس کا نقطہٴ شکی ہے

گل رنگ ابھی خون سے دامانِ قبا ہے

یہ شہید کہن کفر کی ہدیت سی رہا ہے

اسلام کہ تائیدِ خدا جس کی ہے ہمارا ہر وقت رہی قوتِ حق ہم دم و ہمارا  
توحید کے نعروں میں نہاں صلوٰ کی آواز ہر سانس میں پوشیدہ ہیں اعجازِ پر اعجاز

مردوں کو جلانا فقط اک بات ہر اس کی

کہنے میں شبِ قدر جسے رات ہر اس کی

اے معشرِ اسلام محبت میں بسر ہو، ہر دم رہو پابندِ وفا مرد اگر ہو،

پڑ جائے اگر وقت کوئی خون میں تر ہو، صحابہ حبشی کی طرح سینہ سپر ہو

یوں صاف محبت میں باطن و ظاہر

ہر نہر بنے تم میں حبیبِ ابنِ مظاہر

عزیز لکھنوی

# روح غمیت

لَا تَخْفِ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَاحِدُ

کے پھندوں میں پھنس جاتی ہیں اور نتائج آخری کا بڑی بے  
تابی سے انتظار ہونے لگتا ہے۔ جنگ کی ابتدائی سٹ بیٹروں  
میں یہ کوئی کاداد سوال نہیں ہے کہ کامیابی کس پہلے پر  
ہے، مگر یہ امر یقینی ہے کہ آخری فیصلہ ہزاروں لاکھوں  
پلوں کے بعد بھی رضائے خداوندی کے مطابق حق پرست  
جماعت کے حق میں ہو جاتا ہے،

قدت کی عدالت میں جو مقدمات پیش ہوتے ہیں،  
ان کے فیصلے کے لئے ایک وقت مقرر ہے، ان میں تباہ  
ہے اور اپنی بے تابی کے باعث وقت موعود اور ساعت  
موقوف کی پابندی کا پاس نہیں کرتا۔ کبھی وقت سے پہلے  
فیصلے کا مطالبہ کرتا ہے اور کبھی وقت کے بعد، اس  
غیر معقول کن کن کا اثر یہ پڑتا ہے کہ ارادے میں لرزل  
امید میں باس اور عمل میں بے تابی پیدا ہو جاتی ہے، آخر  
اور محنت کے سبب میں شکاف پڑ جاتے ہیں، عزم کا قدم  
لرزا جاتا ہے، ہوش و حواس کا بازو جکڑتا ہے، اور  
تشویش و تکلیف کے لاکھوں تقاضہ کا دامن پارہ  
پارہ ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں فیصلہ آخری کا قہر  
اگر دلوں کا محنت کے نام بھی پڑے تاہم کوئی مستبد  
فائدہ منرب نہیں ہوتا۔

مردانگی کی شان یہ ہے کہ ہر حالت میں امید اور مسرت  
کا سرچشمہ پر آشوب نہ ہو، کام کیا جائے کوشش  
جاری رکھی جائے، قدم اگے بڑھائے جائیں، شکایات  
کو جھیل جائے مصائب برداشت کئے جائیں اور آخری  
بات یہ کہ حصول نتائج کے لئے عزم و مستقلال کو ہاتھ سے

جب کوئی شخص میدان عمل میں نکلتا ہے اپنی اور منزل  
کی جدول جلیوں سے گہرا کر عروج و اقبال کی غمیت گاہ  
میں مبت کادم ہوتا ہے، خوش فرائی کی طلب، کامیابی  
کی تلاش، آزادی اور حریت کا تقاضا اس کی فطرت کو ایسا  
ہے اور اس کے دل کو اس کا ہے تو وہ ہمیشہ زمانے کی  
آنکھیں اور آسمان کے چٹون اپنے حق میں و در طریق پر پاتا  
ہے، موافق یا مخالف، موافق کبھی اور مخالف ہمیشہ،  
کہ نہ دینا کا کوئی انقلاب زمانے کی ہر جوش مخالف اور  
سرگرم مخالفت کے بغیر عمل میں نہیں آتا۔

جب زمانے کی ہر انقلاب پسند جماعت کی خواہشات  
کے مطابق چلتی ہے تو بات اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عمل  
میں سرگرمی کی روح باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے اکثر کہا جاتا  
ہے کہ جو مقصد مخالفت کے بغیر انجام پذیر ہو، ویسا مضبوط  
اور مستحکم نہیں ہوتا جیسا مخالفت کے ساتھ، پس حاسدوں  
کا حسد، رقیبوں کا عناد، نکتہ چینیوں کی خوردہ گیری اور  
دشمنوں کے الزام ایسی چیزیں نہیں ہیں۔ جو ان فی احوال  
کے سرچشمہ کو کھد کر دیں،

فطرت اور صحیح باریک بین بھور و در اندیش واقع  
ہوئی ہے، کہ جب وہ چاہتی ہے کہ مہتی کے میدان میں  
فدائے قوم کی بڑی مشیت کا ظہور ہو تو وہ ہمیشہ ہونے  
اور مستحکم کی دو بڑی جامعیتیں پیدا کر دیتی ہے، موافق  
جماعت اصلاح کی کوشش کرتی ہے اور مخالف لگاؤ  
کی۔ اس عجیب و غریب جنگ کا احاطہ روز بروز وسیع ہوتا  
جاتا ہے، حتیٰ کہ تمام دنیا کی گردنیں اسی ایک خدائی دام

ہو، اس راه میں پیڑ چننا، اصلی الصراط پر مسلک کو خضر طریق بنانا جائے، قرآن عظیم کے احکام کو چراغ راہ قرار دیا جائے، منزل حق کی طرف ایک ایک قدم اٹھایا جائے، ہر قدم پر جن خطرات سے مقابلہ پڑے، انہیں نظروں اندر کے نازیاں سمجھ کر قبول کیا جائے، اور نثری بات یہ کہ دوسری منزل کے دل شکن اساس کو دل میں جگہ نہ دی جائے، جو لوگ یہ مبارک امداد لیکر میدان میں آئیں گے، وہ قدم قدم پر کامیاب لا بہت لہبانا ہوتا ہوا ہیں گے،

برادران امت! یہ ابتداء کا آخری دور ہے۔ اس دور میں ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ کامیابی کے قاتل سامان شیطانی جتنے نظر آتے ہیں، اس سب کو کامیابی کا جیوا۔ زمانے کے تجربے کے مطابق شیطانی راستے پر لگ جاتا ہے، جو کچھ حقیقت میں دعوہ کم ہیں، ان کا اثر دیر دم نایاب، اور زمانے کا تجربہ ان کی تسلیم کے مخالف، اس لئے مسیدان عمل کی کہنچ تان میں گمراہی کی گرم بازوایں ہنگامہ ایمان و عرفان کی شکست کا باعث ہو جاتی ہیں لیکن وہ لوگ جو ”وَالْعَصْر“ کی تاریخی جہتوں کے ضمن میں دنیا سے پر آشوب کی بغیر شناسی کا حق ادا کرتے ہیں،

ایمان رکھیں کہ: حشر کار ایشیہ شکر غالب ہوگا۔

لَا تَغَالِبَ إِلَّا اللَّهُ

تشریح

اعتذار

نیا سند ایڈیٹر تباہی سفر کے باعث عملی التوا غیر حاضر رہا۔ اس لئے ایک سالہ کا مجسم کم ہے، اللہ و اللہ قاتل اب واپسی پر ہی لاپی کر دی جا رہی ہے،

۲۔ مندرجہ بالا وجہ سے ہفتہ عشرہ کی تاخیر بھی ہو گئی ہے امید ہے کہ تاخرین کرام میں معذور سمجھیں گے، ایڈیٹر

نہ دیا جائے، اگر ایسا ہوا تو اس دلیرانہ روش اور صابرانہ مسلک کا صرف یہی نتیجہ ہے کہ ہم دشمنوں کے منصوبوں کو پامال کر دیں گے، بلکہ آسمان کا چکر اور زمین کی گردشوں کو، اپنی مراء کے موافق بنائیں گے،

کامیابی کے لئے قدم کا جاکر رکنا ایسی ضروری شرط ہے جیسی زندگی کیلئے ہوا اور پانی۔ جو شخص غزوہ و فک کے بغیر خطرات کے دریا میں کودتا ہے، اس کے لئے غرق ہو جانا ناگزیر ہے، اس قدم مشرق مراد کی طرف جس قدم مغرب کی طرف ہٹ کر آنا بہت پر لیس ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم استقلال اور دور اندیشی کے ساتھ لپٹے قدموں پر قائم ہیں۔ وہ قومی جو انقلاب کے میدان میں کپڑے کی چال جیتی ہیں۔ سلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک جا پہنچتی ہیں، آخر گوشت کی طرح ابھارنا دوتا اور پھر عاقبت ناند لپٹنی کی گہری خنید سو جانا۔ موت سے لگا لگائی اور زندگی سے لگا لگائی کی علامت ہے،

مسلمانوں کی پستی یہ ہے کہ وہ پیڑ چننا کے منہاج قدیم میں زندگی کا نقش تلاش نہیں کرتے، مغربی جہلاؤں کی دوبارہ وفاداری کو اپنے جہاز عافیت کے لئے روشنی کا میاد بناتے ہیں، دران حالیکہ ان لوگوں کا نہ کوئی دین و ایمان، نہ پالیسی اور نہ معرکہ رکستہ، وہ عبد اللہ صرف زمانے کے چوڑے کے ساتھ ارتقا اور چرنا جانتے ہیں، سختی سے دیتے ہیں، انہی سے اچھلتے ہیں، انہی پالیسی چوڑے کا بل ہے، جس کے کئی دروازے ہیں، نفس پرستی اور خود غرضی کے اشاد سے پاکر دہرے جاہتے ہیں آجائے ہیں اور جبہ پر کو جاتے ہیں نکل جاتے ہیں۔ آپ غور کریں۔ کہ ایسے لوگوں کی پابندی کہاں تک ہماری دین و دنیا کی بہبودی کی نفس ہو سکتی ہے؟

غزوہ استقلال کے پستی میں کہ کامیابی کے لئے ایک ایسی مراد مستقیم جو خیر کی جلتے جو فطرت اللہ کے مطابق

# باب التیاریخ

## تیاریخ اسلام کا ایک معروف صنف

### ملک حبش میں سلامی مستند

### ساتویں اور آٹھویں صدی کے چند جہادین

منسبہ

## مساوات اسلامی

### ایک عظیم النیظیر مثال

احقر خلق امرا و مستحق ہرزت و لعنت ہے، ہم نے عدل و مساوات کی کسی مثالیں بین کی نہیں؟

سننا ہو گا کہ امریکہ کے حبشیوں کو فرزندانی تہذیب سپید نے تیل چربک چربک اس لئے ذوقہ جلا دیا تھا، کہ اس کے ایک بھائی نے ایک یورپین کو دھگل میں زبرد کر دیا تھا۔ خود افریقہ میں تم نے سننا ہو گا۔ کہ یورپ کی ایک عظیم الشان اور مدنی تہذیب و مدنیت حکومت کے ایک بہت بڑے جنرل نے ایک بوسہ یہ لاش کی بدلوں کے مدفن کو اس جرم میں کہوڑ ڈالا تھا کہ میں نے اپنے وطن مقدس کی محافظت کی تھی۔ لیکن اسی افریقہ کے ایک گوشے میں چار سو برس پہلے جہاد

ہم نہیں ایک دوسرا مستور رکھتے ہیں،

سلطان جمال الدین کے ایک جیسے سے بچے نے کہیں میں اپنے ایک ہم عمر لڑکے کا ماتہ توڑ دیا۔ شہزادے کی شکایت ایک غریب لڑکے کے والدین کیا کرتے؟ خاموش ہو رہے

اس کی زندگی کا ایک واقعہ بھولنے کے لائق نہیں، و عدل و مساوات اسلامی کی ایک مثال جلیل و عظیم ہے، ہم جب کہتے ہیں کہ اسلام کا نظام حکومت جمہوری ہے، ہم جب کہتے ہیں کہ مساوات میں انسانوں، اصل نظام حکومت اسلامیہ ہے، ہم جب کہتے ہیں کہ عدل عمومی اسکا بنیئے خلافت نبوی ہے، تو اس پر مخالف کہتے ہیں۔ کہ یہ مساع غریزہ بہتاری و دکان میں کہاں؟ یہ منوعات و مخزعات تو یورپ کی نفل و محاکات ہیں، لیکن اسے غریب مدنیہ اسلامی اور اسے نامائشائے حقیقت ملت حنیفہ ایچھے کیا بتائیں کہ ہمارے امانت خاؤں میں اس جنس کی کتنی فراوانی ہے۔ مدنیہ، دمشق، اور بغداد اور در قرطب کے افسانے بھڑک تک سنائیں، اور دور خلافت اسلامیہ کا مرقع مقدس تیرے لئے کیونکر نظر آؤں؟ دیکھو! وحشت زار افریقہ میں، جس کا ہر باشندہ بیسویں صدی کے یورپ کے نژاد و یک

کے عہد میں مر گیا۔ یہ واقعہ سن ۴۳۸ھ کا ہے۔ اس کے بعد زندہ راوس بن اسحاق بادشاہ ہوا۔ چار مہینے کے بعد یہ بھی مر گیا۔ اس کی جگہ پر اس کا چچا ہر بانی بن اسحاق تخت نشین ہوا۔ یہ بھی چند مہینوں سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ ان سب کے بعد اسحاق کا بیٹا سلوس بادشاہ ہوا اور آخر عہد تک قائم رہا۔

### سلطان شہاب الدین

سلطان جلال الدین کا جانشین سلطان کا بہائی احمد بدلائی المقلب بہ شہاب الدین ہوا۔ اس نے اپنے بہائی کے قاتل سے قصاص لیا۔ ہمیشہ سلطان شہید قدم بہ قدم چلا۔ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ اس کے عہد میں راستے ماموں اور غداروں کا۔ یہ سلطان، مورخ متعز کے عہد میں حوٹوں سے ہدیٰ پوری کا مصنف ہے موجود تھا وہ خود مرضی دکر میں تھا اور اس کا بہائی خیر الدین صدر یہ اکھڑ میں رہتا تھا۔ شاہان حبش سے لڑائیاں بھی جاری تھیں

### خاتمہ

خاتمہ ہر شے کا دردناک ہوتا ہے اور خصوصاً فرزند ان اسلام کا خاتمہ، ہزار سال حکومت کے بعد قواء اسلام پر جگہ ضعیف تھے، اعلیٰ نے مسلمانوں کی حکومت کے مراحل تک محدود کر دیا۔ مدت تک وہ اس پر قانع رہے، بالآخر ایک فرنگی دروازہ جو در سال سی صدی طرابلس کی فکری ہے ناگہاں دہلی منور ہو گیا اور خلیفہ کے اکثر معص کا اپنے پیچھے لے لیا۔

اتفاقاً کچھ دنوں کے بعد خود سلطان کو اس کی اطلاع ہو گئی برسر دربار شہزادہ کو مقاصد کے لئے طلب کیا۔ یہ کیا عجیب اور مافوق العادت منظر تھا۔

سلطان باپ کے تخت پر ٹھکن ہوا۔ مجرم فرزند سامنے کھڑا تھا۔ غریب لڑکا اور اس کے والدین دوسری جانب بیٹھے سلطان نے مقاصد کا حکم خود اپنی زبان سے دیا۔ امر اشفا و سفارش کے لئے اپنی اپنی جگہ سے اٹھے۔ مگر اس بلکہ عدل نے صاف انکار کر دیا خود اولیاء مدعی نے شہزادے کی صفائی کا باواؤ ملید اعلان کیا اس پر بھی سلطان راضی ہوا۔ بالآخر دہلی کو اس منظر کی تاب نہ نہی، ہر طرف سے آواز گریہ و بکا کے شرمیں زنجیر محبت پوری کو توڑ کر آگے بڑھا اور خود اپنے ہاتھ سے قصاص لیا۔ کس کے لئے؟ ایک غریب لڑکے کے لئے! کس سے لیا؟ اپنے بچہ کو گئے اور اپنے جان و دل سے عزیز تر محبوب سے لیا،

آہ! کوئی چیز اس کو ادائے فریضہ اسلامی سے زبردستی سکی،

یورپ تو مسادات کا کس منہ سے مدعی ہے جب ایک سرٹک کی راستی کو بھی تنہا رکھ دیا کے خون سے زیادہ عزیز اور ایک پورے ملک کی نیت تیرے بازار مسادات میں ایک گھرے انسان کے خون سے زیادہ گراں ہے؟

### شاہان حبش کی موت و انقلاب

حلی احمد بن داؤد بن سیف ارعد، سلطان جلال الدین

اللہم واللہ اللہ، لونی الملک من قتا و توغر الملک صمن قتا و

انک علی کل شئی قدا یر

ایک معاملہ کی قدر افزائی، محضرت حفصہ کو اب صاحب دامن پورے شاہان نوازشات سے اعتبار و دبہر سکندری نام پور کو اس سال کے لئے موضع نام پور میں تحویل نامہ بیچ مناسب مستاجر عیانت فرما کر اپنی بیاضی و دریا دلی کا اظہار فرمایا ہے، حفصہ کی علمی سرپرستی و ادبی قدر دانی شہرہ آفاق ہے، ہم معاملہ موصوف کو اس کی اس کامیابی دل سے مبارکباد دیتے ہیں،

# اخوت کا بیان ہو جا محبت کی زبان ہو جا

از غلامِ امتیال مدظلہ

تو راز کن فکان ہے اپنی آنکھوں پر یاں ہو جا      خودی کا راز دان ہو جا، خدا کا ترجمان ہو جا  
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوح انسان کو      اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زبان ہو جا  
یہ مہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ لورانی      تو اسے شرمندہ ساحل اچھل کر بکراں ہو جا  
غبار آلودہ رنگ و نسب ہی بال و پر تیرے      تو اسے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پریشان ہو جا  
خود ہی میں ڈوب جا غافل یہ سر زند گانی ہے      بکھل کر حلقہء شام و سحر سے جاودان ہو جا  
گزر جان کے سیل تند رو کوہ و بیاں سے      گلستاں راہ میں آئے تو جوئی نفس خواں ہو جا

تیرے علم و محبت کی انہیں ہے انتہا کوئی،

انہیں ہے تہہ سے بڑھ کر سارے فطرت میں لڑا کوئی

## شکرِ احباب

جن برادرانِ گرامی نے جن کے رسالہ کی اشاعت کے بعد توسیع اشاعت میں حصہ لیا ان کے اسمائے گرامی بلکیر  
درج ذیل ہیں: ۱۔ جناب مسیح حسن شاہ صاحب گیلانی ترسل قاضی فطرحین صاحب (۲)، جناب منشی محمد رفیع صاحب ترسل جناب  
قاضی صاحب مرمون (۳)، جناب پیر علی شاہ صاحب ترسل جناب شاکر صاحب (۴)، جناب چودہری محمد حیات صاحب ترسل جناب  
قاضی محمد امین صاحب (۵)، جناب چودہری کریم الہی صاحب ترسل جناب قاضی محمد امین صاحب (۶)، جناب قاضی غوث علیہ السلام صاحب فاضل فی ترسل  
۱۔ جناب قاضی غوث علیہ السلام صاحب (۷)، جناب سائلک اندلیف ایم ناچینز خذو (۸)، جناب پیر برکت شاہ صاحب (۹)، جناب ترسل جناب پیر زید حسین صاحب  
۱۰۔ جناب پیر مراد شاہ صاحب (۱۱)، جناب ترسل جناب پیر زاہد عزیز حسین صاحب (۱۲)، جناب قاضی علیہ السلام صاحب (۱۳)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۴)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۵)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۶)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۷)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۸)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۱۹)، جناب قاضی محمد علیہ السلام صاحب (۲۰)

## بزمِ احباب

دسمبر تک کم از کم دس خریدار، اور اس سے زیادہ جس قدر بھی ہوں،

(دسمبر رسالہ جون سشہ ۲۲ متذکرہ سطور  
بلا ۲۰ کل ۴۲)

بلوچستان کی سنگلاخ سرزمین جس سرعت کے ساتھ القریش کو قبول کر رہی ہے اس سے پنجاب کے نزدیکان بے خبر کو سبقِ تقلید حاصل کرنا چاہئے،

### مالی اعانت

قاضی صاحب موصوف اپنے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

آپ کا نامہ مجید آباد ہونا معلوم ہوا خدا کا مہربانی اور خیریت کے ساتھ واپس لائے، آمین!

القریش کی مالی کمزوری کے حالات سے متاثر ہو کر ہمارے خاندان نے اس امر کا تہہ کر دیا ہے کہ ایک سال کے عرصہ تک تقریبِ مسرت کے موقع پر القریش کی مالی امداد کو یاد رکھا جائے، چنانچہ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے

داغ غریز قاضی طالب جہدی صاحب فاروقی سب انسپکٹر پولیس کوئٹہ اپنے فرزند برعزودار خورشید، قبائل کے جماعت اول کے امتحانِ سالانہ میں اول رہنے کی اولین کامیابی کی مسرت میں القریش کی اعانت کے لئے دُور دُپے ضمانت کرتے ہیں!

۲: عزیز قاضی محمد امین صاحب فاروقی ٹواری بہشتینہ ماڈی بھینڈواں اپنے فرزند برعزودار مظفر حسن کی رسمِ ختنہ کی تقریبِ سعید کی غرض میں جو ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ کو ادا کی گئی مبلغ ۲ روپے القریش اعانتِ خند میں وسیع کا دعویٰ کرتے ہیں،

(۳) عزیز قاضی مجرب عالم صاحب، حکیم سکند ساوگو گویا

القریش کی مالی کمزوری سے اس کا مستقبل جس قدر نامیک خطرناک ہے اس کا تفصیلی تذکرہ ان کالموں میں بار بار آچکا ہے، اور متاثر ہونے والی طبائع کے لئے کافی، الحمد للہ بیشتر کلبعض درہمندان مزم وہی خوانان رسالہ نے اپنی توجہ اور مددِ طوف کی ہے،

قاضی نقیر حسین صاحب فاروقی کی قوی جہد دی و علی قدر دانی کے شکر یہ کہ لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ آپ جب سے معاویہ میں شامل ہوئے ہیں معاودت کا پورا پورا حق ادا کر رہے ہیں، جس کے لئے ہمارا دل آپ کا جینہ شکر گزار رہتا ہے، آپ قلمی امداد کے علاوہ کئی ایک خریداروں سے القریش کی اعانت کر چکے ہیں اور ہنوز سلسلہ برابر جاری ہے۔ جزیہم اسد خیر الجواد!

آپ کی توجہ سے امداد و اعانت کا جو نیا سلسلہ شروع ہوا ہے ناظرین کرام نے اگر اس کی تقلید شروع کر دی۔ تو اخیر دسمبر تک القریش موجودہ پریشانیوں سے نجات پا کر قوم کی خدمتِ خارج الہالی سے انجام دینے کے قابل ہو جائیگا۔

### توسیع اشاعت

آپ کی ترفیع و ترقی سے احباب ذیل اخیر دسمبر تک حسب ذیل خریدار دینے کا وعدہ فرمایا!

۱) جناب ڈاکٹر مسیحہ محمد حسین، شاہ صاحب بخاری  
۲) ای۔ ایم۔ پی۔ ایف۔ دسمبر تک پانچ خریدار، زیادہ جس قدر بھی ہو سکیں،

۳) جناب قاضی محمد امین صاحب فاروقی پانچ خریدار زیادہ جس قدر ہو سکیں،

۴) ایک فاروقی الاصلی کوئٹہ (بادچستان) سے خیر

کو خدا فاعل ہے ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۷۳ء کو فرزند عطا کیا جس کا تاریخی نام غفر الاسلام رکھا گیا۔ آپ اس خوشی میں انفقہ اعانت فنڈ میں ۲ روپے ارسال کرتے ہیں،

دوسرے احباب کے مرحلہ ۶ روپے بہ شکر بہ وصول ہو گئے ہیں، الحمد للہ

قومی اور مخصوص مقاصد کے رسائل و اخبارات اس قسم کی امداد لینے کے لئے مجبدمیں، ان کا دائرہ اس قدر تنگ و محدود ہوتا ہے، اور وہ اس میں سے اپنے اخراجات پر سے نہیں کر سکتے، تمام مسلم قومی اخبار بالعموم اور ہندو قومی اخبارات بالخصوص اپنی برادریوں سے اس قسم کی امداد حاصل کرتی ہیں۔ اس سے اخبار کو مالی امداد ملے، بہو کے علاوہ افراد قوم میں نیک اور تبلیغ و اشاعت کے کاموں پر رد یہ صرف کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، ہم قاضی صاحب اور آپ کے خاندان کو اس فیصلہ پر مبارک دیتے ہیں بیخبر دہم، مزید براں چارے محترم دوست مولوی محمد سید عالم صاحب خادوئی بی، ادا، ایل قانگو، منیئندہ وزیر آباد جو قومی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں اور قومی امور

کے متعلق دل میں سجاد و دیکھتے ہیں۔ میری تحریک پر القزین کی مالی امداد کے لئے ۲۵ روپے عینت عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں،

مکرمی شیخ غلام حسین صاحب شاکر سب اور دوسرے پیر علی مہر صاحب صلحداء کی تقلید و کچھو القزین ماہ جون صفحہ ۲۹ کالم ۲) میں دس روپے بذریعہ سنی آرڈر ارسال کر کے مشکور فرمایا، جبکہ لئے ہم آپ کے بدل شکوہ ہیں،

قریشی عبدالحق صاحب بیڈ کورک ایٹ آباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ القزین کی مالی کمزوری اس امر کی مقتضی ہے کہ کچھ پہلو کر اس کی اشاعت بڑائی جائے، اگر میں ایسے مقام پر ہوں جہاں اس خدمت کی انجام دہی نہیں کر سکتا۔ اس لحاظ سے استطاعت مالی امداد کے لئے حاضر ہوں۔ آپ القزین کے مذہبی کوفرومایاں میں سے ہیں اور القزین کیلئے ہمیشہ مدد کرتے رہے ہیں، جس کیلئے ہم بدل شکوہ ہیں،

مخدومی قاضی نذیر حسن صاحب خادوئی کی پوریوں سے بجا رفتہ تنجب چشم طیل میں، ناظرین کو کام آنے کے لئے تھک کر دکھائیں۔ امیر سائیں ایسے محسن کو کفر کو شفا و قابل عطا کرے، آمین!

## تذکرہ برادری

(۳) منظور شدہ زرد پوشی کی تیل میں ارت سر میں دیکھ کر کیسی قائم لگی، جو ایسی تک محدود صورت میں کام کر رہی تھی،

وہ بالاتفاق فیصلہ ہوا کہ مرکزی مجلس کے دفتر کا کام آپ ڈوٹ اور مکمل رہے، انجن کو دست دینا، قوم کی بہبودی حاصل کرنے، مالی مفاد اور دیگر بہترین وسائل و ذرائع تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کا سکرٹری کو مسندہ صاحب صدر اختیار دیا گیا۔ اپنے کام کی روٹ وقتاً فوقتاً وہ اگر کوئی کمی مر پیش کرتے رہیں گے،

انجن قریشیان ہند

اگر کوئی کمی مر صرفہ جولائے ۱۳۷۳ء

بھارتی میڈن قریشی محمد علی صاحب متاؤف کی مدد میں کا دوائی شریعت ہوئی، ۳۰ جون کی کارروائی مکتم ہو کر حسب ذیل کارروائی ہوئی،

۱) مولوی عبد المجید صاحب سوداگر گوردہ سپوری کے برادر بابو محمد حسن صاحب مارک کی وفات حدیث آیات پر افکار رینج و ملائی کیا گیا اور تجویز ہوا کہ انجن کی طرف سے ان کی خدمت میں ہمدردی کا رسالہ بھیجا جائے

۱۲ جولائی ۱۹۵۷ء

نہریں صداوت فرشتی محمد علی صاحب راہونق نذر الطغزین  
میں بجا مضر میزبان کا دلدادہ (دلی شہزادہ) ہوئی،  
دلی و شہزادہ کی بیٹی کے لاکر کمان کا تہناب با اتفاق رائے  
حب ذیل میں آیا،

صدر ، حکیم محبوب عالم صاحب  
نائب ، ۱، قاضی فضل الدین ، ۲، حکیم رحمت علی  
شاہ صاحبان ،

سکرٹری ، قاضی محمد عباس صاحب کلرک  
 دوگلا سکرٹری ، بابو محمد امیر علی صاحب کلرک  
 نائب سکرٹری ، مولوی علی محمد صاحب  
 خزانچی ، مفتی محمد سید اسرار صاحب ،

۱۲) نیازمند جزیل سکریٹری کو ہدایت ہوئی کہ کہلا خذات متعلقہ ڈسٹرکٹ کیٹی سکریٹری کے سپرد کر دئے جائیں ،

۱۳) سکریٹری صاحب ڈسٹرکٹ کیٹی کو ہدایت کیلگئی کہ وہ بہت جلد صدر دفتر سے کہلا خذات میکر اپنا کام شروع کر دیں

۱۴) مرکزی ایجنس کا دائرہ اثر وسیع کرنے اور اس کے فروغ پر بہت نیکرین تبادلہ خیالات ہوئے اور ماحود مولوی محمد باغ صاحب دتیم نے اس مطلب کا ایک نیا دیہیٹن مین کیا۔ کہ

ہندوستان کے اکثر رئیس، جاگیردار، نواب، اور  
دلیا بن ریاست ہماری قوم سے تعلق رکھتے ہیں، اور  
تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی مالک بن گیا ہو  
اور ان کا عالم متغیض ہو رہی ہیں۔ پہلویوں کی جہنمیں کہ ان  
کی اپنی قومی و جہنمی فحاشی سے متغیض نہ ہو۔ لہذا  
فرمانروایان و کرمین و بہا و لپور سے اپیل کی جائے کہ  
وہ باطلا و شامہ اپنی قومی و جہنمی طرف بھی بہت  
دعائت بڑا کر قوم نوز میں فرمائیں، ایسی تجویز کثرت ہے  
کے ساتھ منظر ہوئی۔ سکریٹری کو تاکید کی دامت ہوئی کہ

وہ مناسب طریق پر فوراً عمل کریں ،

۱۵، حاضری نفل الدین صاحب نے فرمایا کہ رونق صاحب جو کہ خضر صاحب بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہوئے اور اس حاضر ہوئے کی خبر مرادباد، دکن، کو جانے والے ہیں اور اس سفر میں انہیں اکثر مقامات پر پھیرے اور تفریحی برادان سے لڑنے کا موقع ملے گا۔ لہذا میں ان کی قومی ہمدردی سے توقع کہتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے سفر کے اس دوران میں انجمن کو مالی فائدہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش عمل میں لائیں، حاضرین نے تائید کی اور رونق صاحب نے تسلیم کیا اور فرمایا کہ فرمانفرمائے دکن، امام احمد اقبالہ و احمدا علیہ السلام شاد نواذات سے مستفیض ہونے کے لئے ڈوشن جانا چاہیے، حاضرین ضرور تائید کی، تعیل کی جارہی !

۶۲ تجزیہ ہوا کہ ہر دو قرار عادیں اخبارات کو بغرض اشاعت  
محکمہ خائن

دو، مفتی غلام حسین صاحب امرتسری کی جوان عمر میں جہاد کی وفات حسرت آیات پر رنج و ملال کا اظہار کیا گیا۔ تجویز ہوا کہ انجمن کی طرف سے آپ کی خدمت میں ہمدردی کا مراسلہ بھیجا جائے،

مقتضای طبیعتش این است، انجمن بفضله روزافزون

[illegible]

آپ کا حق ہے، جب اس کا قسم کی سہولت یہ ایک ہی تھیں۔ خدا ایں فنڈ سے محفوظ رکھے، اور اس فنڈ کو زینتی عطاریے۔ آمین!

## فرت نامہ

بخدمت سیدی و مولائی مرشدنا و مولانا سید خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

ایک مارا خواجہ ہمدرد کار  
جان میں آقا حقین مولائی حسن  
میرے مکدوتا کا پاسخ نہیں  
شک نہیں میں تہا پرستار چندرو  
ایسی حالت میں کہوں کیا آپکے  
گو بظاہر اپنے چہوڑا ہے  
باطنا دست نوازش سر پہ ہے  
یاد کیجئے آپکا خا دم ہوں میں  
آپکا ہوں آپکے حلقہ میں من  
کیا عجب فرصت ہوگی آپکو  
جلوہ یکہ باظور خانہ میں حضور  
میری ہمت کی خرابی کیا کہوں  
کیجئے بند نوازی کیجئے  
زندگی تو آپ ہی کے دم سے ہے

تو مرا چوں بوستان پر بیا  
بیکیاں را تو نہیں و نمگسار  
مرچہ فغلی غیر ظاہری نگار  
زندگی میں مبتلا روزگار  
اپنی روداد فغن کا خلفشار  
ہوں فراموشی کا حضرت کے تنکا  
جے ہی پر زندگی کا انحصار  
بند ناچیز عاجز خاک سار  
آپ سمجھیں دل سے اپنا جانثار  
اس لئے میں آپ اب قلیگار  
وہ بھی مدت ہو گئی تھکا ایکبار  
ہوں رخ ریا کی وقت میں نگار  
حسب کیجئے ہر مری ستا نزار  
ورنہ یہ ہستی ہی میری خوار

لطیف کیجئے فاقہی ناچیز پر

آپ پر جو ہر دل و جاں سزاوار

نامی کوہ سوار

# خبر کردو

فتن آرن شریف اور ہر قسم کی عربی فارسی، طبی صنعتی، درسی اور غیر درسی کتابیں  
طائف و خرائف، غزلیات اور نیر سامان سٹیشنری ہر قسم ہمارے کتب خانہ  
سے برعادت و کفایت مل سکتا ہے، ہر فرمائش کی تعمیل خوش اسلوبی کے ساتھ  
وقت پر کی جاتی ہے، ایک مہینے کے کم فرمائش کی تعمیل نہ ہوگی۔  
ہر آرڈر کے ساتھ چوتھائی ہر قسم بذریعہ منی آرڈر یا انگوٹوں کی صورت میں آئی  
ضروری ہے،

کتاب و طباعت کا کام بھی ہماری معرفت با احتیاط تمام ہو سکتا ہے۔ جن  
اجاب کو ضرورت ہو، وہ بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے کر سکتے ہیں،

نوٹ

دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیو

مہتمم دکن اسلام  
دکن منزل امرتسر

# نادر و نایاب کتابیں

پیام امین، ایک معرکہ اللہ انصیف میں میں مغرب کے سرنامہ زمیں مومنین، پادریوں اور فلاسفوں کے اقوال و اقوال ہی قرآن کریم دنیا کی بہترین کتاب ثابت کیا گیا ہے اور مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی پوری تفصیل دی ہے اور بتایا ہے کہ قرآن کی مشعلت مشرق و مغرب میں کیونکر ہوئی، اس ۱۹۲۹ء کی بہترین تعریف قرلہ دی ہے، لکھاٹی، چپائی، کاغذ نہایت اعلیٰ، قیمت ایک روپیہ (عدہ)

و نیلئے اسلام و عیسائیت، عباست کس طرح ایک بڑا دل سے اسلام کو بنیاد کیا ہے اور اسلام کو کیونکر جیت سے کمزور کر دینی کوشش کی جا رہی ہے۔ انکی پوری کیفیت اس نادر کتاب میں ملے گی، قیمت صرف ۶ روپیہ  
مجموعہ کلام شعلی، مولانا بشی کے اردو کلام کا مجموعہ جس کا ایک ایک شعر ان کی فائدہ انگلی اور اعلیٰ ذوق شاعری کا نمونہ ہے اس میں مثنوی، مہدس، اقویٰ و سیاسی نظمیں، نثریات اور قطعات غرضیکہ ہر زمانہ اور ہر صنف کا کلام موجود ہے قیمت ۱۰ روپیہ  
کنولہ، ایک مشہور و محب اور لغزب ناول، ایسی چارہ زبان اور اچھوتے انداز بیان میں ہندوستان کا سین اور ہندوستان کی بریت دکھائی گئی ہے کہ دیکھ کر جی لوٹ جاتا ہے، قیمت ہر دو جلد کا (دو روپے)

عورتوں کی ویشاء (معنیہ یکم صفر علی) جو عورتوں کی مخصوص فطرت اور طبی رجحان کو ملحوظ رکھ کر انہی کی زبان میں لکھی گئی ہے، عورتوں کے لئے لاجواب تحفہ، قیمت ایک روپیہ (عدہ)  
خوان و دعوت، ان نادر و مکالمہ کے سپر اسے میں یاد چھی خانہ کے تمام لازم و ضروریات اور کھانے پکانے کی

تربکیں، قیمت ایک روپیہ، عدہ  
سین القباس حضور و عالم علی السریہ و سلم کے عم کرم حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب ہاشمی کی زندگی کے حالات، عربی کی مستحکم کتابوں کا انتخاب، اردو زبان، قیمت ۱۰ روپیہ  
مدار اعظم، حضرت سیدہ رابعہ بنت عتبہ مدینہ کے مفضل حالات، آپ کے خاص خلفاء کے اور خاندان حبشیہ و فہمیہ و نقشبندیہ کے ان بزرگوں کے حالات جسکو نسبت حادیہ حاصل ہے، قیمت ۱۰ روپیہ

میجر القریس امر شکر

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْنِيهِ مَا لِقَوْمٍ حَتَّى يُنْصَرُوا بِمَا بَايَعْتَهُمْ...

اسلامی اصلاحی اور قومی ماہوار رسالہ

# القریش امرت

ایڈیٹر

محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے ————— قیمت فی پرچہ ۴۰

طلبہ سے بچا

آفتاب برقی پریس میں مولوی محمد عبدالصاحب منہاس پرنٹر کے اہتمام سے قریشی محمد علی صاحب قریشی نے شائع کیا اور قریشی برکت علی منیر نے دفترہ القریشی امرت سر سے شائع کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قصیدہ نعتیہ

# کَلَامُ الْمَلِكِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْكَلَامِ

رحمات ملک ہما یونی اعلیٰ حضرت علیٰ سیدنا محمد بن علی نظام الملک آصف جاہ سابع خسرو دکن قواب  
مظفر الملک میر عثمان علی شاہ فساد اللہ مکہ

شہ ملک رسالت محمد علی و سر آمد  
امین و غازی رحمت معین و شافع است  
رسول ہاشمی خیر الوری صل علی احمد  
چہ خوش چشمے کہ مازاغ البصر نازان  
خوشا پیغمبر برحق کہ بہر ماکنہ کاراں  
نہ ماند تا حجابے جلوه روی حقیقتا  
ضیا بار جہاں افروز چوں مہر منیر آمد  
وزیر یازدار و نائب رب قدیر آمد  
کریم صادق نور تدر البشیر آمد  
ز قلب بر صفا زودیدہ حق بین بصیر آمد  
رؤف و الرحیم آہ کفیل و النصیر آمد  
پے کشف رموز غیب علام و مجیر آمد

بنام آل شہ لولاک صد جان و دلم قرباں  
کہ عثمان از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# انفرنش ریسٹر

ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء جلد ۱۱ نمبر ۱۰

## مجلس شوریٰ کا انتخاب اور ایجنڈہ

ایس کن ہے، لہذا اجاب کو فوری توجہ سے کام لینا چاہیئے۔ اس وقت تک مجلس شوریٰ کے لئے جو ایجنڈہ تجویز ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ اجاب اس پر غور کریں۔ اور مزید تجویزیں بھیجیں۔ تاکہ نومبر کے رسالہ میں مکمل ایجنڈہ شائع ہو سکے (۱) قومی مرکز کے نام اور صدر مقام پر غور۔

(۲) سکیم پیش کروہ مولانا حکیم سید فرید محمد صاحب عباسی پرنسپل ملیہ کالج دھلی۔ (۳) ترمیمات۔

(۴) انفرنش کی توسیع اشاعت کے وسائل و ذرائع پر غور۔

”مجلس شوریٰ میں بچاس نمائندگان شریک ہونگے جن میں سے ذیل کے بچیس اجاب کے اسمائے گرامی دفتر کی طرف سے منتخب کئے گئے ہیں۔ اجاب کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی دانست کے مطابق اپنے منتخب نمائندگان کے نام بھجوا کر فہرست مکمل کرادیں۔ دس نومبر کے بعد یہ فہرست بند کر

ستبر کی نشست میں مذکور فریش کی سکیم شائع کرتے ہوئے ناظرین کو اس سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ تباہیت خور و خوش کے بعد سکیم اور مجلس شوریٰ کی نہایت ہی اپنی رائے کے اظہار سے ہیں مطلع فرمائیں۔ اور امید کی گئی تھی کہ اجاب بجمہت ممکنہ اس مطالبہ کو پورا کریں گے۔ مگر اس سے ہے کہ مولانا قاضی غفر حسین صاحب فاروقی کے علاوہ اس وقت تک کسی نے بھی یہ تکلیف گزار نہیں کی۔ قوم کی پریشاں حالی کا خاکہ بار بار پیش کرنا تفصیل حاصل ہو درو شدان قوم کی ظاہری و باطنی حالت سے خوب واقف ہیں اور انہوں نے ہی طرح معلوم ہے۔ کہ اگر اس صورت میں بھی کچھ نہ کیا، اور خاموشی دے پر وہی میں اس قیمتی موقع کو گاہتہ سے کھو دیا گیا۔ تو قوم و قومیت کے فنا ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہے معلوم نہیں ہوتا، کہ یہ سکوت کیوں ہے اور کس لئے؟

مجلس شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز اور سکیم سے تعلقہ راول کے مطالبہ کی میناد ۲۵ اور ۱۳ اکتوبر تک ہے۔ وقت کا بیش تر حصہ گزر جانے کے باوجود ایک رائے کا موصول ہونا محنت

(۱۸) جناب پیر علی اصغر صاحب فلعندہ درہنہ  
(۱۹) پیر امام علی شاہ صاحب پاکپن  
(۲۰) قاضی شاہ ولی صاحب وکیل  
نکودہ

(۲۱) پیر عطا محمد صاحب قسری  
سراوال

(۲۲) ڈاکٹر محمد چہرا صاحب قری  
ایم۔ ڈی۔ ایچ۔

(۲۳) جناب پیر زادہ نور الدین شاہ صاحب  
مدینہ

(۲۴) جناب قاضی عنایت علی صاحب جزل سکری  
انجمن قریبیان ہند۔

(۲۵) جناب قاضی فضل الدین صاحب امرتسری سٹٹ  
سکری انجمن قریبیان ہند۔

سکری صاحب انجمن قریبیان ہند اگر مناسب  
سمجھیں گے۔ تو اپنی انجمن کے اگزیکٹو ممبران کو غنویت  
کی اجازت دے دیجئے۔ جو بچا سس کی شرط سے  
سنبھٹے ہوئے گئے۔

زمرہ کارسلا تاریخ اشاعت سے کچھ روز قبل  
شائع ہوگا۔ اس لئے مجلس شوریٰ کے اجلاس  
کی تاریخ اور مقام کا اعلان واضح طور پر اس میں  
کر دیا جائے گا۔

الہ آباد یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد نے خود کین کو  
مردانہ کاجوں کے اٹل و جمل میں حصول تعلیم کیلئے  
داخل ہونے کی اجازت کر دی۔

مدینہ منورہ کا محاصرہ۔ امیر نجد کی افواج نے مدینہ  
منورہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔

دی جائے گی۔ اور باقی نام بھی دفتر کی طرف سے پورے کر  
ئے جائیں گے۔ لہذا اسباب کو اس تاریخ سے قبل ہی نام  
بجھوا دینے چاہئیں۔

(۱) جناب قاضی عطاء الدین صاحب فاروقی وکیل سرگودھا  
(۲) جناب مولوی پیر محمد یعقوب شاہ صاحب ڈسٹرکٹ  
انسپیکٹر ہارس سرگودھا۔

(۳) جناب قاضی فیض حسین صاحب فاروقی ریٹائرڈ سٹو  
ریاست (ظلمات) گوجرانوالہ۔

(۴) جناب قاضی فضل حسین صاحب قاضی دین۔ امین آباد  
(۵) جناب حکیم مولوی محمد حسین صاحب کورٹ باری۔

(۶) جناب مولوی سید عالم صاحب بی۔ او۔ ایل گوجرانوالہ  
(۷) جناب خان بہادر مولوی خان محمد صاحب فاروقی فیئر  
آریزی مجسٹریٹ رائڈ پینڈی۔

(۸) جناب پیر سید غلام نبی شاہ صاحب رئیس ذیلدار  
سے والا قصور۔

(۹) جناب مولوی قاضی محبوب علی صاحب رئیس آریزی  
مجسٹریٹ جالندھر۔

(۱۰) جناب قاضی نواب علی صاحب اکسٹرا اسٹٹ  
کشنر جالندھر۔

(۱۱) جناب پریسیڈنٹ صاحب انجمن قریبیان ہند  
(۱۲) جناب قاضی باقی شاہ صاحب رئیس وزیر آباد

(۱۳) جناب قاضی عبدالعزیز صاحب گورداسپور  
(۱۴) جناب مولوی عبدالحمید صاحب سوداگر گورداسپور۔

(۱۵) جناب پیر زادہ سید محمد حسین صاحب پنشنر  
کشنر جالندھر۔

(۱۶) جناب مولانا حکیم سید فرید احمد عباسی پرنسپل  
طبیہ کالج دہلی۔

(۱۷) جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب اکسٹرا  
اسٹٹ کشنر جالندھر۔

# نور علی نور

تمام انور کا سرچشمہ اور علت الخلق حق سبحانہ تعالیٰ ہے  
جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض  
غدا زمین و آسمان کا نور ہے۔

ہر ایک نور جو بلندی رسی میں نظر آتا ہے۔ خود وہ  
ادوار میں ہے یا اجسام میں۔ ذاتی ہے یا عینی۔ ظاہری ہے یا  
باطنی۔ ذہنی ہے یا غائی۔ خداوند تعالیٰ کے فیض کا عطیہ ہے  
حضرت رب العالمین کا فیضان عام ہر چیز پر محیط ہوتا ہے۔ یہی  
تمام فیوض کا مبداء تمام نعمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار کا علت الخلق  
ہے۔ اسی نے ہر چیز کو نیت سے بہت کیا۔ اوصلت وجود عطا  
فرمایا۔ اسی کی ہستی حقیقی اور تمام عالم کی قیوم ہے۔ سوائے  
حق سبحانہ و تعالیٰ کے کوئی وجود ایسا نہیں۔ جو ہدایت و اہم  
و قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو۔ بلکہ خاک و افلاک انسان  
و حیوان و عجم و حجر۔ روح و جسم سب خدا کے غرض کے  
فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی پیدا  
کیا جس کو فلاسفی کا اصطلاح میں عقل اول کہا گیا ہے۔  
متصفین تمام عالم کا اسواء اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور  
انکا اول و سلسلہ انظر وجود باجو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ  
و سلم ہے۔ اس بنا پر حضرت احمد مجتبیٰ اعظمی صلی اللہ علیہ  
و سلم باعث ایجاد عالم اور سرور ربی آدم ہیں۔  
آپ کو ظاہری اور باطنی طور پر انتہائی درجہ کا انقلاص حاصل  
ہے۔ آپ کا وجود باجو ذخیرہ جسم مفرقین سے اعلیٰ و افضل  
اور الہی کا مظہر اتم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا  
نام فخر آن مجید ہی نور اور سرسبز منیر رکھا گیا ہے۔  
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قد جاءک من اللہ نور کتب

آپ من المکدہ۔ ع ۱۲) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس  
نور اور فخر آن آچکا ہے۔ جس کے احکام صاف و مرتب ہیں۔  
دوسرے مقام پر ہے یا ایہا النبی انما مرسلناک شامدا  
دمیثرا و خذیرا و داعیا الی اللہ باذند و سواھا منہا  
(آپ من انور ع ۱۲) اسے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے  
والا اور نیکوں کو خوشخبری دہنے والی اور اہل  
کفر کے غضب سے ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی  
طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے  
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی  
انکا نام ہی نور ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے  
فانضو بانلہ و سواہو و النور الی الذی انزلنا و اللہ بما  
تفعلون خبیر (آپ من النور ع ۱۲) اس اللہ اور  
اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور نیز نور ہدایت یعنی فخر آن پر جسکو  
ہم نے اتارا ہے۔ اور جو کچھ ہم نے تم کو اس اللہ کو اسکی سب فروع  
حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ و الشا کا وجود باجو نور ہدایت  
وحی الہی کا نور و دروہو۔ نور علی نور اور جمع الانوار بن گئے۔  
مومنین نور زمست سے ممتاز ہوتے ہیں چنانچہ بخیر صادق  
و مصدق علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا۔

اتقوا من فراسة المؤمنین فانہ یبصر بغیر اللہ اس بنا  
پر یومین ہونے کا نشان یہ ہے کہ اس انسان کی قوت تسمیہ و تمیز  
جاتی ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار  
میں آتا جاتا ہے۔ اور اپنی حالت میں دن و رات نمایاں تبدیلی  
پاتا ہے۔ اور اللہ اسکا ولی بن جاتا ہے۔ اللہ ولی اللذین  
امنوا بخیر جہہ من الظلمات الی النور (آپ من النور ع ۲) بلقر  
ع ۳۲) اللہ ایمان والوں کا حامی و مددگار ہے۔ کہ ان کو کفر کی

غزیر کہ متبعین اسلام کی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید و فرمانِ حمیدِ مہدی کتابِ حکیم و نورسین موجود ہے۔ قرآن مجید کی پیروی کریں۔ تو اسد جو تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ ان کا والی و حامی مخرج من الظلمات الی النور ہے۔ مسلمان اگر اسوہ حسنہ سید المرسلین کی پیروی کریں۔ اور اس وجودِ باجوہ سے جو مجموعہ الانوار اور نورِ منکے نور ہے۔ مناسبت پیدا کریں تو حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا۔ انسانی ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں لاتے ہیں۔ ان انوار کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسلمان کسی قسم کی تاریکی میں نہ تو یہ اسکی اپنی بدبختی ہے۔ مسلمانوں کی فلاح و نجات اللہ نور السموات والارض کی کتابِ نور ہدایت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نور علی نور کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں مضمر ہے۔ فَاَهِنُوا لِلّٰہِ وَرَاسُوْلَہِ وَتَوَلَّوْا لِدِیْ اَنْزَلْنَا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔

زور دیں جہاں نور علی نور  
کیسے اللہ سے سب انبیاء نور ہر محمد کو کیا نور علی نور  
یہی اس نور سے ظلمتِ ہم کی ہر ہمک اٹھا زمین سے تاسا نور  
جہاں یہ نور جہاں ظلمت کا چہرہ کلام اللہ نور اور مصطفیٰ نور  
ازل سے نور کا طالب ہوں بیتہا  
بڑھا کر تاروں یا اسد یا نور

تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔

دوسرے مقام پر حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف ناظر لایا۔ اَلْکُتُبُ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّہِمْ اِنِّی صَاطُ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (پس ابراہیم علیہ السلام میں اللہ ہوں۔ میں سب کچھ دیکھتا ہوں۔ اسے پیغمبر یہ قسم کہ ان ایک بڑی ایسا درجہ کی کتاب ہے۔ اسکو ہم نے تم پر اس غرض سے اتار ہے۔ کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ۔ یعنی اس پاک ذات کے رستہ پر لاؤ۔ جو سب سے زبردست اور ہمہ وقت اور ہر حال میں تریف کے لائق ہے۔ یاد رہے کہ ظلمتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔

- (۱) ظلمتِ کفر
- (۲) ظلمتِ شرک
- (۳) ظلمتِ جہل
- (۴) ظلمتِ رسم و عادت۔
- (۵) ظلمتِ جب
- (۶) ظلمتِ افلاس و دولت۔
- (۷) ظلمتِ ثبوت و حرم و نقیب۔
- (۸) ظلمتِ کسل و عجز و بیہوشی۔
- (۹) ظلمتِ تکبر و غرور۔
- (۱۰) ظلمتِ استبداد و جبر و ظلم۔
- (۱۱) ظلمتِ فسق و فجور۔
- (۱۲) ظلمتِ عدوان و طغیان۔

## اطلاع

تاخیر کلام اور ہر خاندانِ القریش کا فرض ہے کہ وہ آپ کی عدم حاضری میں القریش میں و جاہلی گھنے کیلئے تو یہاں اشاعتِ ممالی ہو کر آئینہ افشاہت سے آپ کے حالات و مفرد جگہ جائیں گے۔ جو نظریں کی لپچی کا باعث ہو گئے۔ (نہایت ناخوش و فخر قریش)

معدوی ایڈیٹر صاحب آج ۱۶ اکتوبر کو ہر دو ارسال پر سوار ہو کر ہرم ہرم سونچ کر امرت سر سے روانہ ہو گئے ہیں۔ انہی میں مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی ہاؤس خلیفہ جلیہ کالج جلی سے تھے۔ "قریش" اور قوم کے مستقبل پر گفتگو کر گئے

## خَضُّوْا الزُّبُرَ کَاِسْتِقْلَالِ اسْتِقَامَتِ

ہاں ہر آپ کے عزم و استقلال اور استقامت کا یہ حال تھا۔ کہ نہایت جرأت و دہری کے ساتھ اپنی کل قوم کے عادات و طبائع، رسوم و رواج کے برعکس توحید کا سبق سکھایا۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ یہ ایک ایسی دلفریب صداقتی، جس سے دیکھتے ہی دیکھتے دشت و جبل گونج اٹھتے۔ اور ہر آدمی کو اپنے اپنے چوتنگ کیا۔ اور انہوں نے اس آواز کی مخالفت کو اپنا نصب العین ٹھہرایا۔ اور آپ کی جان کے دیرے ہو گئے۔ باوجودیکہ تمام قوم ہم محمد ہمسایہ۔ حتیٰ کہ رشتہ دار ہی آپ کے مخالف تھے۔ آپ کی ذات بابرکت سخت خطرے میں تھی۔ مگر واہ رے استقلال و استقامت۔ آپ پیغام حق کے منائے اور دعوت الی الخیر کے پہنچانے سے دستکش نہ ہوئے۔ بلکہ پہلے سے ہی زیادہ تبلیغ اسلام کے لئے سرگرمی سے کوشش شروع کی۔ اسی استقلال و استقامت کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ کی زندگی میں ہی کل قوم عرب دینِ مبین کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہوئی۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مجنوں کہتے تھے۔ بیشک ان سران کریم میں ہے۔  
 دَلِیْقُوْنَ اِذَا الْجَحِیْمُوْنَ (سورۃ یحٰییہ)  
 اور کہتے ہیں۔ کہ یہ (شخص) تو ایک دیوانہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ سے ترویید فرمائی۔

عرب۔ حجاج کی دہلی۔ حامیوں کا تمام جانتیں حج سے نفرت پا کر بحزیت ہندوستان پہنچ گئیں ہیں۔

اصلاح و تبلیغ کا نازک ذریعہ انجام دینے کے لئے سب سے بڑی ضرورت سچے استقلال اور فوق العادات عزم کی ہے۔ کہ مصلح اور مبلغ کو کوئی ترغیب و ترغیب اس کے پاک ارادہ اور قائلہ و سامعی سے باز نہ رکھے سکے اور وہ غیر متزلزل استقامت اور عزم راسخ کے ساتھ اپنا کلام کرے۔ اور متواتر ناکامیوں اور مسلسل موافق پریشانیوں سے مایوس و ہراساں نہیں ہوتا۔

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اور بزرگوں کا حسن اخلاق سے درجہ کمال منصف تھے۔ وہاں استقلال کامل اور عزم راسخ بھی آپ کے خلقِ عظیم کی ایک نمایاں خصوصیت تھی اپنے فرائض و عزم و جبل کی طرف سے آپ جس خدمت کیلئے مامور ہو کر آئے تھے۔ اس کے پورا کرنے میں آپ آخر تک اسی سرگرمی و دلچسپی سے کوشاں رہے۔ جو ماموران الہی کا خاصہ ہے سخت سے سخت مزاحمت اور شدید ترین مخالفت بھی آپ کو اپنے فرائض کے انجام دینے سے باز نہ رکھ سکی۔ اور اپنے اپنے نیک مقاصد کی تکمیل میں کسی لاپرواہی اور کسی لاسلطہ کی گنجی پرواہ نہیں کی۔ اور نہ کسی مایوسی و ناامیدی سے آپ کے عزم راسخ میں بھی کوئی تغیر پیدا کیا۔

آپ کی سب سے بڑی صفات تبلیغ اسلام کے لئے ایک ایسی قوم میں مبعوث کی گئی تھی۔ جو علوم سے بے بہرہ معاشیت اور دگرگزر سے نا آشنا اور بے مصلحت انسانی سے مترا تھی۔ حضرات کو توحید و صداقت کی دعوت و اصلاح میں سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی تھیں ملک کا ملک دشمن تھا۔ قوم کی تمام تشہ و خون تھی۔ ثبات قوت و ذرا اپنی پوری طاقت سے مخالفت برپا کر رہے تھے

## سبر و سستی

شراب نہ ہے بزم ہستی      ہر ایک ہے جو عیش دوستی      مال مٹی و مے پرستی      ارے یہ ذلت ارے یہ پسندی  
 شعار رندانہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 شراب پینے سے روکتا ہے      سمجھتا ہوں میں نہیں ہے      خرد کے آغوش میں نہیں ہے  
 تو اس سے جھگڑا نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 خیال روز حساب کیسا      ثواب کیسا عذاب کیسا      بہشت دوزخ کے یہ فتنہ      خدا کی باتیں خدا ہی جانے  
 فضول سوچنا نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 نہیں جہاں میں ملام رہنا      تو کس لئے تشنہ کام نہ رہنا      گرہ میں جو کچھ ہے زینت      بس آج ہی سارا گہر ٹاڑے  
 خیال فردا نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 یہ تجھ پر      کئے والے      نہیں ہیں پرہیزگار سارے      اٹھا اٹھا ہاں اٹھا سب کو      تمام دنیا کی داؤد ہو کو  
 غرق پیانہ نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 کسی سے تکرار کیا ضرورت      فضول اسرار کیا ضرورت      کوئی پئے تو اسے پلاؤ      اگر نہ مانے تو مسکراؤ  
 مال اعتماد نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔  
 بچے سمجھتے ہیں اہل دنیا      خراب ستم و ظلم رسوا      نہیں ہیں اچال تیرا      کئی نہیں ہم خیال تیرا  
 کسی کی پرواہ نہ کر      - - - - - پئے جا ۔۔۔۔۔

(ایڈیٹر: حفیظ جالندھری)

## ندوہ

قوم کے ٹنگسار حضرت مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب  
مہاسی پرنسپل طبیہ کالج دہلی نے جس قابلیت اور لسانی  
کے ساتھ دارالندوہ کے قیام کے متعلق اپنی مرتب  
کردہ سکیم کو قوم قریش کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ بیجا  
مزدورت اور اعتبار و اقلیت پر نوع اس قابل ہے۔ کہ کمال  
خندہ پیشانی اور فراخوصلی کے ساتھ اسکو لبیک کہا جائے  
درد دل کے ساتھ اس سکیم کے تجویز کرنے سے آپ نے  
جو احسان عظیم قوم پر کیا ہے۔ اس کے رو سے لاریب آپ  
قوم کی سچی شکرگزار کی کے مستحق ہیں۔

سکیم ذاتہ بنائیت مقول ہے۔ اور اس بات کی مستحق ہے  
کہ قوم کے تنہید اور قابل ترین اصحاب اس کے مال و ما  
علیہ پرنسپل سے دل کے ساتھ غور کریں۔

۱) جہاں تک وہ مقامات کا متعلق ہے۔ اس امر کے اظہار  
میں کوئی تامل نہیں پایا جاتا۔ کہ انجن قریشیان ہند  
نے جہاں قوم کی رہنمائی کا نازک اور ذمہ دارانہ کام اٹھانے  
حال خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا ہے۔ وہاں اسکے  
بالمقابل یہ امر بھی وقوع میں آیا ہے۔ کہ انجن کی نفاذگی  
سے اس کے قیام کے ابتدائی ایام میں بعض جھول انصاف  
اشخاص بوجہ تمام انجن کے بھانگ کی راہ سے دائر و قریب  
میں داخل ہو جانے کا موقعہ پائے گئے۔ اور پھر اس پر ہی اکتفا  
نہیں کیا۔ بلکہ چارے بکھر کر قریش کے نام سے خانہ ساز و بنیوں  
کا ڈھانچہ ہی کھڑا کر دیا۔ بجا اسکے اگر ان کے طرف کار کی نوعیت  
اندرونی کا جائزہ لیا جائے تو لاعلم کہ کتنا پڑے گا۔ کہ

میں انجن پریش مذہم کر کفن دزد سے چند  
بہر تبسم قبور انجنے ساختہ اند

پس ایسی صورت میں جب کہ اس قسم کی دبا پر کجا  
رہز افروز ہے۔ تو قوم قریش کے خون صبح کا اڑیں قبل  
سوا غلیظہ کی آمیزش سے ہمیشہ کے لئے پاک و صاف  
رکھا جانا بنائیت مزدوری ہے۔ اسلئے سکیم مذکورہ مندرجہ بالا  
القریش ماہ ستمبر ۱۹۷۵ء کی دہرے کے من رج  
کے ان الفاظ کے متعلق کہ  
”ہر قریشی بھائی فیس دیکر اسکا ممبر ہو سکتا ہے“  
”مستندہ سیم پیش کرتا ہوں کہ کئی بچائیں ہونا چاہئے۔ کہ ہر صبح انصاف

۲) میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں۔ کہ سکیم میں ایک اور  
فقہ نمبر (د) کے نام سے بڑا دھونا چاہئے۔ جبکہ دعا  
یہ ہو کہ داخلہ ”ندوہ“ کی منظوری کا مستحق ہوگا۔ اور  
داخلہ سے قبل صحت نسب کی جانچ و پڑتال بذمہ ندوہ ہوگی

(۳)

اگر انجن قریشیان ہند ندوہ میں منتقل ہو جائے۔  
تو پھر یہ عمل قابل تعصیب ہوگا۔ کہ ندوہ کا صدر مقام کہاں  
ہو؟ میرا خیال ہے کہ اس بات کا طے کرنا بھی منفعہ  
ہونے والی مجلس شوری کے سوا حد میں داخل ہونا  
چاہئے۔

(۴)

بعض ضروریات اور چند خصوصیات کی رو سے مجلس  
شوری کا انعقاد امرتسر ہی میں کیا جانا سوزن تر  
ہوگا۔

(۵)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ القریش نے  
گذشتہ دس سال کے اندر قوم میں بیداری پیدا

(۶)

یا مشرق القریش - جہاں تک میرے معلومات میرے  
 زندگی کرتے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سکیم مذہب سے  
 ترقی پسند طوائف میں متوجہ اور بے عمل پیدا ہو چکی ہے۔  
 میں محسوس کرتا ہوں کہ قوم قریش کی خوش نصیبی کے  
 دن از سر نو قریب آنے والے ہیں۔ اس لئے اس بات  
 یاد دہانی غالباً بے عمل نہ ہوگی۔ کہ آپ ان بزرگانِ عظام  
 یادگار ہیں جن کے ارادے ہمیشہ غیر متزلزل ہو سکے  
 زمین کا اپنے مرکز سے ٹل جانا اور آسمان کا اپنے محور سے  
 ہٹ جانا ممکن ہو سکتا مگر جو قدم کان کا اٹھتا۔ اس کی راہ  
 ان کیلئے موت کا پیغام ہوتی۔  
 پس اٹھئے اور دنیا پر اپنے آپ کو اس آبائی وراثت  
 کا وارث ثابت کیجئے۔

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے  
 مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

خاکِ رفاہی نظیر حسین فاروقی ریٹائرڈ  
 ستونی از گورِ جبرائیل

کرنے کے شعلہ جواہر میں خدواتِ سرانجام دی ہیں۔ ان  
 کے روستے "مذہب" اور "القریش" لازم و ملزوم کی کیفیت  
 میں ہونگے۔ اسوقت القریش اس دروازہ اور پائندہ قوم کا  
 ایک شہنشاہ ہوا چراغ ہے۔ بیکار برقرار رکھنا قومی متاع کے  
 لحاظ سے ازیں مزدوری ہے۔ اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں  
 کہ القریش کے آئندہ مذہب رکھنے کا مسئلہ بھی اس مجلس  
 مشورہ میں پیش کرنا چاہیئے۔

(۶)

ایک اطلاع کے مطابق ہندوستان بھر میں سادات  
 قریش کی آبادی کا اندازہ اٹھارہ لاکھ کے قریب ہے۔ اور  
 صوبہ پنجاب میں تو ۱۹۱۱ء کی رپورٹ مردم شماری کی روستے  
 سادات قریش کی مجموعی آبادی تین لاکھ سترو ہزار آٹھ  
 سو ستاون ہے۔ اسلئے نظامِ مطلوبہ کے شعلہ مناسب  
 وقت میں قوم سے باقسط بیس بیس لاکھ روپیہ کا فراہم ہو  
 سکتا تو زیادہ مشکل نہیں معلوم سکتا۔ ہاں اگر کوئی مشکل ہے  
 تو یہ کہ کام کرنے والے کو محرک پیدا ہوں؟ اگرچہ ایسی کی کوئی  
 وجہ نہ ہوتی چاہیئے۔ کیونکہ خدا خود سید و ناصرِ اکبر متاثر ہوتا  
 تاہم یہ مسئلہ غور طلب مزدور ہوگا۔

سوانحی حضرت مخدوم سید الدین مولانا خواجگی فاروقی چشتی کاپوری خلیفہ اعظم  
 حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی مصنف قاضی سید احمد علیان فاروقی غیرہ حضرت مولانا خواجگی

|                           |                           |
|---------------------------|---------------------------|
| عارف حق سید الدین خواجگی  | عارف اوقات دریا و خدا     |
| بن سراج الدین سراج اولیاء | کان جواد یوسف شاہ عظیم    |
| خاندانش راجون دیرم بنور   | رفت باقر دوق اعظم سلمہ    |
| عظمیٰ کرد حاصل از معین    | علم باطن از نصیر پیر منیا |
| لہجہ محبت صد ہم فزودہ     | داخل غلبریں شہد بارسا     |
| دانش چوں گشت شہر کالی     | شد زیارت عجاہ مخلوق خدا   |

علیہ الرحمۃ مولانا امین الرحمن عربی دہلی سے ہے۔ علیہ الرحمۃ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی خلیفہ اعظم حضرت نظام الدین اولیاء ہے

## خبردار! ہوشیار!

کیوں تو ہے دنیا کے ہاتھوں میں اسیر  
اسکا سودا موجب خسران ہے  
دور رہ اس جاہل و خورخوار سے  
اس نے میٹھی زبندوں کی نیکیاں  
عارفوں کو اس نے رسوا کر دیا  
دوست اسکے ہیں ابو جہل و یزید  
ایک دھوکا اس کی صحبت الا مال  
اس کے شیدا محمود حزن و ملال  
پاکبازوں سے محبت چاہیئے  
مرغ و ماہی سے ہے نان خشک خوب  
باعثِ ذلت ہے نخوت کا چلن  
خوب مولاناؒ نے رومیؒ نے کہا  
زہد و تقویٰ اچھیت اے مرد فقیر  
لاطمع بودن ز سلطان و امیر

# صحابہ کرامؓ کے اخلاقی و فنی امتیاز

کر دیا۔

جب اس عہد اعظم نے اس کام کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اور اس بات کا پورا عہد کر لیا۔ کہ افریقہ کے صحراؤں میں خدائے واحد کی آواز کو بلند کرونگا۔ اور ان بزرگ اقوام کو اسلامی تہذیب سے بہرہ اندوز کیا جائیگا۔ اپنی ارادوں کو دل میں جکڑ دیئے ہوئے وہ طرابلس کی جانب بڑھا۔ اور بربری اقوام کو اپنی طرح شکست دی۔ ان بربریوں کا یہ فائدہ تھا۔ کہ جب یہ شکست کھا جاتے اور مجبور ہو جاتے تو طاعت قبول کر لیتے۔ اور جب اسلامی فوج وہاں سے ہٹ جاتی۔ تو پھر سرکشی کرنے لگتے۔ اسی سبب اس دفعہ اس انجام میں گورنر عقبہ نے اس بات کا اہتمام کیا۔ کہ لشکر اسلام یہاں مستقل طور پر قیام کرے۔ اور ان منافقوں کو ان کے ارادہ سے باز رکھے۔ اور اس لہذا کو عملی صورت دینے کی غرض سے ایک جدید شہر بنانے کی تجویز کی گئی۔ چنانچہ آپ نے شہر قردان کا بنیادی پتہ رکھا۔ افریقہ پر جنگوں سے بھرا ہوا اور وحشیوں کا مسکن تھا۔ باخصوص جس علاقہ قردان کے آباد کرنے کی تجویز تھی۔ اس جگہ تو ایک نہایت ہی خطرناک جھگڑا تھا جس میں شہر بچتے، بھڑپتے اور دیگر قسم کے درندے اس طرح بیماریاں کے ساتھ بھرا کرتے جیسے کہ شہر کی گلیوں میں گتے۔ ساپ۔ بچھو اور دیگر خفرت الارض کی بھی کثرت تھی۔

جب یہ حالت گورنر عقبہ نے دیکھی۔ تو اپنا وہ سر جو اس نے آج تک کسی بڑی سے بڑی سختی کے سامنے

اسلامی تاریخ میں جب افریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو اس سے مراد شمالی افریقہ ہی ہوتی ہے۔ جو کہ تین مختلف حصوں پر منقسم ہے۔

(۱) المغرب الاویٰ جو کہ قسطنطنیہ اور طرابلس اور ٹونس پر حاوی ہے۔

(۲) المغرب الاوسط جس میں جزیرہ مدیترانی مقامات شامل ہیں۔

(۳) المغرب الاقصیٰ جس کے اندر مراکش۔ سوس اور فاس وغیرہ کا منسلک ہے۔

سب سے پہلے اس ملک میں خلیفہ ثانی عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں سیدالہ بن سعد بن ابی سرح نے اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری کیا۔ بعد ازاں حضرت جنرل عقبہ بن نافع نے منقطع شدہ سلسلہ فتوحات کو از سر نو جاری کیا۔ اور اسی سال نبی درتہ اور مزانہ جیسے مقامات کو سر کر لیا۔ اور ۳۲ھ کے شروع ہونے ہی کو اس کو بھی اسلامی فتوحات میں داخل کر لیا۔

آفریں باد میں بہت مردانہ تو۔! فتنہ یہ زمانہ وہ تھا۔ کہ جب حضرت امیر معاویہ کا وہ خط اپنا جو بن و کمار لکھا۔ چنانچہ امیر موصوف نے عقبہ کی اس تعداد و شجاعت و مردانگی کو دیکھتے ہوئے شمالی افریقہ کو فتح کر کے اپنی اقتدار میں داخل کرنے کا کام انہیں کے سپرد کر دیا۔ اور ۳۵ھ میں ان کو افریقہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ ان کی ماتحت افواج میں دس ہزار کا اور اضافہ

قیروان کی تعمیر ہونا تھا۔ کہ از قیام میں مسلمانوں کی ایک مستقل عبادت گاہ بن گئی۔ اور اسی وجہ سے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہما اسلام کو پس پا کرنے کی غرض سے ہر طرف فوجیں بھیجتے رہے۔ اور ہر خارجی حملوں کا نہایت مردانگی سے جواب دیتے رہے۔

۶۲ھ یعنی گزرنے والے دس برس بعد آپ نے اپنی اولاد کو ایک جگہ مجتمع کیا۔ اور فرمایا کہ میں اپنی جان و مال کو خدا اور اس کے پاک دین کے چیلنے میں وقف کر چکا ہوں۔ مہمیں تو حید سے جہاد کرونگا اور بالآخر مسیح ان جہاد ہی میں جان دے دونگا۔

بہ ازاں زہیر بن قیس کو قیروان کی حفاظت کی غرض سے۔ تھوڑے سے عہدین کے ساتھ مقرر کر کے خود بڑی دل لشکر کو لے کر مغرب کی جانب بڑھا۔ اور شہر باغیانہ پر پہنچ کر رومیوں کا نہایت تہوڑا شجاعت سے مقابلہ کیا۔ اور ان کے ہر حمل کا جواب نہایت پامردی سے دیا۔ بالآخر ایک خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں رومیوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہاں اسلامی وقت اور کاسدہ بچھا کر اور آگے بڑھے۔ شہر آ رہ پہنچے یہاں بھی رومیوں سے سخت جنگ ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

جب عیسائیوں نے یہ دیکھا۔ کہ ہم ایک خدا سے بڑھ کر پرستاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ بربروں کو بھی بلایا۔ جو عیسائی نہ تھے۔ جس سے عیسائیوں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی۔ اور وہ چھ ہزار مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ ظاہر ہے کہ کچھ ہزار آدمی لاکھ کا مقابلہ کہاں تک کر سکتے ہیں۔ اور اسلامی تہذیب اور شجاعت نے مسلمانوں کا دامن یہاں بھی نہ چھوڑا۔ اور ان مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعروں میں ایسا زبردست

جھکایا تھا۔ نہایت عاجزی و انکساری سے خدا کے واحد کی بارگاہ سے نیاز میں جھکا کر جنگل کو ان آفات کے اثر سے پاک کرنے کی دعا کی اور اس کے بعد سر اٹھا کر تمام جنگل کے درندوں اور حشرات الارض کو خطاب کر کے کہا۔

یا ایہا الخیل والبعاع انا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارجلوا عنا وانا نازون ومن وجدناہ بعد ذالک فتلناہ

ترجمہ۔ اے کیڑو مکوڑ اور اے جنگل کے درندو سن لو اور غور سے سن لو کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ یہاں سے چلے جاؤ اور اس جنگل کو اپنے اثر سے پاک کر دو۔ کیونکہ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور اس کے بعد ہم نے تم میں سے جس کو دیکھا۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

یہ تہی وہ صد اک جس نے جنگل میں گونجنے ہی پر شیر و چیتے کو لرزہ بر اندام کر دیا۔ ہر کیڑے مکوڑے کو زہر لگھا دیا اور ان کی بے ہمت کر دیا۔

اللہ اللہ یہ وہ دعا تھی۔ کہ جس کا یہ اثر ہوا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ درندے اپنے بچوں کو خود بخود اٹھائے لئے جارہے ہیں۔ اور سانپ نظروں سے غائب ہو رہے ہیں۔

بربروں کی نظروں میں اجابت دعا کے اس وقت رہا۔ نے چکا چونچ پیدا کر دی۔ اور ان میں سے اکثر کے دل اسلام کی مہانت کے ذوق آشنا ہو گئے۔ اور اپنے سرکش سرور کو اسلام کے احکام کے سلسلہ جھکا دیا۔ چنانچہ یہی وحشی انسان مقلد بگوش اسلام ہو کر جنگل کے کائناتوں قیروان کی تعمیر کرنے میں لشکر اسلام کو مدد دینے لگے۔ اور انہیں کے ہاتھوں سے جامع مسجد اور کتب خانہ سے سرنگدگ مکانات تعمیر ہوئے۔

بلاخسر بربروں کو سخت شکست ہوئی۔ لاسدادو قتل ہوئے۔ ہزاروں قیدی ہوئے۔ کروڑوں کی غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ گورنر عقبہ تمام علاقہ مراکش کو فتح کرتا ہوا۔ بحرا و قیاناوس کے کسانہ مقام بابان پر پہنچ گیا۔ بحرا و قیاناوس آگے بڑھنے سے روکنا تھا۔ اور اس اور مصر کے درودہ کو یہ سمجھ رہی تھی۔ جو پرانہ ہونے دیتا تھا۔ جب عقبہ نے یہ حالت دیکھی۔ تو نہایت ہی حسرت سے کہا کہ یارب لا اھذا الجحیم لمشیئت فی البلاد

بجاھدا فی سبیل اللہ

یہ کلمات کہنے کے بعد گورنر عقبہ واپس پرتوجہ واپس۔ راجہوت کے وقت ان بربروں نے کچھ مراحمہت نہ کی کیونکہ وہ اسلامی شمشیر کے جوہروں سے پہلے ہی مرعوب ہو چکے تھے۔ چلتے چلتے گورنر عقبہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جس کو زمانہ ماہ الفرس کے نام سے پکارتے ہیں۔ (شیخ الغیرن احمد نصاریٰ اناوی)

محکم کیا کہ دشمن تاب مقاومت نہ کر سکا۔ ان جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ ہزار ہا زندہ گرفتار کئے گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بے شمار سامان غنیمت ہاتھ لگا۔ جب روئی گورنر نے یہ دیکھا کہ ان چند ہزار مسلمانوں نے وہ کچھ کہا کہ جو چارے لاکھوں آدمیوں کے نہ ہو سکا۔ تو وہ مرعوب ہو گیا۔ اور مروت ہو کر اس نے اپنے آپ کو عقبہ کے سپرد کر دیا۔ گورنر عقبہ نے اسلامی رواداری سے اس کو نہایت عزت و احترام سے رکھا۔ اس کے بعد عقبہ نے اٹالیاں فتح کے ساتھ ہی بہت اچھا سلوک کیا۔ اس کے بعد بربروں کی کثرت لگاتار دوتے بے خوف ہو کر اور غرضم کر کے انچاڑ کی جانب بڑھا۔ اور راد میں آنے والی آبادیوں میں سختی کی حد استعمال ہوا۔ اس وقت تک جس کو مراکش بھی کہتے ہیں۔ داخل ہوا۔ عقبہ نے یہاں پہنچتے ہی بربروں کو تعداد کے لحاظ سے اس قدر زبردست پایا کہ مسلمان اس کے مقابلہ میں عشر عشر بھی نہ تھے۔ مگر مقابلہ کے وقت چند مسلمانوں کی تلواروں نے وہ کام دکھایا۔ جو ان لاکھ اور بیروں کی جمیعت اور ان کی شمشیروں کے نہ ہو سکا۔

## فتح ایک دن میں نو شہر

ادریوں تو دول پر سپ کے خلاف جارحانہ قدم چند مہینوں تک قائم رکھنا جس کے لئے بلاخسر تمام اسوت بگڑا۔ حضرت عمرؓ کے نائب کاروبار بنی اٹلہ مریت میں تیار ہوتے آئے ایک سو برس تک مسلمان پڑائی و دنیا کے تینوں براعظموں میں پھیل گئے۔ کیڈاشیا میں ویرانہ ملک کی حدود ان کے ایک طرف اور یورپ میں فرانسیس کے جزیری و دروغی میدان دوسری طرف تھے۔ افریقہ کا تمام شمالی علاقہ انہی کے دست قدرت میں تھا۔ گویا سراسر ارض الکبریٰ کی سلطنت کے قریب قریب سب مغربینا پراکٹھ ملک اسی کے اندر داخل تھا (سرخہ بحوالہ تذکرہ)

ایک مرتبہ نے تخمینہ لگا یا ہے کہ دراصل خدا (ص) کی وفات (ص) کے بعد بارہ برس کی مدت میں گویا فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت کے اختتام تک مسلمانوں نے پچیس ہزار شہر اور ملک اپنے قبضہ میں کر لئے تھے۔ گویا اسلامی افواج کی اس تعداد کا قدم بارہ برس تک یہ رہی کہ ایک دن میں نو شہر یا ملک سر کر لیتے تھے۔ جو آج بھی قاہرے قاہرہ پر ہی فوج کہنے والی مسرت راجہ خود الدنیا اپنی ناپیدا مثال خدایت کے بارہ جو ممالک اپنے دستِ حق پختہ کے عمارتِ عظمیٰ میں اس رفتار کے عشر عشر تک پہنچ چکی

## جذباتِ غریز

تری کبریائی کی شان ہے میرنگ عجز و نیاز میں      یہ وہ راز ہے جو نہ ہوا کھجلیاں و آنِ مجاز میں  
کیا یا درخ کا جو شعلہ سحر اکیم میں تھی رونما      شبِ غم کا طول ہوا کہ تعامیں خیال زلفِ راز میں  
مجھے کیا خموش ہی میں رہوں دل ذرہ ذرہ ہوا آئینہ      تیری خود نمائی نے کر دیے ہیں خشن پر وہ راز میں  
مری خامشی کا سبب یہ کہ خیال ابروئے یار ہے      تجھے ہمیشہ یہ خبر نہیں کوئی بوتا ہے نماز میں  
مری عرضِ شوق وصال پر طلبِ محال تو کہہ دیا      مگر اک اشارہ گو لگو ہے نہاں تبسمِ ناز میں  
دل ہر شہساز شکستہ میں ہیں قلوبِ باہل و لاں و گنا      کوئی کیا بتائے ہے کیا مزا تری لطفِ نواز میں  
زہے خاکِ سجدہ نقشِ پاؤں جہان و حیرتِ آئینہ      کہ نگار خانہ چیں نہاں ہے مری حسینِ نیاز میں  
یہ نہائشِ صورِ جہاں بھی ہوشِ اڑا اُنیسنگی      کہ ہنوز نقشِ ہزارا میں خیالِ آئینہ ساز میں  
وہ غرور آئے تھے ہاں مگر کسے علمِ گفت و شنید کا      یہ مجال کب ہے کہ جاسکے کوئی غیر خلوتِ راز میں

مجھے موت آئے حجاز میں یہی آرزو ہے غریز کی

کہ زینتِ ابدی جے موتِ آئمی حجاز میں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡیۡرُ مَا یَغۡیۡرُ وَ مَا یُغۡیۡرُ حَتّٰی یَغۡیۡرَ وَ اَ لَا تَعۡلَمُ

رِسَالۃ

# الفرس

اور تسر

ایڈیٹر  
محمد علی رونق صدیقی

قیمت سالانہ تین روپے طلبائے سواد کو فی چرچہ تین آنہ

افواجِ قی پر لیں اور تسر میں جو لوی محمد عبد اللہ حصا، تنہا اس پر نوٹ کے انعام میں محمد علی رونق صدیقی نے لکھا

# مقاصد

افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور  
نوجوانان قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و ثنابت قدمی، صلہ رحمی و ایثار نفسی،  
محنت جفاکشی، احسان و مروت، اخاذان کی عزت و جہان نوازی کا سبق پڑھنا  
اور رسومات قدیمہ سے بچنے کی تلقین کرنا،

اگر آپ

کو ان مقاصد سے اتفاق ہے اور اپنی قوم کیلئے ان کی تکمیل مفید سمجھتے ہیں تو  
آپ کا فرض

ہو کہ آپ انہوت و یگانگت، ہمدردی اور مروت سے اپنے قومی نقارہ (القریش)  
کی آواز بلند کرنے اور افراد قوم کے کانوں تک پہنچائیں۔ کار پر وازان القریش  
کا بطریق ذیل ساتھ دیں،

(۱) قلمی اعانت (اصلاحی اور ایسے مضامین جو مقاصد مجوزہ کے موافق ہوں کی ترسیل) سے

(۲) ترقی اشاعت (حلقہ اثر اور دیگر ذرائع سے خریدار بنا کر) سے

(۳) القریش کی آواز پر کان دینے کے نوکر اور تجاویز مفید پر عامل ہو کر سکیں کہ

کسی پس افتادہ قوم کی شیرازہ بندی کا راز اسی میں مضرب ہے

میجر

بسم اللہ

# انس ہی کیساتھ واپس ہی آسانی مری

(از جناب ملک علی الدین خان کاندھلوی)

یعنی چشم ترے کروی آبرو پانی مری  
دید غمبار سے بہک کر آسانی مری  
پھر ہوئی جھگڑا آرا چاکہ دامانی مری  
میں ہی ناگاہی ہوئی آنکھیں آسانی مری  
مطلع حشر ہے یا ہے چاک دامانی مری  
کہ رہی ہوئی قتل میں گراں طانی مری  
انس ہی کے ساتھ واپس ہی آسانی مری  
شام تلک ہے ہی کی ہے سوچ نورانی مری  
موت کو رست پر نہیں آسانی مری

وجہ بدنامی ہوئی ہے گریہ سامانی مری  
لالہ بلغ محبت ہے مراد غمبار  
پھر بہار تازہ ہے پھر کار فرما ہے جنوں  
ذوق راحت نے نیچے رکھا سدا و تبرقا  
صویر اسرائیل ہے یا ہے مراد غمبار  
دار کر بھر پور قاتل نیچے ہے آب ہے  
انس سے مشتاق ہے انسان انس و میر  
نیزہ بختی کے سبب سے ہوں وہ تیر و زگار  
وہ ہوشانہ تیرا میرا دل جدا چاک ہے

بعد مرن یاد آگئی اچھا کہ تیر

یہ سخن فہمی سخن گوئی، غم لانی مری

## شذرات

رسالہ کا موجودہ سائز عالم حاصل سے بڑا ہونے کی وجہ سے اس کا تجزیہ حجم ۲۴ صفحہ تھا لیکن میں نے مضامین کی کثرت کی وجہ سے ۴۰ صفحہ کر دیا تھا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ سائز ذرا چھوٹا کر دوں اور حجم بڑھا دوں یعنی تقطیع ۳۸ ہو اور حجم ۴۰ صفحہ بن جائے۔

بہی خواہان القریش بنیات برادرانہ میں سہلہ برغز کر کے بواسطی ڈاک اپنی رائے سے مطلع فرمائیں تاکہ شروع سال یعنی جنوری سے اس تجویز پر عمل کر دیا جائے۔

مضامین و ترتیب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہترین تبدیلیاں کر دی جائیں گی اور اس جگہ سوزی سے ایڑٹ کیا جائیگا کہ تذکرہ برادری اور مخصوص قومی مضامین کے علاوہ ہمارے رسالے خوبیاں بھی پیدا ہو جائیں۔ مگر اس کے لئے کچھ دوسری ذریعہ اسلام کا سوال سامنے آتا ہے امید ہے کہ آپ اس عقدہ کی گرہ کشائی کیلئے عملی کوشش سے میرا ہاتھ بٹائیں گے۔ اللہ میاں تو نیک و آمین !

ترتیب مضامین کے لحاظ سے اس اشاعت پر بوجہ کئی فروگزاشتیں ہو گئی ہیں۔ آئندہ اس کا خاص لحاظ رکھا جائیگا۔ امید ہے کہ ناظرین کرام ایسے نقص کو نظر انداز کر کے شکر گزاری کا موقعہ دینگے مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی نے زندہ کے مقام کی اشاعت کیلئے علاقہ مراد آباد میں سیدو اکرمین صاحب قریشی کو مقرر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ذاکر صاحب خوب تنہی سے کام کر رہے ہیں +

القریش کا حجم زیادہ کی تیاری اور اس میں آئے دن کی روکٹاؤں کے باعث کئی اشاعتوں سے آدھا رہ گیا میرا خیال تھا کہ بواسطی پر تمام کسر نکال دی جائے گی لیکن واقعات کی ناموافقت نے مجھے اس خیال کو پورا کرنے میں بھی ناکام رکھا۔ حیدر آباد سے آئے ہی سفر کی کوفت وغیرہ سے میں جبار ہو گیا۔ اور کئی روز تک کوئی کام نہ کر سکا یہی وجہ ہوئی کہ نمبر کا "القریش" ابھی شائع نہ ہو سکا جس کا مجھے کمال افسوس ہے۔ امید ہے کہ احباب اس فروگزاشت کو نظر انداز کر کے شکر کیہ کا موقع دیں گے۔

رسالہ کی کتابت اور کاغذ عموماً ناقص ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ احساس ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ نقص دفع کر دیا جائے مگر افسوس ہے کہ آمدن اس کی کفیل نہیں احباب اگر کھجور سی تو جہ اور تکلیف فرما کر جنوری کے مہینہ میں پانچ یا چھ خیرداروں سے مدد کریں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان خیرداروں کی آمدہ رقم میرے ایک پانی بھی فانی نہ صرف نہیں نہ لاؤنگا۔ اور تمام کی تمام اس کی ظاہری پہلی حالت درست کرنے پر صرف نہ کرونگا !

محمد وی قاضی نظیر حسین فاروقی اور مولوی امام الدین صاحبان نے القریش کی بڑی مدد کی ہے اور بنو زکری اعانت کا سلسلہ جاری ہے۔ مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی کا وعدہ ہے اور یقین ہے کہ وہ بہت جلد ایفاء لئے عہد سے شکر گزاری کا موجب ہوں گے اس طرح اگر ہمارے دوسرے جہربان تو جہہ کریں اور عملی مدد تو ہماری مالی تکالیف کا فوری سدباب ہو سکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# التمش امتر

جلد انمبر ۱۳۰۱ بابہ نومبر دسمبر ۱۹۲۵ء

## ایڈیٹر کاسفر

کا علاج کیا جاتا ہے۔ ہندو مسلم بورڈوں کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام معقول ہے۔ اہستہ مشاف کے لئے جھکوار ٹرین وہ سرپرست کی توجہ کے محتاج ہیں۔ عزیز سید حسین احمد صاحب ایک نیک سیرت خوش اخلاق نوجوان ہیں۔ آپ بی۔ اے میں تعلیم پاتے ہیں لیکن اس کی تکمیل کی وجہ سے کالج نہیں گئے۔ میں نے آپ اور آپ کے ایک دوست مرید صاحب کی صحبت میں کچھ وقت میں آرام لیا۔

شہر دہلی میں چونکہ مجھے اہل طالع سے ایک ضروری کام کے لئے ملنا تھا اس لئے دو بجے کے بعد میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ہر دو اجاب بعد اپنے ایک تیسرے دوست کے شہر تک میرے ساتھ تشریف لائے ملافتوں کے مطالعہ بند ہونے کی وجہ سے کام نہ ہو سکا۔

۱۶ اکتوبر بعد نماز جمعہ میں بزم سفر و کن امتر سے پہلے بجے روانہ ہوا۔ ۱۷ اکتوبر شنبہ کی صبح کو دہلی پہنچا میری اطلاع کے مطابق مخدومی مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی ہاؤس فریشن پلیڈ کالج دہلی کے صاحبزادہ سید حسین احمد صاحب تیشن پر انتظار کی بیخ رہے تھے۔ آپ سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب موصوف کسی خاص ضرورت کیلئے امرتہ (مراد آباد) تشریف لیگے ہوئے ہیں۔ اور کل شام تک واپس آجائیں گے۔

میں آپ کے ساتھ طبیہ کالج پہنچا جو شہر کی مغربی جانب تین میل کی دوری پر قریل بلغ کے وسیع اور کھلے ہوئے میدان میں واقع ہے۔ کالج کی عمارت وسیع و خوشنما اور شاندار ہے۔ اس عمارت میں درگاہ کے علاوہ شفا خانہ بھی ہیں میں یونانی، ڈاکٹری اور ویدک طریقہ پر نصیوں

صاحب نے اگر مولانا کی شہریت آدمی کی خبر دی۔ رواجی کارادہ ملتوی کر کے ہر یکے رات میں طبع کالج پہنچا۔ مولانا علاج نہایت تھکا دھمت سے لے آپ کے حالات سفر اور خصوصاً اسی اشاعت میں "ذوقہ القریش" کے عنوان سے کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ سبک کر کے یہی درست ہوئی۔

مولانا سوتے جاگتے اٹھتے اٹھتے ہر وقت اسی دم میں رہتے ہیں کہ قوم کی خیر اور ہمدی کی کوئی صورت نکلے آپ تعلیم قومی کے سچے شوق اور بی لگن میں اس قدر تھیں کہ آپ کو قافی کار و بار تک کی پروا نہ تھی۔ بی پروم ہی وظیفہ اور ہر لحظہ ہی در و در آپ کی زبان پر ہے کہ "اے بھولے کو اُٹھارنے والے اور اسے گسے ہوؤں کو اُٹھا دینے والے خدا کے تبارک و تعالیٰ نام یو ایان قریش کی بھی سنیں اور انہیں عظمت و فخر عطا فرما۔"

آپ کے ایشیا کاہر عالمیت کہ مرتبہ قدسیہ دفعہ نامی کتاب جو آپ نے بصرف زکریا زکریا کی مدد سے سال میں طبع کرائی ہے قوم میں قومیت کی روح پیدا کرنے کے لئے قومی مرکز کو وحدت مذکورہ دی ہے کتاب مجیدہ مکتوبات ہے پر بس صرف ہر کے حکمت بھی ہے پر ذوقہ القریش سے مل سکتی ہے۔ مولانا قوم کے شاندار منتقل کے قصہ میں جس مزے کی جرم ہو مگر باتیں کرتے ہیں ان سے جو لطف حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ سننے والا ہی خوب لگا سکتا ہے۔

عرض قوم کے اہل در و دار قومی تنظیم کے اس عشق کی لے میں ایک تھلیل تریں عمر میں آپ کے نہایت سے ان لگن مراحل کو طے کر لیا ہے جن کے لئے ایک طویل مدت درکار تھی۔

انہیں امام میں آپ ایک مختصر سفر بھی کر چکے ہیں اور جنور قوم کا جمود و سکوت توڑنے کے لئے دورہ کی سخت ضرورت محسوس کرتے ہیں اور اس خدمت سے پہلے آپ اپنے ذاتی کار و بار کو قوم پر قربان کر کے دورہ کی تکلیف قبول برداشت

ہر یکے کے شہر سے اپنے دیہہ کو ہر ایک حکیم علی خان صاحب نامہ سے ملتا ہے کہ آپ نے مذکورہ اشاعت میں اقامت پذیر ہیں۔ اور اگر وہ ایک حکیم کے نام سے مشہور ہیں خط کتاب اور بڑی اہمیت کے کار میں آپ سے مشغول ہوئے

اور ہو رہے ہیں آپ وہی کے شہر اور ذاتی اطباء میں سے ہونے اور فن تجویز میں ہر رات نامہ رکھنے کے باوجود خاصہ انارکلی اس کے سے ہیں۔ جو کہ آپ کے حرمات کا سبب فانی ہے۔ تمہارا اس لئے آپ سے اسد علی کے خلق خدا کے نامہ کی طرف سے آپ اشتہار کا سلسلہ جاری کر دیں۔ آپ نے اس خیال سے کہ زمانہ میں جو ملے سے

کا اعتبار نہیں رہا۔ جو ملے اشتہار کرنے والے ہمارے قومی اعتبار کو ہوا بیت۔ اس پتھر کو نامہ کی لکھن میں سے تھکا اور اعلان پر آپ رضامند ہوئے اور وعدہ کیا کہ یہ قومی والی تک آپ اعتبار سے کی کہ نورانہ رکھیں گے۔

پلیجی بیگم کا نام میں آپ سے جیاد ہو کر طبع کالج پہنچا۔ رات نہایت آرام سے گزری یہاں چچا۔ خود ہی مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی موجود تھے اور پھر سب سے موزوں اقامت تھا اس لئے ہمارے کیشہ کو سچے ہی منور ہادی سالانہ کا مذاکرات

لیکھ کر قاضی خاں خیر خواہ مخدومی خیر خواہ علی خان صاحب ماسٹر کو اپنی ملازمت کا اظہار کیا۔ آپ فوراً مہربان سے ساتھ ہوئے اور محبوب المطلق میں مجھے بیگم خاں صاحب ایک صاحب مالک مطیع ایک قومی کے آدمی ہیں انہوں نے فوراً اپنے خاص

آدمی کی مہمت سے سب سے پہلے کتاب کے پاس رہتے اور اچھی شرح پر جمعہ اور جلد کام کرنے کی تاکید بھی کر دی تھی اچھا دینی میں یہ مطلع دیا تھاکہ اسی کے ساتھ وعدہ اور بہترین کام کرنے میں مشہور ہے۔

۱۹ اور مشہور ایک سب کام چھوٹے ہو گئے مگر انہوں نے رہا کہ مولانا حکیم سید فرید احمد صاحب نے اپنے اس حیرت و انور کو ملے ہوئے قاضی خاں خیر خواہ مخدومی خیر خواہ علی خان صاحب

زبان بدیاپ نے حیدر آباد کے بزرگان (۱) حکیم محمد امتیاز الدین حسین خان صاحب اور (۲) حکیم مقصود علی خان صاحب کے نام خطوط دیئے اور فرمایا کہ دو بزرگان میرے خاص کرم فرمایا ان میں سے ہیں آپ ان سے ملینگے تو اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کے لئے آپ کو خاص سہولتیں حاصل ہوں گی آپ کے اس عطیہ کا میں شکر گزار ہوں اور اجازت چاہی چنانچہ رخصت پا کر فرانس خانہ پہنچا اور سامان وغیرہ درست کر کے جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے لائن کی ۱/۲ بجے رات کی اکسپرس میں دہلی سے روانہ ہوا۔ یہ گاڑی دو رات اور ایک دن (۶ ستمبر) میں ممبئی پہنچا دیتی ہے۔

حیدر آباد کیلئے منہاؤ حکمشن، پاکلیان، بنگلشن سے گاڑی تیار کرنا پڑتی ہے لیکن میں راستہ کی نا اہلی کی وجہ سے یہ بالکل کھما اور صبح ۸ بجے کے قریب ممبئی پہنچا جہاں سے گھنٹہ کے بعد ۱۰ بجے کے قریب گاڑی ملی جس نے ۷ بجے رات حجب پونہ چھوڑ دیا۔

یہاں رات گزاری چونکہ ۲ بجے دن تک وقفہ تھا اسلئے میں پونہ شہر کو چلا گیا۔ یہاں کی زبان مرہٹی ہے لیکن لوگ اردو بھی سمجھتے ہیں۔ روزی طبقہ کی ستورات سینئر پڑھنے کا سامان اٹھانے کا کام کرتی ہیں۔

عام طور پر ستورات کا لباس کچھ ایسا مختصر سا ہے کہ گھٹنوں بلکہ زانو تک نکلی رہتی ہیں۔ دنیاؤں میں جوتا نہر بر اوڑھنی۔ ایک انگلیاسی ہوتی ہے جو مختصر سینہ ڈھانپنے کا کام دیتی ہے۔ اوڑھنی

سٹیش سے پادریل کی دوری پر ایک وسیع چوک ہے جس میں ایک بلڈ اور کچھ دینارے اس پر کھایا ہوا ہے اگرچہ شہر جنگ کی یاد میں شہر ہاں کے چندہ سے غیر ہوا

اس چوک کے مغربی جانب شہر ہے۔ اور جنوبی سمت چھانوئی میں شہر کی جانب روانہ ہوا، سڑک پر گلاگردوں کی

کرتے کے لئے اکادمی تیار ہیں، جنہاں اللہ فیروز اللہ اللہ اس قسم کے درویشان قوم کی خدمات کے حاصل ہوتے ہوئے بھی اگر قوم پر وادگر سے اور ان کی خدمات کو گھڑا دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ قوم کوئی دن کی زبان ہے اور سولے صبح کے چارہ نہیں پڑے۔ آج رات تک آپ سے گفتگو ہوتی رہی ۲۰ ستمبر صبح کو مجلس شوریٰ میں تقریف لانے والے احباب کی فہرست میں آپ نے حسب ذیل بزرگان قریش کے اسامی گرامی ایذا کرنے کے لئے نوٹ کرائے

(۱) جناب مولانا مولوی حکیم سید ظہیر الدین صاحب فاروقی مراد آباد محلہ قائم کی بیریاں

(۲) جناب مولانا مولوی سید ظہور حسن صاحب قصبہ سید ہارہ ضلع بجنور،

(۳) جناب مولانا مولوی سید انور شاہ صاحب مدرس اولی دارالعلوم دیوبند،

(۴) جناب مولانا مولوی سید آل محمد صاحب وکیل دکن آئری محمد علیٹ امرہ،

(۵) جناب مولانا مولوی سید نعمت اللہ صاحب مدنی مدرس اسلام سکول امرہ،

(۶) جناب مولانا حکیم سید محمد امجد الحق صاحب محلہ قریشیاں امرہ،

(۷) جناب مولانا مولوی سید محمد عیاد اللہ صاحب دھنی عباسی بٹنہ، امرہ،

(۸) جناب خان بہادر پیر زاوہ محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ پٹنہ، دہلی،

(۹) جناب پیر زاوہ ظفر احمد صاحب نقلی پٹنہ سبزی منڈی دہلی،

(۱۰) جناب سید یوسف علی صاحب مدنی سب انسپکٹر ہروائی،

کے چہنچہ کے چہنچہ پائے گئے جو تھیں اور چکیاں اور بجائیاں کر  
مانگ رہے تھے۔ میرے لئے یہ طریق گداگری نہ لائق تھا۔  
اس لئے میں دیر تک وہاں کھڑا رہا کہ ان کے حرکات و  
سکناات دیکھتا رہا۔

شہر کی انتہا میں سے شروع ہو جاتی ہے۔ دوکانیں  
بہت چھوٹی چھوٹی بازار وسیع اور فراخ، موٹروں، بھجیوں  
اور سائیکلوں کی کثرت ہے۔ میں دو تک اسی بازار میں  
چلا گیا۔ جب کسی چوک میں پہنچتا تو معلوم ہوتا کہ بس چند قدم  
پر بازار ختم ہے لیکن جب آگے چلتا تو پھر دوسرا چوک آجاتا  
جہاں سے پھر وہی منظر پیش نظر ہوتا کہ ایک ایک کھنڈیا ایک  
ہی بازار میں سیدھا پھلتا رہا لیکن بازار ختم نہ ہوا۔  
پونے کے لوگ مردوزن سب محنت کش اور تجارت  
پیشہ ہیں یہاں کے پان مشہور ہیں جو زور رنگ کے  
اور کھانے میں لذت فرستہ ہوتے ہیں۔

یہاں گھوڑوں کا آٹا کم سے اور گھی خالص، چھٹا تک سے  
بھی کم ملتا ہے۔ ایک ایک میں چابی لٹی ہے جو گاؤں کی  
طرح باریک اور گولائی میں بہت چھوٹی ہوتی ہے پانی  
گرم اور کڑا واسا ملے ہاضم کیلئے عرق صاف سے بہتر۔  
۱۲ بجے کے قریب میں واپس شیش پر پہنچا ایک گھنٹہ  
آرام لیا اور ٹمکٹ وغیرہ میکڈیٹھ بجے کی ٹرین میں ٹھہر  
گیا۔ رات ایک بجے واؤی شیش پر پہنچا۔ جہاں سے نظام  
نگر منڈی سٹیٹ ریلوے شروع ہوتی ہے گاڑی تیار  
تھی۔ مسافر اس کثرت سے تھے کہ کھنڈیاں تمام جگہ ملی۔

اس گاڑی نے صبح ۶ بجے۔ فرزندہ بنارسید آباد کو  
شیش پر پہنچا دیا۔ مجھے چونکہ سیف آباد اس حصہ میں دفاتر  
اور عہدیداروں رہتے ہیں جو قریب ہی بتایا گیا تھا جانا تھا۔  
اس لئے دو مردوں لئے اور سیف آباد کی راہ لی سیف آباد  
اور سیف باغ ایک ہی جگہ واقع ہیں علوم باغ سے واقع  
ہیں لیکن سیف آباد کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ کامل ایک

کھنڈی کی گردش کے باوجود بھی مجھے منزل مقصود نہ ملی  
ایک چوک میں کھڑا تھا کہ کالج کے ایک نوجوان طالب علم ملے  
استے میں عبدالرشید نامی ایک بزرگ صورت مل گئے  
آپ نے مجھے، جینیا کر ذاتی کام چھوڑ دیا اور تلاش  
مقصود کھنڈ پر میرے ساتھ چکر لگاتے رہے میں ان  
احباب کی مہربانی کا گرویدہ ہو گیا اور حیدر آبادی اخلاق  
کا مداح۔

خدا خدا کر کے تکلیف تلاش کی کھڑیاں ختم ہوئیں  
اور قاضی محمد حسین صاحب اہم۔ اے پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی  
کی کوٹھی مل گئی۔ آپ بڑے تباک اور برادرانہ محبت سے  
ملے خیر و عافیت معلوم کرنے کے بعد آپ نے اعلیٰ حضرت  
شہر یار دکن، اہم اللہ قبلا و اجلا کی تبلیغی صاحبزادی کے  
انتقال پر ملال کا ذکر کیا اور روزنامہ صحیفہ دکن، کی غیر معمولی  
اشاعت کا ایک پرچہ دکھا جس میں صاحبزادی بنت اقبال  
کی وفات حسرت آیات کے متعلق فرمان خرویدی اور کیفیت  
جنازہ ان الفاظ میں درج تھی: —

## نقل جریہ غیر معمولی حیدر آباد دکن

۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ ۱۳۴۲ھ

حکم علیحیدر آباد صدر اعظم بہادر شاہ صاحب

صیغہ سیاسیات

اعلیٰ حضرت بندگان تعالیٰ مظاہر العالی کی دختر تنیک اختر یعنی  
مبھلی صاحبزادی صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی سوگاری  
میں شرعہ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ کو جوان کے انتقال پر ملال کا یوم  
سوم ہے تمام دارالسلطنت کے دفاتر و مدارس وغیرہ بند کرنے



کی حاجت میں حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری حالت پر غور کیا اور فرمایا کہ میں ایک دوسرے سے بہتر ہوں۔ لیکن میں نے ان صاحبان کی ملاقات سے کمال شرف ہوئی۔ تعلیمات سے متعلقہ عمل کی انجمن کو آپ نے میرے پیچھے پیچھے متاثر کر دیا۔ ان صاحبان نے فرمایا میں آپ کی ان توجہات خصوصیہ کا جلد ہی شکریہ ادا کروں گا۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۲۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۳۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۴۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

۳۵۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء: میری خدمت میں ایک شخص آیا اور دعا ہے کہ اللہ میاں ان حفاظت کو اپنے حفظ میں رکھے۔ اور دن رات دینی چرچائی ترقی عطا کرے۔ آمین!

میری وضع قطع سے تازہ کئے کرکئی بنائی ہے۔ نماز میں بھی دیر تھی اسلئے آپ سے گفتگو ہوتی رہی۔ چنانچہ آپ کی وسیع واقفیت سے مجھے بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ ۱۲-۱۱ بجے موذن نے ممبر پر کمرے ہو کر مدد دے باوریلنڈ درود شریف پڑھا۔ اور پھر اذان دی۔

جذمنٹ کے بعد وصل کی آواز میں آئے۔ لیکن اور لوگ شوق انتظار میں یوں بے تاب ہوئے جیسے کوگیا کسی محبوب کی آمد آمد ہے۔ میں نے اپنے تاجر دوست سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ علیحدت تشریف لائیں لے ہیں یہ سنکر میں بھی راہ دیکھنے لگا توڑی دیر کے بعد دو موٹریں جنکے سے آکر کھڑی ہوئیں۔ پہلی موٹر سے علیحدت اور دوسری سے چارادخلت اتر کر مسجد میں رونق افروز ہوئے۔

اس وقت کاسین اسقدر دلچسپ اور بے لطف تھا کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ اللہ اللہ لوگوں کو چہرے سرور خوشی میں مبتلا رہے تھے۔ لیکن حالت یہ تھی جہاں بھی کوئی بیٹھا ہے بیٹھا ہے جس رنگ میں جہاں جہاں نظم و سنکر تم کا کوئی تکلف نہیں۔ آپ آئے اندر چکے سے اگلی سطر میں بیٹھ گئے اور پھر اٹھ کر اوائے سنت کے لئے نیت باندھ لی۔

آپ ایک ملک کے والی ایک سلطنت کے اہلدار اور ایک قلمرو کے فرمانفرما ہونے کے باوصف درویشانہ رنگ میں رہتے اور انتہائی سادگی پسند ہیں۔ آپ معمولی لباس میں بلوس تھے۔ کوئی شان نہ تھا نہ طوطا نہ تھا آپ کو اس حالت میں پاکر عہد فاروقی کا نقشہ میری آنکھوں میں پھر گیا۔ اور میں سمجھا اور خوب سمجھا۔ کہ رعایا برابرا اور امر اور ذرا برابری پر تو ہے۔

اعلیٰ حضرت اپنے بچوں اور عزیزوں کو بھی سادگی اور میانہ روی کی تعلیم دیتے اور اسلامی روایات پر کاربند

مولانا موصوف ہمدرد پیش آئے چند پیشانی سے باتیں کرتے رہے۔ میں نے آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع کیا لیکن آپ کے چہرہ پر ذرا ہلکا سا بکرا دہارہ لٹنے کا اقرار سیکر اجازت دی۔

آپ سے خصت ہو کر ”دارالترجمہ“ میں مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب عبادی کی ملاقات سے بہرہ ور ہوا۔ اخبار وکیل اہل سر کے دفتر میں ایک زمانہ آپ پر چکے میں زمیندار لاہور میں بھی آپ نے کچھ وقت بسر کیا ہے۔ اس لئے خط لکھا ہے۔ آپ کو دلی محبت ہے۔ آپ ایک نیک بہت بزرگ ہیں مجھے دکھنا بہت خوش ہوئے کیونکہ آپ ایک خاص اجلاس میں شرکت تھے اس لئے میں نے آپ کے وقت کی قدر کرتے ہوئے اجازت چاہی۔ آپ نے اپنے دوست خانہ کا پتہ بتا دیا۔ اور صبح ملنے کا وعدہ لیکر اجازت دی۔

۱۴۔ اکتوبر جمعہ آج تعطیل عام تھی۔ میں نے ملاقات دیگر ہا خیال ترک کر کے نازکی تیاری میں گیارہ بجے تک گھر میں وقت صرف کیا۔ اور اس کے بعد باغ عامر کی جامع مسجد میں پہنچا۔ وہاں پولیس وغیرہ کا خوب انتظام تھا۔ مگر کے آمد و گئے رفت اس سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا چنانچہ تھوڑی دیر میں غریبوں امیروں اور بچوں لوٹھوں سے مسجد پر ہو گئی۔ یہ چوٹی مگر نہایت خوبصورت سی مسجد ہے۔ قیمتی جانا زوں سے صحن مسجد آراستہ تھا۔ میں ایک کونٹ میں بیٹھ گیا۔ جذمنٹ کے بعد ایک سرور قد و جونا جو شکل و شبانہت اور رعب و ادب سے کوئی فوجی انسر معلوم ہوتا تھا میرے پاس آیا اور ادب کے ساتھ یوں گویا ہوا۔

”مولوی صاحب کچھ میں آپ سے اگلی صنف میں تشریف لے چلنے کی درخواست کر سکتا ہوں؟ میں سنکر اٹھا اور اگلی صنف میں جا بیٹھا۔ میرے پہلوں ایک بلوچستانی شریف تاجر تشریف رکھتے تھے۔ آپ

میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہندوستان میں اس سے بہتر کوئی  
باغ نہ ہو۔

اس راکو بر اور یکم نومبر کے دنوں میں چیمپان بڑیگان کی  
ملاقات کے علاوہ جن سے وعدے ہو چکے تھے جو جو  
خاص واقعات پیش آئے کسی دوسرے موقع پر چھوڑنا  
چوں۔

قلمروکن میں آنا قدیم اور قابل دید مقامات کثرت  
پائے جاتے ہیں لیکن انوس ہے کہ میں اپنی کم فرصتی کی  
وجہ سے ان کی دید کا لطف نہ اٹھا سکا۔  
حیدر آباد شہر کے قریب جوار میں حسب ذیل مقامات  
دیکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) ایوان فلک شاد یہ ایک عالی شان محل ہے جو بلند  
بھاڑی کی چوٹی پر شہر سے تین میل کی دوری پر واقع ہے  
شاہی جہازوں کا قیام یہیں ہوتا ہے۔  
(۲) قلعہ گنگوٹھ : یہ شہر تاریخی مقام ہے شہر سے  
چار پانچ میل پورا قلعہ ہے۔

(۳) عثمان ساگر : یہ بہت ہی بڑا وسیع تالاب ہے  
کہتے ہیں کہ کئی سیلوں میں سے حیدر آباد کے لوگ اس  
کا پانی پیتے ہیں۔ جو بنڈو وارڈر کس شہر میں پیچھا ہے  
گھروں میں پانی کے ٹل لگے ہوئے ہیں لیکن اس  
کا کرایہ گورنمنٹ کی طرف سے معاف ہے۔

(۴) تالاب میہ عالم : یہ تالاب بھی بہت بڑا ہے لیکن  
عثمان ساگر سے بہت چوٹا اور شہر سے دور واقع ہے۔  
(۵) مکہ مسجد (۶) چوچک (چارمینار) (۷) اپنی جلی  
(۸) گوند محل اور (۹) باغ عامہ۔ یہ مقامات شہر میں  
واقع ہیں۔ ان تمام کو میں نے دیکھا ہے۔

مکہ مسجد اور چارمینار قریب قریب ہیں۔ مسجد  
سطح زمین سے بہت بلند ہے عمارت بلند پختہ اور شاندار

رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

آپ درویشانہ زندگی بسر کرتے بصوم و صلاۃ اور کسان  
اسلام کے پابند ہیں شہانہ روزِ محفل و کلام اللہ اور اس کے  
بعد امور سلطنت میں مصروف رہتے ہیں۔

عامدین سلطنت سے درلان گفتگو میں معلوم ہوا کہ آپ  
ہیں قدرہ و تقصیر اور بیدار و خفا ہے ہوسے میں کفایت ترین  
سلطنت میں بھی کسی کی رائے کے محتاج نہیں آپ  
کی فائیت پر کسی کا اثر نہیں جو کرتے ہیں اللہ کا نام لیکر  
خود کرتے ہیں۔

حبیب آپ اور حاضریں مسرتیں بڑھ چکے تو خطیب  
خطبہ کیلئے میر پر کھڑے ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت  
کے ساتھ خطبہ پڑھتے رہے۔ اختتام خطبہ پر اعلیٰ حضرت علامہ اللہ  
ملک و سلطنت کا اہم کرامی خطبہ میں پڑھا گیا۔

میرے لئے یہ دن نہایت مبارک دن تھا میں اپنی  
خوش مندی پر نازاں اور فرط انبساط میں پہولانہ سما تھا کیونکہ  
ایک مسلمان امتدین، فرزانہ کے دوش بدوش خرفینہ  
نمازاں کر رہا میرے لئے پہلا موقع تھا۔

خطبہ ختم ہونے ہی جا عت کھڑی ہوئی، افریضہ ادا ہوا  
دعا کا بھی موقع۔ نماز کی باقی رکعتیں داکیں اور آپ شریف  
لے گئے۔

باغ عامہ نہایت وسیع، کھل ہوا اور خوبصورت و  
خوشنما باغ ہے اس کے اندر چڑیا خانہ بھی ہے جہاں مختلف  
قسم کے کئی شیر اور دیگر جانور بند و در بند چوں ہیں۔ لکھے  
ہوئے ہیں۔ یہ تفریح اور تفریح ٹانگ کا کبرا میں نے بھی  
نہ دیکھا تھا۔ اس چڑیا خانہ میں موجود ہے۔

کچنی باغ امرتسر اپنی خوبصورتی خوشنمائی اور زیبائش  
و وسعت کے لحاظ سے پنجاب میں اعلیٰ حیثیت کا باغ  
ہے لیکن باغ عامہ اس سے بدرجہا بڑا ہوا ہے۔ اور

بڑے فراخ اور بڑے فنی عام حالت ایچی آب و ہوا خوشوار حکومت کی طرف سے حفظان و سحت کا بڑا اثر نظام ہے یہاں کل رہائشی اور سندی کثرت ہوتی ہے۔ لوگ محنت کش تاجدار اور خوش ہوتے ہیں۔

کراسس ٹو ماٹا مانا، عقائد مذہبی و غیر مذہبی چھوٹے نا پود، لوگوں میں عیب و غریب اور نخوت و تکبر کا نشان نہیں۔ اسلامی روایات کے پابند اور اخلاق و محبت کے دلدادہ، کہ نروان، انقرون کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

راعی کی نصفت شعاری اور حق پرستی سے رہا ہوا ملک خوش و غرم اور شادان و فرحان ہے کہ عواطف شادان کے گیت گائے جاتے ہیں۔

دعائے اشعار جو زبان خلعت میں اور جوشام کو بازار میں عام لوگ پڑتے پھرتے ہیں ان میں سے ایک شعر مجھ یاد رہ گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

الہی ملین حسین و سمن

سلامت رہے باو شاد و کون

دسویں روز خدا کے مبارک و آسانے کے فضل کا ہم سے میں جھکا کر دوبار سے مانع ہوا۔ اور قبلہ ملا حاکمیم امتیاز الدین جیسو، بن صاحب سے رخصت ہوا جس آب نے معذرت سے ساتھ بادل ناخو ستر اجازت دی اور

سہ ماہی کے شام کی گاڑی حیدر آباد (نام ملی) کے پیش سے روانہ ہوا اور ۲۰ گھنٹہ کے بعد بجلی پہنچا۔ یہاں ایٹمی

لوگوں کے لئے بڑی مصیبت ہے۔ رہائشی مکمل کوئی سرے وغیرہ نہیں۔ میں سید باجیسے سلامیہ بول میں پہنچا

چار جز بہت زیادہ ہیں مگر کیا ہو سکتا ہے رات آرام کیا

صبح پوری بند پر سمندر اور جہازوں کی سیر کی۔ اور پھر شام تک شہر کی سیر کر کے رات سائے نو بجے بمبئی سے روانہ

ہوا۔ اور ۲۰ گھنٹہ کے بعد دھلی پہنچا۔ بمبئی سے بھوپال تک پہاڑوں گہری غاروں اور دیوؤں ندیوں کا

خوبصورت اس قدر کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے تین بڑے بڑے مکرمے جن کا مجموعی طول ۲۰ فٹ اور عرض ۱۰ فٹ چھت مرصہ چندہ پیش قیمت جہاز اور کئی ایک فانوس لٹک رہے ہیں برقی پنکھے اور لمپ بہت بڑی تعداد میں لگے ہوئے ہیں چاروں کونوں میں چار بڑی بڑی الماریاں رکھی ہیں جن میں قیمتی قالین و جاناڑ پڑے رہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ چیت پر بھول بھلیاں "کا نہایت پر لطف سین ہے۔

بیت اللہ شریف کی مقدس ٹی کی چند اینٹیں ہی اس مسجد میں لگی ہوئی ہیں۔ اور غالباً اسی نسبت سے اس کا نام مکہ مسجد ہے۔

صحن کے طول و عرض کا جائزہ نہیں لیا گیا بہت وسیع ہے درمیان خوبصورت تالاب ہے جسکی جنوبی سمت مسلمانین آصفیہ کے مقبرے ہیں یہاں چند درویش بیٹھے رہتے ہیں۔

مسجد کے مغرب میں ایک اور چوٹی سی مسجد ہے جس میں آغفر علیہ السلام کے تبرکات ہیں۔ اس کے دیوار دیوار ایک خوبصورت گرجوئی سی عمارت سے کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی بیڑ لقیٹ رہتے ہیں جو ہر ٹھوس روز قوالی کرتے ہیں

جنوب میں شاہی محلات جو گوشہ محل کے نام سے موسوم ہیں شمال اور مشرق میں بازار۔

مسجد کے مشرقی دروازہ سے نکلے ہوئے چند دم پر چار مینار ہیں۔ جو ایک بار و فنی جوک میں واقع ہے یہ مینار بڑے بلند اور شاندار در بہت خوش نما ہیں سکھ عتبار پر اسی کا نقش لیا گیا ہے جو بڑا خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

شہر بہت وسیع دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ بازار

مسرور ہوئے زندہ کی مجلس شوریٰ کے متعلق گفتگو ہوتی ہی جس پر آپ نے فرمایا کہ انتظامی امور میں مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاروقی ریشہ روستونی الہیاست تھلٹ مقیم گوجرانوالہ چونکہ کافی دستگاہ رکھتے ہیں اور قومی درو آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اس لئے میں ان سے مشورہ لوں گا اور دسمبر کی تعطیلات میں دہلی کیلئے احباب کو دعوت دی جائے گی۔ اگرچہ امرتسر ایک سنٹرل مقام ہے لیکن میں اس خیال سے کام رہا ہوں کہ بارہ۔ دیوبند اور دیگر ایسے مقامات جہاں سریر اور دکان قوم کی زیادہ آبادی ہے دہلی سے قریب تر ہیں۔ اور خاص دہلی میں پیر زادہ محمد حسین اور پیر زادہ مظہر حسین صاحبان ایسے لوگ موجود ہیں اور نیز اس لئے ہی کہ تبادلہ مقامات میں اور کئی قسم کے فوائد ہو سکتے ہیں۔ اس تجویز کو منظور کر لیا۔

چوتھے روز میں صبح ۸ بجے دہلی سے روانہ ہو کر شام ۸ بجے ۲۶ دن کے بعد بخیر و خوبی امرتسر پہنچ گیا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

ایڈیٹر

ایک وسیع سلسلہ چلا جاتا ہے جن کا حسین نہایت پر لطف اور خوشگوار معلوم دیتا ہے۔  
بمبئی اور دہلی تک کے راستے میں کئی ایک مشہور مقامات اور ریاستیں پڑتی ہیں۔ دل چاہتا تھا کہ ان میں سے قابل دید مقامات کی سیر کی جائے لیکن اس میں تکلیف سی محسوس ہوتی تھی اس لئے میں کسی جگہ نہ اتر سکا۔  
دہلی میں مخدومی حکیم محمود علی خان صاحب ماسر کے پاس ٹہرا۔ آپ نے اشتہارات کی ایک تعداد تیار کر رکھی تھی میں نے ان میں سے کسی قدر اپنے خاص خاص احباب کی خدمت میں مختلف مقامات پر تقسیم کی عرض سے روانہ کر دیئے رادر کئی ایک کے بچے لکھوا دیئے۔ ان میں سے گوجرانوالہ اور جو پورہ سے اشتہارات کی تقسیم کی اطلاع محسوس ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ باقی احباب نے بھی میری درخواست پر غور کرتے ہوئے اشتہارات سلسلہ تقسیم فرما دیئے ہوں گے بہر حال میں اپنے احباب کا دل کھل کر گزارا کیا تمیر سے دن مخدومی مولانا سید فرید احمد صاحب عباسی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ حالات سفر سن کر بے حد

## دیوبند نیرنگ خیال

حکیم محمد یوسف حسن صاحب کی ایڈیٹری میں یہ ماہوار مہینہ رسالہ بڑے سائز کے ۵۸ صفحات پر باب و تاب لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ملک کے مشہور دانش و ادب واز اس کے قلمی معاون ہونے کے باعث اس کی معنوی حالت قابل تعریف ہے۔ کتابت عمدہ کاغذ دلائی اس ورق پر قیمت سالانہ صرف تین روپے، فی پرچہ ۵ روپے  
مینجر صاحب "نیرنگ خیال" لاہور سے منگائیے

# عدالتِ اسلامی

حضرت مولانا مولوی اظہار الحق صاحب عباسی مدرس اول دینیات اسلامیہ ہائی سکول  
گوجرانوالہ نے محدثی قاضی نظیر حسین صاحب ناصعی کی تحریک پر انٹرنیشنل کی تعلیمات  
منظور فرمائی ہے۔ آپ عربی اور فارسی میں اعلیٰ دستگاہ رکھنے کے علاوہ فنِ شاعری میں  
بھی طبع موزون رکھتے ہیں۔

ذیل کی نظم آپ ہی کی طبع رسا کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ صاحب آپ کی پاکیزہ خیالی سے

محفوظ ہوں گے اور داد دیں گے۔

سمجھے کہ اب بلیگ نہ وہ چھو کوسر بھر  
حتیٰ کہ ہو گئے وہ خلافت پرست بھر  
حضرت علیؑ نے اس سے طلب کی وہی سپر  
دیتا نہ تھا وہ ڈال کسی حال میں سگر  
گر چاہتے تو تن سے جدا کرتے اسکا سر  
ظلم و جفا و جور سے کرتے تھے الحذر  
حضرت عیاضؑ وقت کے قاضی تھے معتبر  
لائیں کوئی گواہ یہ ہے آپ کی اگر  
دشمن کو کب ہو ایک شہادت کچھ ضرر  
گوا کہ ایک بدر تھا شادا اور اک قمر  
دونوں وہ تھے بول کے تخت دل و جگر  
انکے بد ہیں آپ یہ ہیں آپ کے پسر  
شاد کوئی بلائیے اب اور معتبر  
رکھ دی گئی وہ ڈال یہودی کے ہاتھ پر  
اس واقعہ سے دل میں ہوا اسکے اک اثر  
ایمان کیوں نہ لاؤں میں ایسے رسول پر  
اور شاہِ بوتران کو دیدی وہی سپر  
سینہ میں جکے قلب ہے اور قلب میں اثر  
آنکھوں میں جتنی نور ہے اور نور میں نظر  
ان کے لئے یہ واقعہ کافی ہے مختصر

کھوئی گئی جو حیدر کرار کی سپر  
اس واقعہ کے بعد زمانہ گزر گیا  
دیکھی گئی وہ ڈال یہودی کے پاس بھر  
ہر چند اس سے آپ تقاضا کیا کئے  
حالانکہ بادشاہ تھے آپ اپنے وقت کے  
اسلام نے مگر یہ پڑ پائے تھا سبق  
مجبور ہوئے فیصلہ قاضی پر رکھ دیا  
قاضی نے کہد یا یہ جناب امیرؑ سے  
حضرت حسنؑ گواہ بنے تو یہ کہہ دیا  
پھر دوسرے گواہ بنے حضرت حسینؑ  
وہ سیدہ کے جائے نواسے رسول کے  
قاضی نے کہد یا کہ شہادت نہیں قبول  
والد کے حق میں ہو نہیں سکتا و لد گواہ  
حاصل یہ ہے کہ شیر خدا ہو گئے غموش  
یہ حال دیکھ کر وہ یہودی نہ رہ سکا  
کہنے لگا کہ جس کے غلاموں کا ہو یہ حال  
القصہ ہو گیا وہ مسلمان بصدق دل پر  
جکے سروں میں مغز ہے اور مغز میں شعور  
ذہنوں میں جکے فہم ہے اور فہم میں ذکا  
بس اے سہیل روک عنانِ قلم یہیں پر

## ندوہ القریش

جناب ابوطالب کا قول ہے۔ یاہ عشر قریش انتم مفعول اللہ من خلقہ و انتم قلب العرب۔ یعنی اسے گروہ قریش تم اللہ کی مخلوق کے خلاصہ اور تم عرب کے دل ہو۔ برادران قریش جب سے تم ہندوستان میں آکر قیام ہو گئے وہ تمہارے اوصاف کیا ہو سکتے جو قوی اتفاق و اتحاد کہاں کیا۔ بھانن نوازی و تیاروہ و العزیزاں اور زو قاریوں تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ کیوں تمہاری جمعیت متفرق ہو گئی۔ اب وہ بات کہاں گئی کہ اگر تم میں سے کسی کے ہنہ میں سے کوئی بیات نکلتی ہے ساری قوم کے ہنہ سے وہی بات نکلا رہی تھی۔ اس کا سبب میں تم کو تملاول یہ ہے کہ تمہارا ندوہ نذر ہوا۔ اگر ندوہ قائم رہتا ساری باتیں قائم رہتیں سچ ہو ان اللہ کا ینید و الباقو حق ینید و ما بافہم۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہو جسکو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

مگر اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اب حضرات ندوہ کا افتتاح کریں۔ پیر دیکھئے کئی عزت ہاتھ میں آجائیگی۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہماری قوم میں ایسے روشن خیال لوگ پیدا ہو جائیں گے جیسے جناب سید نظیر حسین صاحب فاروقی تو بہت جلد ہم اپنے مقام صد میں کامیابی حاصل کر لیں گے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب میں نے ایک عزیز کے نکاح کی شرکت کے لئے سیو مارہ ضلع ججنو کا سفر کیا ہے۔ وہاں قریشی حضرات سے اس بارے میں گفتگو ہوئی سب ندوہ کے حامی نظر آئے۔ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب مدرس

اول مدرسہ عالیہ دیوبند بھی قریشی لائے تھے ان سے گفتگو ہوئی سلسلہ یوں چلا کہ طبع کا لچ میں جیسے مستند

طلبار پہلے اظہارے سے اب نہیں آتے۔ فرمانے لگے ہم مدرسہ عالیہ دیوبند میں بھی دیکھتے ہیں کہ پہلے جیسے مستند طالب علم اب نہیں آتے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابون نفیعہ نصف الفقیہ ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر سادات قریش کا نظام ہوتا تو آپ کو یہ وقت نہ پیش آتی۔ کیونکہ ان لوگوں کے قلوب میں بار امانت اٹھانے کی ازل سے قدرت نے دو بیت رکھی ہے نہ ملنے لگے بالکل صحیح ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ندوہ کی خدمت کیلئے آپ تیار ہیں فرمایا یہ حیرت خیزم۔ برادران قریش انکی خدمت کیلئے کیسے کیسے وہی شان علم تیار ہوتے جاتے ہیں۔ اب بھی آپ بیدار ہو جائیے۔ اسی طرح امر وہیں سادات قریش کے سامنے تقریر ہوئی وہاں لوگ صدق دل سے اس کی حمایت کیلئے آمادہ نظر آنے لگے مولوی سید نعمت اللہ صاحب صدیقی مدرس مدرسہ اسلامیہ امرہہ فرمانے لگے کہ اب دیر کیا ہے جلد واز جلد ہم کو کام بتلائیے میں نے عرض کر دیا کہ انجن قریشیان ہند کا خالص حلیہ ہو گیا ہے۔ اگر انجن کو ندوہ کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا اور جو سکیم میں نے پیش کی ہے وہ حجت مباحثہ کے بعد پاس ہو گئی۔ اس وقت آپ حضرات کی خدمت میں دستور العمل مجید یا جائزہ لگا۔ اس سفر کی دلی پی پر حضرت مولانا سید محمد علی صاحب صدیقی جو غریب خانہ یہ رونق افروز تھے ملاقات ہوئی۔ اور اس کے متعلق فعل گفتگو ہوئی۔ مولانا موصوف نے اس کو شنش پر بہت مسرت نظر کیا۔ انے لگے کہ القریش کو میں نے جاری کیا۔ مگر ابھی تک اس کی یہ حالت ہی نہ ہوئی کہ اپنے پیروں

صورت ہو جائے۔ ایک اسٹین پر ایک مولوی صاحب صدیقی جو دیوبند کے سندیا فتر تھے۔ گھر سے خوش حال تھے ملاقات ہوئی ان سے جب تذکرہ ہوا تو وہ فرماتے لگے کہ میں ندوہ کی خدمت کے لئے تیار ہوں محض اللہ خدمت کروں گا۔ ایسے ہی ریل میں جناب مولوی حکیم اظہار الدین صاحب فاروقی سے ملاقات ہوئی اور ان سے بھی ندوہ کا ذکر ہوا فرمانے لگے میں اس کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ عرض جس قریشی سے ہی گفتگو کرنی وہ میرا ہمنوا ہو گیا۔ برٹمی ضرورت ہے کہ ہماری قوم کو بیدار کرنے کے لئے کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں۔ قوم اپنی حالت کی درستی کئے لئے خود بخود رہبر کی تلاش کر رہی ہے قاضی سید ظہور الحسن صدیقی فرمانے لگے کہ میرے دل میں بہت دنوں سے خیالات آرہے تھے کہ کاش سادات قریش کی ایک جماعت ہوتی اور سب کے سب ایک جہت کے کیچے جمع ہو جاتے آپ نے اس کام کی تحریک کی ہے خدا آپ کو اس کی جزا دے گا۔ میں جو کام میرے متعلق ہو گا اس کے کرنے کیلئے تیار ہوں۔ قاضی صاحب گہرے رئیس ہیں بہت روشن خیال اور باخدا شخص ہیں جناب مولانا سید محمد علی صاحب صدیقی میری ایک مختصر سی کارگردار سے بہت خوش ہوئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی طرح جا بجا ذی اثر حضرات کھڑے ہو جائیں۔ اور سفر حضر میں قوم کی پیروی کی تحریکیں کرتے رہیں۔ مجھے امید ہے کہ خدا ہمارے کاموں میں برکت دے گا۔ مشکلات کو آسان کرے گا۔ ہمارا ندوہ قائم ہو گیا تو جہلا کام ہمارا یہ ہونا چاہیے کہ اپنی قوم کے بچوں کو تعلیم دیں۔ اس کے لئے جا بجا قریشی سکول کھول دیں۔ اور عربی زبان کو اپنے سکولوں میں لازمی کر دیں۔ اور انگریزی حساب وغیرہ کی بدستور تعلیم دیں۔ گنگوہر کے طریقہ پر اس کے بعد رفتہ رفتہ

پر آپ کھڑا ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی آپ کی قوم کو پاس یہ پہونچا ہی تو نہیں۔ ندوہ قائم ہو جاوے اور اس کا نظام باقاعدہ ہو جائے اور ہماری آواز تمام برادری کے کانوں تک پہونچ جائے اس وقت القریش کی وہ حالت ہو جائے گی کہ آپ طبع کرتے کرتے تنگ جائیں گے اس فقرے پر بہت مسرت ظاہر فرمائی۔ اور واقعہ یہی ہر کہ القریش کی قوم کو خبر بھی نہیں۔ ریل میں سید یوسف علی صاحب صدیقی سب انسپکٹر برادری سے ملاقات ہوئی ان سے ندوہ کا ذکر ہوا۔ آپ نے نہایت ہی شوق سے میری گفتگو سنی اور حقیقۃ السیادۃ کے تذکرہ پر فرمانے لگے کہ مجیس جلدیں فوراً میرے پاس بھیجئے میں برادری میں تقسیم کر دوں گا۔ اور آپ کے خیالات سے قوم کو آگاہ کر دوں گا۔ حقیقۃ السیادۃ میں قوم قریش کی سیادت کا ثبوت ہے۔ اور جو اسکیم القریش میں ندوہ کے متعلق شائع ہو چکی ہے آخر میں وہ طبع کرادی گئی ہے اس خیال سے کہ القریش سب برادری کے پاس نہیں جاتا جائے کیسے ان کو اس کی اشاعت کا علم ہی نہیں آپ حضرات خیال فرمائیں کہ ہندوستان میں ہماری تعداد کم از کم تین لاکھ ہے یا اس سے زیادہ جیسا کہ جناب سید نظیر حسین صاحب فاروقی نے تحریر فرمایا ہے۔ اگر سب حضرات کو ہمارے خیالات کا علم ہو گیا اور یہ بھی ان کے علم میں آگیا کہ ہماری قوم کا ایک سالہ ہی امر سے شائع ہوتا ہے ان میں سے اگر سب فرما دیں تو کم از کم ہماری قوم تو ضرور ضرور بوجھائے گی۔ لیئے ایک لاکھ اشاعت ہو گئی مگر یہ ساری کام موقوف ہیں۔ نظام قومی پر اور نظام قومی جمہور بوجھائے۔ کیونکہ ندوہ ہمارے جدا جدا حضرت قصی بن کلاب کا قائم کیا ہوا تھا۔ جس طرح انہوں نے تمام قریش کو مکہ معظمہ میں جمع کر دیا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں بھی وہی

انشر اللہ قریشی کالج کا ہی افتتاح ہو جائیگا۔ باقی دیگر امور طبقات کے امیروں کے متعلق ہوں گے جنکا اشاعت اسلام فرمن اولین ہوگا۔ جیسا کہ اسکیم سابق میں شائع ہو چکا ہے۔ ہاں امر وہ میں مولوی سید عین اللہ صاحب

سے اور مولوی سیدال احمد صاحب وکیل سے ملاقات ہوئی یہ حضرات ندوہ کے حامی ہیں۔ دافر و علما ان الحمد للہ رب العالمین۔

فہرید احمد طبیبہ کالج دہلی

### بدیہ خلوص

(از جناب سید اہل سین صاحب گوڑ جعفری سندھ قریشی)

معین ناصر برناؤ پیر احمد ہے قریشیوں کا ہے خادم وہ سید سطر

نوشا انصیب اگر دستگیر احمد ہے کہ جن کا اسم گرامی فہر احمد ہے

## تقاریر

### موت الشیوع سائل

القاسم ادار العلوم دیوبند کا مشہور ادبی مذہبی سالہ القاسم بوجہ بند ہو گیا تھا! الحمد للہ کہ دوبارہ جاری ہو گیا ہے۔ اسکی زمام ادارت فخر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب ناظم ثانی جامعہ قاسمیہ ایسے قابل فاضل کے ہاتھوں میں ہے۔ دور جدید کا پہلا پرچہ برہنیت مجموعی نہایت اعلیٰ اور شاندار ہے۔ کاغذ کتابت دیدہ زیب، قیمت سالانہ صرف دد روپے چھ ۳۲ صفحات سائز ۲۶x۲۰ اینچ صاحب "القاسم" دیوبند سے طلب فرمائیے۔

وصول حبیب اس نام سے ایک ماہوار سالہ امین۔ ڈی زمیندار اور مولانا عبدالحق صاحب اختر و صحیفہ گجراتی کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ پہلے حصہ میں عقیدہ غزلیں دوسرے میں ناول اور تیسرے میں مختلف حکایات کتابت اور کاغذ قابل اصلاح ۲۴ صفحات میں منظوم منشور مضامین۔ اور ۷۰ صفحات میں اشتہارات سائز ۲۶x۱۸ قیمت سالانہ پچھرا

منہج سالہ وصل حبیب لاہور سے طلب کیجئے۔

# اب کوئی تازہ ستم مجھ پر تم ایجاد ہو

(جناب مولانا مولوی سید فرید احمد صاحب بیانی کے قلم سے)

دل میں ہو میرے صفائی اور خدا کی یاد ہو | اس کے ذکر و فکر سے ہر دم میرا دل شاد ہو  
یاد میں خیر الوری کی نعرہ زن ہو دل میرا | اگر کوئی فریاد ہو تو بس یہی فریاد ہو  
قوم ہے خیر البشر کی سخت نین میں اسیر | قید سے چھوٹے الہی اور یہ آزاد ہو  
ساری قومیں متحد ہیں ہر طرح سے شاد ہیں | ہائے یہ قوم مقدس ہند میں ناشاد ہو  
جب تلک ندوہ کا اسکے ہونے جاؤ انتظام | یہ نہ آسودہ رنگی اور نہ یہ آباد ہو  
اسکے صفوہ اور قد وہ کے مقرر ہوں امیر | وہوم سے اس قوم کا پہر محفل میلاد ہو  
قوم کی میرے فضائل ملگے سب خاک میں | اب کوئی تازہ ستم مجھ پر ستم ایجاد ہو  
ساری دنیا کو نکالاجہل سے تمنے قریش | اور یورپ کے بجد لند تم استاد ہو  
شرک و عصیان کی لگی تھی آگ عالم میں تمام | اے قریشی قوم تم ہی باعث اخلاص ہو  
تم خلاصہ خلق کے ہو اور عرب کے قلب ہو | مجاہد جو دو سخا ہو، منبع اصفیاد ہو  
ملک سے اپنے الگ ہو کر بسے تم ہند میں | اس لئے ہر قوم سے تم طالب امداد ہو  
اب بھی ہو جاؤ کھڑے ندوہ کا کراؤ نظام | کیوں قریشی قوم اب ذلت سے یوں باد ہو

اے فرید ہاشمی کر قوم کے حق میں دعا

اسکے ہوں ناشاد دشمن۔ یہ ہمیشہ شاد ہو

## تنقید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشریح کرتا ہے مگر شہرت اور تواضع روایات سے وہ کتاب کسی خاص مصنف کی تصنیف ثابت ہوتی ہے۔

یہ اصول ہیں جن سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی تصنیف ہے یا اس کی تصنیف نہیں ہے؟ مثلاً کا تھ جو نحو میں ابن حاجب کی تصنیف ہے اس پر صرف تواضع اور شہرت ہی ایک دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ابن حاجب کی تصنیف ہے۔ ایسا ہی بخاری علم حدیث کی مسئلہ کتاب ہے جسکو محمد بن اسماعیل بخاری نے مرتب کیا ہے مگر اس کی نسبت کوئی لفظ نسبت الکتب یا تصنیف کے نہیں لکھا۔ البتہ بعض نسخوں میں قال الامام لکھا ہے جو ان کے کسی شاگرد کا ہے سیدوں ایسی کتاب میں ہیں جن کی تصنیف مصنف کی شہرت و تواضع پر مبنی ہے۔

اب ہم قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمدی کی نسبت تنقید کرتے ہیں قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمدی انشا پر دہلی میں کسی قسم کی نحوی اور عروضی غلطی نہیں ہے۔ اور نہ ہی مطالب پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے قصیدہ غوثیہ کے بعض الفاظ پر جو بعض جہاں نے اعتراض کئے ہیں ان کے جوابات علامہ موصوف شامی نے ہر طرح سے بہ استدلال اشعار قدیم و عروض و قوافی دیئے ہیں۔ اور درود کبریت احمدی کی انشا پر دہلی کی نسبت تو ہم نے کبھی کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔

قصیدہ غوثیہ جو معلقہ نہیں ہے کہ اس میں جہانیت کی انشا پر دہلی جو مشائخ غیب کسی مطالب کو بیان کیا کرتے

درود کبریت احمدی اور قصیدہ غوثیہ کی شرحیں مصنف علامہ ابوالکلیات محمد عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال ہما و لیور سٹیٹ کی نسبت رسالہ معارف اعظم گڑھ نے جلد ۱۰ نمبر ۱ کے صفحہ ۱۰ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ دونوں نسخے حضرت جناب شیخ عبدالقادر صاحب میلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصانیف بیان کیے جاتے ہیں حقیقت میں ان کی تصنیف نہیں ہیں کسی اور کی تصنیف ہیں۔

ہم اس باب میں چند اصول بیان کرتے ہیں۔ اول جو کتاب کسی مصنف کی طرف منسوب کی جاتی ہے اگر اس کتاب کے مسائل مصنف کے عقائد کے برخلاف ہوں تو یہ شک کیا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب اس مصنف کی تصنیف نہیں ہے۔

دوم اگر اس کتاب کے مطالب بمقابلہ فضیلت مصنف اعلیٰ یا اولے ہوں تو بھی ظن ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب اس کی تصنیف نہیں ہے۔

سوم اگر اس کتاب کی انشا پر دہلی مصنف کی انشا پر دہلی کے رتبہ کی نہ ہو تو بھی اس قسم کا خیال ہو سکتا ہے کہ یہ نسبت درست نہیں ہے۔

چہارم بعض کتابوں میں مصنف دیا جا رہا ہے یا نام لکھ دیا ہے ہیں اور بعض کتابوں میں دوسرے لوگ دیا جا رہا ہے یا اپنی تصانیف میں اس کتاب کو کسی مصنف کی طرف منسوب کرتے ہیں

پہم بعض کتابوں کی نسبت تو مصنف کو نام ہوتا ہے نہ ہی کوئی اور راوی اس کی نسبت تشریح کرتا ہے

ہیں تو اس میں عقلی نصاحت زیادہ تر نہ نظر نہیں ہوتی بلکہ وہاں پر محض مقصود ایک حقیقت کا بیان کرنا ہوتا ہے جس کے واسطے وہ سادہ سے سادے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کی فارسیت کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مثنوی غنیمت اور قصائد عرفی کی انشا پر رازنی سے کم ہے لیکن مطالبہ کے لحاظ سے چہ نسبت فحاک را باعلیٰ پاک۔ قصائد عرفی اور مثنوی غنیمت کے مطالب کو مثنوی مولانا روم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمدی کی نسبت یہ یقین کر حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف ہیں۔ سینکڑوں سال سے روایات متواتر ثابت ہے قصیدہ غوثیہ اس وقت تک بھی بغداد شریف اور عرب کی بعض مجالس میں بطور و طیف پڑھا جاتا ہے۔ اگر ان کی عربیت یا مضامین کی نسبت کچھ شک ہو تو اس قدر اس کی شہرت قائم نہ رہتی۔

ہم نے اربادیکھا ہے کہ بعض عرب اپنے حلق میں نہایت ہی ذوق و شوق سے قصیدہ غوثیہ کو پڑھتے ہیں پس تدبیری شہرت و قوت کا انکار ایک ایسا انکار ہے جو ہر طرح سے باطل ہے۔ اگر ہم قوت اور شہرت کے ثبوت کو نظر انداز کریں تو پھر ہم ایسی کتابوں کو کہ جن میں مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا یا ثابت نہیں کر سکے کہ یہ اس مصنف کی تصنیف ہے۔

اشعار میں بالعموم یہ قاعدہ ہے کہ مصنف اخیر پر اپنا نام یا تخلص ظاہر کرتا ہے۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنا نام نامی ظاہر فرمادیا ہے اور شہرت اور قوت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ یہ آپ کی تصنیف نہیں ہے جہالت ہے۔ اور یہ ایسا دعویٰ ہے جسے پیش کرنے میں کوئی اہل دل جرات نہیں کر سکتا۔ حضرت جناب غوث اعظم قصیدہ

کے اخیر میں فرماتے ہیں کہ  
انا الحنی والحمد للہم ساقی  
انا الحنی والحمد للہم ساقی  
واعلاہی علیٰ لہو الجلال  
وعلیٰ لہو الجلال  
وعلیٰ لہو الجلال  
وعلیٰ لہو الجلال  
دیکھئے کس قدر شیع اور وضاحت سے اپنا نام و لقب و وطن بیان فرمادیا ہے جب آپ خود اس قصیدہ کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں تو پھر کیا شک باقی رہا اگر یہ اشعار کسی اور نے لکھ دیئے ہیں تو پھر اس کا نام ظاہر کر دینا چاہیئے۔

اب بحث اس امر کی ہے کہ اس کے مضامین کہاں تک اصول شیع کے موافق ہیں یہ مضمون بہت طویل ہے اس کی نسبت ہم یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ وہ علامہ موصوفت شاعر کے ذکر کی شرح کو غور سے پڑھیں جس سے معترضین کے شکوک انشاد اور رفع ہو جائیں گے اگر پھر بھی شک کو باقی رہیں تو ہم اندر زیادہ تر شرح سے ان کے شکوک کو رفع کر سکتے ہیں۔

جس طرح سے غیۃ الطالبین کا حضرت کا تصنیف ہونا شہرت و قوت اور شہادت ہے اسی طرح سے قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمدی پر قوت اور شہرت ایک قوی دلیل ہے۔

اس سے زیادہ اور کیا حجت قاطع اور برہان ساطع ہو سکتی ہے کہ علی بن یوسف بن جریر نجفی شطرنجی، نور الدین ابوالحسن مصنف ہجرت الاسلام مولانا قدس الرحمن حامی حق شیع عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جنہیں اس قصیدہ کو پڑھتے اور پڑھاتے چلے آئے ہیں۔ اور اپنی قلم سے قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمدی کو لکھا ہے۔ اور مختلف نسخوں سے مقابلہ کر کے صحت کی ہے جسکے ثبوت میں بعض نقلی نسخے موجود ہیں جب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے فاضل اجل قصیدہ

غوثہ اور درود کبریت احمد کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف ہیں۔ تو ہر معارف کا انکار کرنا کیا اعتبار و وقعت رکھتا ہے یہ ایک ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہر طرح کا تشکیک و شبہ دور ہو جاتا ہے۔ بیچتہ الاسرار مطبوعہ مصر کے حاشیہ میں جس قدر قصائد حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی تصانیف منسوب کئے گئے ہیں ان میں قصیدہ غوثیہ کا بھی ذکر ہے جو حضرت کی تصنیف منسوب کیا گیا ہے۔

اور اگر یہ قصیدہ حضرت یزید بن مقدس اللہ سرہ العزیز کا نہیں ہے تو ہر شائبہ کا ناچلنا ہیستہ کہ یہ قصیدہ کس کا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ نیز ہم نے قصیدہ غوثیہ اور درود کبریت احمد کے باب میں کہ وہ بلا تشکیک و شبہ حضرت جناب غوث اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف ہیں ہر ایک قسم کے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔

گر بخدا کس است حرفے بس است  
قاضی شاہ دلی کنوی پبلشر نکود

## جنوری کا القریش

جناب کا سال فرماری اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوئے ان کی خدمت میں آئندہ سال کا سالانہ جلد وصول کرنے کی غرض سے جنوری کا القریش بیسٹھ وی پی پبلکٹ ارسال کیا جائیگا۔ ذیل میں ان حضرات کی واقفیت کے لئے فرماری نمبر عام گرا می دیدیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہی خوانان القریش در و دندان قوم دیلیو کی وصول فرمائی سے شکرگزار ہوگی خدا نخواستہ کوئی صاحب اگر آئندہ کسی وجہ سے اسے جاری نہ کرنا چاہا نہیں تو وہ قدیم تعلقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ارادہ کو دفتر کو مطلع کر دیں تاکہ دیلیو کے اجرا کی تکلیف اور اس کی دہائی کے نقصان سے ہم محفوظ رہیں۔

۵۴۔ قاضی عبدالعزیز صاحب ۷۔ قاضی باقی شاہ صاحب ۹۔ مولوی حامد علی صاحب ۸۷۔ پیر غفر حسن صاحب ۱۰۔ پیر آزاد نور الدین شاہ صاحب ۱۱۲۔ مولوی عبدالحمید صاحب ۱۲۲۔ پیر علی احمد صاحب ۱۸۱۔ شیخ غلام حسین صاحب ۱۹۶۔ مولوی امام الدین صاحب ۳۶۵۔ سید احمد جان صاحب ۴۴۷۔ قریشی عبدالحق صاحب ۴۸۰۔ شیخ احمد الدین صاحب ۵۸۸۔ مولوی عبدالعزیز صاحب ۶۰۳۔ قاضی محمد امین صاحب ۶۰۴۔ قریشی عبدالرشید صاحب کجرات ۶۰۶۔ قریشی محمد الدین صاحب ۶۱۱۔ قریشی نواب علی صاحب ۶۲۳۔ قاضی طالب ہمدی صاحب ۶۵۴۔ قریشی عنایت علی صاحب ۶۵۵۔ قریشی کریم اللہ صاحب ۶۵۶۔ قاضی فضل حسین صاحب ۶۵۷۔ بابو محمد علی صاحب نسیم ۶۵۸۔ پیر فہار الدین صاحب ۶۵۹۔ مولوی نظیر الدین صاحب ۶۶۰۔ سید دوست محمد صاحب ۶۶۱۔ قاضی محمد اسماعیل صاحب ۶۶۲۔ خان صاحب قاضی محمد عبداللہ صاحب ۶۶۳۔ مولوی محمد محبوب عالم صاحب ۶۶۴۔ پیر محمد فضل کریم صاحب ۶۶۵۔ مولوی محمد عبدالرشید خان صاحب ۶۶۶۔ مولوی پیر محمد یعقوب صاحب ۶۶۷۔ قاضی عبدالعزیز خان صاحب ۶۶۸۔ قاضی میر عالم خان صاحب ۶۶۹۔ مرزا عبدالرزاق صاحب ۶۷۰۔ خان صاحب میاں محمد علی خان صاحب ۶۷۱۔ قاضی محمد رمضان خان صاحب ۶۷۲۔ منشی منظور حسین شاہ صاحب ۶۷۳۔ قریشی امام الدین صاحب کجہا ۶۷۴۔ مولوی محمد صہب اللہ صاحب ۶۷۵۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب ۶۷۷۔ صاحب منظور حسین خان صاحب ۶۷۸۔ پیر سید امام علی شاہ صاحب ۶۷۹۔ مولوی محمد موم غلام قادر صاحب ۶۸۰۔ شیخ عبدالعزیز خان صاحب ۶۸۳۔ منشی محمد اقبال صاحب ۶۸۴۔

# عرضداشت

محضو سرکار آصف جاہ نظام باقاہم خلد اللہ ملکہ

فیض سے سرکار کے ایسا ہو اچھہ اہتمام  
ہو گئے سامان جیسے قمقمے کہی بنادیں  
شرع احمد کے مطابق فیصلے ہونے لگے  
ہو قریشی قوم کی جانب توجہ کچھ ضرور  
قوم ہے یہ آپ کی جو سدا لا قوم ہے  
اب بہنور میں آگئی ہے قوم کی کشتی شہا  
گرد کی سرکار نے اس قوم پر تہم کرم  
آپ کے زیر اثر ندوہ نہ گرفت قائم ہوا  
قوم میں تحریک اسکی میں نے کردی جو شہا  
اہل حق و عقد ہیں سب متفق ہیں ان میں  
بعد از ان ملک دکن میں سب نشی جمع ہوا  
قریشیوں کے پہر کہلیں اسکول کالج ہندیں  
یہ دعا عبا اسی مجھ کی ہو گی قبول

بنگیا ملک دکن اسلام کا دارالسلام  
دجلہ علم و فن کا اب بنے لگا ہر صبح و شام  
آپ ہوئے جید ان نبیہ سند شاہ نظام  
اس کی پستی میں نہیں باقی رہا کج کلام  
اور بے صدیوں ملک چا نظایت الحرم  
ناخدا سرکار ہوں تو بیج سکیگی لا کلام  
تو جہالت ہند میں کردگی کام اس کا تمام  
پہر پہلا امید کیا ہے ہو کہی اس کا قیام  
سر پرستی آپ کی ہو گی تو بنجائیگا کام  
اولین جلسہ ہو دہلی اور ہو با اختتام  
صدر جلسہ کے نہیں ہاں حضرت الامام  
جامع عثمانی ان کا تعلق ہو دم  
کام بنجائے ہمارا آپ کا ہو جائے نام

آپ کے خوش ہو گئے سب سادات قریش  
آپ کے خوش ہو گی روح سید خیر الامام

ذیادہ عباسی امر دہلی

# ایک خط

ہمارے ایک قریشی بہائی نظار رحمن نامی جو خاندان عباسی سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو دہلوی کہتے ہیں۔ اورنگ آباد (دکن) سے ایک عجیب و غریب خط میں میں نے کسی کو مخاطب کیا گیا ہے اور یہ سنت اسلامی و اسلام علیکم و آلہ و سلم کی نصحت گوار فرمائی گئی ہے۔ بلکہ حکماً نہ انداز اور بڑے لطیف سے لکھا گیا ہے اسلئے ارسال فرماتے ہیں۔

اگر کسی گرامی نام میں جو اپنے رنگ میں بالکل زوال اور جدا گمانہ عتاب آئینہ رویہ سے کچھ ایسی دنگ توک کی گئی ہے بلکہ انداز و طالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ لہذا ظنین کی واقفیت کیلئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ہیں اپنی قابلیت و تجربہ کاری کا احترام ہے اس لئے ہم جواب کی برأت نہیں کرتے۔ ہاں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہو تو ہے کہ انقریش مطبوعہ عماد اکوٹر سے صفحہ ۱ کے جن الفاظ پر اپنے کلمہ چینی فرمائی ہے وہ بلقظ رسالہ القاسم دہلی سے منقول ہیں جو میری عدم حاضری میں مرے قلم مقام نے کیے اور القاسم کی تمام ادارت فخر الہند حضرت مولانا نجیب الرحمن صاحب ناظم ثنائی جامعہ قاسمیہ ایسے شہور ناظم و ادیب کے تجربہ کار ہاتھوں میں ہے۔ لہذا آپ برقیہ کی بعد فرستادہ اور نوک کی ترکیب ان سے معلوم فرمائیں۔ اور اول سنیہ اور آخر عباسی کی ترکیب ان عباسی کلام سے لیتا کریں جنہوں نے مصنفات السیادۃ کے اخیر میں فتویٰ دیئے اور ثابت کر دیا کہ قریشی سنیہ کے لقب سے ملحق ہو سکتا ہے۔

کتاب کا ایک نسخہ ملاحظہ کے لئے ذرا مال خدمت ہے

اسے ذرا ٹھکے دل اور گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اگر کوئی شبہ باقی رہے تو مصنف اور مفتی صاحبان سے طینان فرمائیں۔

سیدان نظار رحمن صاحب عباسی دہلوی غم اور رنگ آبادی نے نہ انقریش کے معاون ہیں اور نہ دفتر سے آپ کی نصحت میں بھیجا جاتا ہے اس پر بھی اگر یہ آپ کی نظر سے گذر جاتا ہے تو اس میں ناچیز کارکنان کا تصور نہیں۔ پہرہ ہو ورنہ عتاب ہوں تو کیوں؟ باقی رہا اس کی ترتیب اور تیسرا قریش کی ادارت کا مسئلہ۔ اس کے متعلق میں سوائے اس کے کیا عرض کر سکتا ہوں کہ جس قوم میں سے بعض نوبت وغیرہ اور جب ذکر سے اخلاق و آداب کو بچل گئے ہوں جن کے دل سے مجدد بنی و آخر بد فاروقی کی یاد اٹھ گئی ہو اس کی بل بل مٹ جاتا ہے وہی واقعی مشکل بلکہ ناممکن ہے اللہ اعلم الخیر پر ہم اپنے بہائی کی برادر از محبت و اخوت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ مجھے اپنی خدا وادقاہیت کے مصدقہ نیک مشوروں اور مفید باتوں سے مستفیض فرماتے۔ پاکرنا ایدہ اللہ

## خط ہوائی

کبھی دوسرے تیسرے جیسے انقریش صاحب ہمارے سامنے آتے اور نظر سے گذر جاتے ہیں مگر میں جب تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ ان کے آئے کا مقصد اور مشن کیا ہے نہ ان میں کوئی اخباری اور صاف ہیں نہ رسائی جو یاں ایک خواب پریشان کی صورت میں جگہ جگہ یہ مگر در بافت کریں تو کس سے کریں۔ ان کے سر پرست بھابی تو کون

اور اس طرح سے من مانی نام اور خطاب گھر سے شروع کئے تو پھر حسب نسب کی چھان بین بڑی مشکل ہو جائے گی۔ اور وہ سکیم فاضل مخمّم نے دارالندوة کے قیام کے لئے تیار کی ہے۔ اس کی تکمیل بچوں کا کہل ہوگا اور بس!

براہ مہربانی ایک چیز اور بھی پیش کر دیجئے کہ اسلامی اصلاحی کیا ترکیب ہے۔

اور ہر محسنی کے بعد خیر و اور پھر نواب کیسے خطاب میں۔

معلوم ہوتا ہے جس خوبی سے یہ رسالہ ترقیب و اجارہ ہاوی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر قیید قریش کی عمارت ٹھری کی جائے گی تاہم اچھا بیجا دعاش کچھ کھا کر۔

”ہم القریش صاحبائے مشن کے معلوم کرنے کے منظر میں شاید جاری عقل فہم سے ان کی فہم بالاتر ہو لیکن اگر کوئی سمجھائے تو ایسے گئے گذرے بھی نہیں کہ نہ سمجھیں اور سمجھنے کے بعد پھر اس کے نام لیا نہ ہو تو پھر ہماری عباسیت ہی کیا رہی۔

نظارہ وطن عباسی دہلوی از اور ملک آباد دکن

تشریف لینگے ہیں۔ اور راستہ میں رسید و عباسی المدونہ ہاؤس قریش صاحب جیسے فاضل سے ٹھہر بیٹھیں گی تو وہاں ہماری رسائی پہلا کہاں خیر ہم ان کی خدمت میں نہ پہنچ سکیں تو دوسری کوئی خدا کا بندہ ہمارا ایک چوٹا سا پیغام ہی ان کی خدمت میں پہنچا دے۔ اس لئے بالآخر ہماری نگاہ آنکار ج دفتر القریش صاحب کے اوپر پڑی پس ان کی شفقت اور ہمدردی سے امید کہ ان کی خدمت میں بعد ادب و ادب بجا لاتے ہیں۔ اور گذارش کرتے ہیں کہ وہ جناب ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ گذارش پیش کر دیں۔ کہ صاحب موصوف ندوۃ القریش کے مستقبل پر گفتگو کے ساتھ یہی دریافت فرمائیں کہ اول سیدنا خیر عباسی یہ کیا ترکیب ہے لہٰذا ہمیں بھی بتائیے تاکہ ہم بھی یہ عمل جاری کر دیں۔ اب تک ہمارے بزرگوں نے عباسیوں کے ساتھ سید کا لفظ استعمال نہیں کیا تاہم ہمیں یہی کہیں لکھا ہوا نظر ہے نہیں گذرا۔ اکثر ایسا تو دیکھا ہے کہ ہندوستان ذاتہ پات کے جھگڑوں سے موثر ہو کر عباسی اپنے کو شیخ کہلاتے ہیں۔ یہ کاغذ تو بخیر ہے۔ سارے قریش سید کہلاتے تھے۔

## ایک ضروری گزارش

بعض دور مند ان قوم و علم دوست احباب کی خدمت میں اس اشاعت کے چند پرچے نمونہ ارسال کئے جاتے ہیں۔ اور ماہ جنوری کا پرچہ ان کی خدمت میں بھیج دیا جی ان کی ارسال کیا جائے گا۔ پہلا اگر کوئی ہر ماہ کسی وجہ سے خیر بداری سے قاصر ہو تو وہ دفتر کو ایما فرمائیں۔ تاکہ وہ پی پی کی واپسی موجب نقصان نہ ہو۔ پی پی

**فلسفہ عبادت :-** جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ وہ چیز تھی کہ جس نے جنگی لوگوں کو اصول سیاست و تمدن کے گرو

بتائے اور ان کی سلطنت کے ٹھکانے قائم و نیاز چاہے ہر ایک مسلمان کے لئے اس کا ملحد ضروری ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت اکیروید (معدہ) مصلیٰ کا پتہ :- ایم محمد عبدالغلام رسول - کٹھن وہاں سنگھ کو جبرنگر نزاں امرتسر (پنجاب)

## استفسارات

جواب سند صحیح اور تاریخی حوالہ کے ساتھ مطلوب ہے اور ناظرین القریش میں سے سر فاروقی الغیب ان سوالات کا مخاطب اور مشاغلہ ہے یکم نومبر ۱۹۲۵ء

المستفیز: قاضی نظیر حسین فاروقی ریٹائرڈ مفتوی از کراچی

(۳) سنا گیا ہے کہ جانگیر پورہ علاقہ تاشا در میں انجن ناروتیا قائم ہے صوفی حاجی محمد صاحب فاروقی حنفی القادری اس کے معتمد اعلیٰ ریسکریٹری ہیں۔ انجن کے قواعد و ضوابط کی مجھے واقفیت نہیں لیکن شنید ہے کہ صدیقی، عباسی، الماشی وغیرہ قریشیوں کے لئے اس انجن کا دروازہ بند ہے جس کی تصدیق اس کے مخصوص نام سے ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے ضوابط اور تفصیلی حالات معلوم ہوں۔ لہذا ناظرین القریش میں سے کوئی صاحب واقفیت رکھتے ہوں تو بذریعہ القریش انجن مذکور کے حالات پر روشنی ڈال کر مشکور کریں۔

نیاز مند، علی احمد فریدی قریشی فریدانہ نمبر ۱۲

جون ۱۹۲۵ء کا القریش درکار ہے اگر کوئی صاحب قیبتاً دینا چاہیں تو اطلاع دیں۔ ایک خوبیا معلومت خیر القیون

(۱) بعض کتب متداولہ اور اکثر مشجرہ ہائے نسب میں جناب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ اولاد میں سے حضرت شیخ شعیب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو متعلق آپ کے فقط دو ہی صاحبزادگان کا نام مندرج پایا گیا ہے تاکہ خواجہ عبداللہ جو حضرت غوث صہبانی قطب ربانی خواجہ شیخ احمد نقشبندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر ہیں۔ دوم خواجہ جمال الدین سلیمان جو شیخ الشیوخ سلسلہ عالیہ شیعہ حضرت فرید الملت والدین کشفکر رحمۃ اللہ علیہ کو والدین رکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا پوتا حصہ دوم دفتر اول میں صرف حضرت قطب الاقطاب کشفکر رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نسب کے متعلق ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ نسب عارف اکبر شیخ فرید الدین کشفکر قدس سرہ ہونے (فرخ شاہ کابلی) اتصال میکہ و کسی دیگر قریبی شاخ کا ذکر نہیں فرماتے۔ مگر حال میں ایک آواز اٹھی ہے۔ کہ ماورائے اڑیس حضرت شعیب کا ایک اور بیٹا بھی تھا۔ پس انہیں صورت تاریخی حقیقت میں قابل استفسار یہ امر ہے کہ ان ہر دو صاحبزادگان مذکورہ بالا کے علاوہ اگر حضرت شعیب کا کوئی اور فرزند بھی تھا۔ تو بروئے تحقیق ان کا اسم گرامی کیا تھا؟ اور ان کی اولاد کہاں ہے؟

## ارسطو

امریستہ سے اس نام کا ایک طبی ماہوری رسالہ طب یونانی کو ہر ممکن ذرائع سے ترقی دینے طریق علاج پر محققانہ مضامین لکھنے۔ اطباء کی ترقی اور بہتری کے ذرائع ہیکر کرنے اور ان کو مفید مشوروں سے مستفید کرنے کے لئے حکیم محمد علی صاحب رسدیانہ طبیبہ کالج (دہلی) کی ادارت میں جنوری سنہ ۱۹۲۵ء سے باب قباب جاری ہونے والا ہے۔ سائر ۲۰۰۰ فیصد سالانہ دورہ پنے حجم ہ مصنفات بھی خواہان طب میجر رسالہ ارسطو جو کہ فرید امرتہ سے طلب کریں پ

# حیدر آباد دکن

## مراسم ہوگ

مہموند، جنہوں نے انکس حقیقت کا سفر اختیار کر لیا۔ ہم دست بردار ہیں کہ مسلمانیت مدنی و ابراہیمی

والہی

اطلاع ملی ہے کہ مشنریس، این۔ آر۔ ڈی اے ایم اے راجو کیمبرج کے گر مجبوت ہیں اور سرکار عالی کے وظیفہ سے ایک سال تک پارک شائر و سٹ انڈیا پر تنظیم سٹی اور رائل السٹریٹری پریسیس کو کام کرتے ہیں۔ مادیہ میں حیدر آباد واپس ہو کر کو تو فی جودہ کا کام کر رہے ہیں۔ ہلے نہ دستاوی ہیں جنہوں نے یورپ جا کر بھارتی واپس کی تعلیم حاصل کی ہے، وہ حضرات جو تھک نظری سے سرکار عالی کو متعصب کہتے ہیں، وہ فور سے دیکھیں کہ کیا جودہ نوجوان سرکار عالی کے وظیفہ سے گریز کر کے ایک سال تک خاص مراعات کے ساتھ واپس ہو رہا ہے، کیا اب ہی براوان سنوڈ کو شکایت ہے۔ ہنگامی ڈاکٹر ملنا، ایم ڈی یو پی سے حال ہی میں واپس آئے ہیں۔

ادارہ

سرکار عالی نے انجمن اسلامیہ ہوشیار پور پنجاب کے مدرسہ کے نام مایا ایکس رو پیہ کلدار ادارہ منظور فرمائی ہے

خوش آغوش دہی

محضر رہبر دکن الرحیدر آباد، ترمذ مولوی احمد علی صاحب دیکھل قندیار علاقہ نظام راوی ہے کہ قلعہ قند، پارکی آباد کا کے باہر ٹیکری پر جو سلیمان ٹیکری کے نام سے مشہور ہے جس

فرمان حسوی شرف صدور لیا ہے کہ منجمل صاحبزادی عفا کے مراسم ہوگ آئندہ رمضان شریف تک قائم رہیں گے، علامہ حضرت ندگان عالی کی سالگرہ مبارک ہی خانگی طور پر منائی جائیگی۔ اور پڑ اور اسٹٹ ڈنر انٹنس مصنوعات ملکی وغیرہ بالکل بند رہیں گے۔

حیدر آباد انجمن کثرت علی کانفرنس

سیکرٹری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ انجمن کثرت علی کانفرنس جو چھی سسک رہی تھی اب بستر مرگ سے اٹھ بیٹھی ہے۔ جس کا ساقاوال اجلاس زیر صدارت نواب مرزا یار جنگ بہادر ام اور ۵ دسمبر کو ہوگا۔

روانگی

میجر نواب عثمان یار الدولہ بہادر اسے ڈی سی کمانڈر افواج اتحادہ میجر قادر بیگ کیپٹن عبد الجبار خان اور کئی ایک لفٹنٹ وردی میجر وغیرہ سینئرس راولپنڈی کی شرکت کی غرض سے گئے ہوئے ہیں

نواب صدر یار جنگ بہادر حضرت شروانی صدر الصدور مولوی مفتی عبداللطیف احمد مولوی، ناظر اسن صاحب پرنسپل جامعہ عثمانیہ بغرض شرکت اجلاس ندوۃ العلماء انبالا گئے ہوئے ہیں۔

مولوی سید محمد حسین صاحب بی۔ اے آکسن نائب ناظر تعلیمات دو ماہ کی رخصت پر سفر عراق کے لئے تشریف لائے، تعلیم اصحاب عموماً اپنے فرصت کے اوقات یورپ وغیرہ میں ابر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر قابل مبارک ایم مولوی صاحب

قائم ہونے والی ہیں۔

ترکی شہر زور

حمید آباد میں کئی دن سے ایک ترک پہلوان سید محمد انوری آئے ہوئے ہیں جو اپنی خدا داد محیر العقول طاقت سے نہایت ہی قابل قدر کرتے دکھا رہے ہیں۔ پہلیک نے ان کی بہت قدر کی۔ اور طبقہ امرائے بھی دل افزائی میں کمی نہیں کی۔ حال ہی میں ہزاریکلیسی مہاجر سرکش پرشاد دہادر نے ایک طلانی غمخواری عطا فرما کر اس ترک پہلوان کی دل افزائی فرمائی ہے۔

متفرقات

نواب علی نواز جنگ بہادر معتمد چیف انجینئر تعمیرات عمارتوں میں گئے ہوئے ہیں۔

آب و ہوا

مستقر میں ٹیپک پیل رہا بری اضلاع پیر وغیرہ سے ہی ٹیپک کی اطلاع موصول ہو رہی ہیں۔ جدار عظمیٰ نے (ہمدرد کا نام لگا کر غصہ)

پر کسی کمزاری ہے کئی دن سے ایک کائے اسٹیکری پرچہ صکر مزار کا طواف کر رہی ہے۔ بعض لوگوں نے اسے ٹیکری سے اتار ہی دیا مگر وہ پھر اوپر چڑھ کر مصروف طواف ہو گئی حضرات ہنود کو مزار سے عقیدت ہو گئی ہے اور گائے اور مزار دونوں کی پرستش ہو رہی ہے۔ ہندو کے آدمیوں کی روحانیت کے توہم خائل تھے مگر اب یہاں جانوروں کی روحانیت اور کاشٹھ ہی نظر آ رہے ہیں۔

ترقی

نواب وزیر جنگ بہادر معتمد فوج کو ختم مدت توسیع کی وجہ وظیفہ دیکر معتمدی فوج پر نواب ذوالفقار جنگ بہادر پیرٹریٹ لاکھ تر فرمایا گیا ہے۔ ہم نواب صاحب کو اس ترقی کی مبارکباد دیتے ہیں۔

بنک

خوشی کی بات ہے کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۵ء سے ضلع راجپور اور تعلقہ جالندھر میں امپیریل بینک انڈیا کی دو شاخیں

دہلی کا بہترین  
ماہانہ رسالہ  
تجلی  
مفت منگا کر دیکھیے

تاکہ آپ کو ہر طرح کی مذہبی معلومات حاصل ہو۔ تاکہ آپ کو عروج و ترقی کی راہیں معلوم ہوں۔ تاکہ آپ کی زندگی میں خوشگوار انقلاب پیدا ہوں۔ تاکہ آپ کے برفے ہوئے کام سنبھل جائیں۔ تاکہ آپ کو دونوں جہاں میں عزت اور شہنائی میسر ہو۔ تاکہ آپ کو جائز وسیلوں سے آمدنی بڑھانا آجائے۔ تاکہ آپ سچے مسلمان بن کر زندگی بسر کریں۔

سید ظہور احمد شاہجہانپوری کی ایڈیٹری میں

منیجر رسالہ "تجلی"۔ فراستخانہ دہلی

# مذاکرہ و مناظرہ

## بنی اعمام

### جرات و صداقت پر ایک نظر سے متعلق

ہماری خواہش تھی کہ اس بحث کو ختم کر دیا جائے لیکن صاحب  
مضمون کا تقاضا و اصرار سے ہم مجبور ہیں لہذا آجندہ درج کیا  
جاتا ہے۔

ایڈیٹر

(از جناب پیر سید علی احمد صاحب فریدی چشتی قادری نقشبندی)

پر سجا محلوں کو دیکھ کر اقبال کا معیار بکری مثال پیش نظر قائم  
ہو جاتی ہے صحیحہ و صحیفہ مذکور پر کالم اول میں آپ رقم طراز ہیں  
”خلافت اسلام حضرت بنی ہاشم سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔“  
سے چیں لی حضرت بنی ہاشم نے غزیر بنی سے تنہا فرما کر خلافت سے  
استعفاء حق معادہ دیدیا وہ جد کچھ امن سے گذرا لیکن بنی ہاشم کے  
آغاز سے آگے ابطلاب یعنی علوی حضرت ہوا نہ دیکھا نہ نصرت  
صدی تک خود ج کر کے قتل ہوتے رہے۔ ان کے محمدی بنی  
بنی ہاشم ہونے کے ناکر وہ گناہ میں بنی عباس بھی قید و قتل  
ہونے سے محفوظ نہ رہے۔ آل علی کو ستر یا دیر کا کامیابی حاصل  
نہ ہوئی کیونکہ وہ بنی اسرائیل کی مثال تھیں جس پر تبارک و تعالیٰ نے  
قدر سے کامیابی پر ہلاتا مملکت کے قتل و غارت کرنے میں  
شامل نہ کرتے تھے مملکت نے ان کی تعداد کے باعث ان کا  
پورا ساتھ دیا۔ سنئے جناب۔ شجرہ بنی امیہ سے بنی فاطمہ کو  
کوئی سروکار نہیں ہے۔ ان کے ہاتھوں تو بنی فاطمہ کی آنکھوں  
سے آنکھ جوئے خون ہو رہی ہے۔ مگر بنی امیہ کا لگاں ہرگز نہ  
نالہ۔ کہ من آنچہ کرد آں آست نہ کرد و بنی عباس کے ہاتھوں  
سے بھی وہ وہ مظالم آل فاطمہ پر ہوئے ہیں کہ الامان والحقینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
حضرت فضیل علی ہوا ام الحیدہ اکبریم و علی اللہ صحابہ دیار سلم  
صحیفہ القریش ماہ و دسمبر ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۲۰ پر ایک مضمون مذکور  
و مناظرہ کے تحت جرات و صداقت پر ایک نظر کے عنوان سے  
مولانا محمد عید اللہ صاحب قریشی ایسا ہی پینٹر امر دہی نے مولانا  
شبلی نعمانی مرحوم پر بسبب ان کی صداقت نگاری کے خوب  
دل کھول کر زہر اگلا ہے۔ آپ بنی ہاشم میں سے سوائے بنی  
عباس کے کسی کو فضیلت دینے پر رضامند نہیں ہیں۔ اور  
چند ادا بیت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم  
در بارہ فضائل جناب حضرت عباس عم رسول مقبول صلیع  
نقل کی ہیں۔ مود بانہ انتہاس ہے کہ ہم کو فضائل جناب عباس  
سے انکار نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس مقدس ذات سے کوئی شکوہ  
ہے۔ حضرت عباس مرحوم اللہ ان کا مرتبہ نہایت افضل  
و اعلیٰ ہے بلکہ جو فضائل جناب عباس میں کسی قسم کا شک  
کرے اس کا ایمان درست نہیں اور نیز مولانا فرضی صاحب  
کی تاریخ دانی اور علمی قابلیت سے ہی کلام نہیں لیکن بعض  
جگہ اس مضمون میں مولانا فرضی صاحب کی غرضوں اور آل علی

آل امیر نے تبرج جنگ و جدل سے چھین لی، حضرت امام حسن جنگ و جدل کو پہلوئی خیر کر خلافت سے کٹھا رہ گئی، لیکن پھر بھی یہ جہد بنی امیر نے دوسرے صلحا اور مکمل شکرے جنگ خود ہی بنی امیر نے تشہیر کر کے صلح کی تھی۔

آن عباسی بزرگواروں کی شان میں معزز مولانا فریضی صاحب از راہ شہادت ارشاد فرماتے ہیں ان کے ہم جہدی یعنی بنی ہاشم ہونے کے ناکرد و گناہ میں بنی عباس ہی ضد و قتل ہونے سے محفوظ رہے، اسکا یہ جواب ہی کہ بسبب قرب زمانہ رسالت وہ عباسی بزرگوار صلح رحمہ اور یگانہ بینی بنی فاطمہ سے جدا نہ تھے۔ باہمی شہادت داری اور محبت انہی ہی تھی کہ وہ بزرگوار حضرت بنی فاطمہ کے پسینہ پر خون گرنے کو تیار تھے۔ سہ کدہ ہم میں باہمیں پرواز کی برکت اور تیز باز باز بنی فاطمہ نے کہی بنی عباس کی تخریب اور ایذا رسانی کی کوشش نہیں کی البتہ جنگ و جدل بنی فاطمہ کا طلب انتقام خون حسین بنی امیر و قاتلان عشرت طاہرہ سے تھا حکومت عباسیہ نے بجائے ان کے ہمدست ہو کر دشمنان دین کو قتل کرنے کے خود بدیں شک کہیداد مہرودی سے بنی فاطمہ بسبب قرابت قریمہ و عجب روحانیت عامر کے جو کدوات آدمی صفات امیر علیہ السلام میں موجود تھی ہماری سلطنت کو ضعف نہ پہنچا وے اور حکومت بنی فاطمہ کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے۔ امیر علیہ السلام کے خصوصاً اور بنی فاطمہ کے عمو و دشمن ہو گئے۔ سلطانہ قواست خیمو اس بات کا پورا پورا ثبوت ملتا جو کشفاح اور منصور و افقی کے زمانہ میں سادات بنی فاطمہ اس کثرت سے قتل کئے گئے اور زہر پچوں کو دیوروں میں پینا یا گیا کہ قریب تھا کہ قتل فاطمہ نیل سے نیش نابود ہو جائے۔ ذرا زہر وے انصاف اس بات کو دیکھ کر اذرا کہ خیاری بنی فاطمہ یعنی امیر علیہ السلام نے اپنے ہم عصر بادشاہوں کو کوئی سرکشی کی ادب قصہ بغداد سے کیا اور کس گناہ قتل کئے گئے مگر ان کو دل سے شکر اور شیم نصیرت سے ملاحظہ فرمائیے کہ درت اور تعصب بنی فاطمہ سے علیہ جو کہ تباہی کے امام ہام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منصور و افقی کو کیا نگوہ تھا کہ ان کے قتل پر آمادہ ہوا اور اس

بجلی مثال کے عالم میں نہ تباہ و کربلا کہ آمل علی پر مولانا محمد علیہ السلام فریضی صاحب جیسے دیدہ و بین اختر اصر کرنے سے نہیں جو کہ کیا مولانا فریضی صاحب اپنے اس دعویٰ بنیابت قدم از سرستے ہیں لیکن یہ سید کے آغاز ہم سے آل اسیطہ اسیطہ بنی علوی حضرت بنو از قنکار شرفعت صدی تک خروج کر کے قتل ہوتے رہے معزز مولانا فریضی صاحب نے اس پہلا حمل ذات باریکات نہایت ہر اوت آب یہ شہادت اہل الجہد خاص آل عباسین علیہ السلام شہید کہ باہر کیا ہے یعنی مولانا صاحب نے بنی امیر کا ہم عقیدہ ہو کر مساذ اہل جناب حسین کو پہلے خارجی تسلیم کر لیا ہے۔ ہاں اس اب بھی وہ ناپاک عقاید جو فوج بزرگوار میں تھے بعض میں موجود ہیں جن سے باز کر دہیں آل بیت است کے گذرنے کے وقت سر پاک امام ظلم علیہ السلام کی بابت ایک پوچھنے والے کے جواب میں فوج بزرگوار کے بعض ناپاکوں کی زبان گویا تھی۔ یعنی کسی نے پوچھا تھا کہ یہ کس سر کو تو اس کو ان طاعین نے جواب دیا بعد نقل کفر کیا تھا۔ ہذا اس خارجی خبیث علی امام وقتہ۔ یعنی ایک خارجی کا سر چھینے اپنے امام زمانہ پر خروج کیا بعد از ذہب بزرگوار امام کا لفظ یہ دیکھنے سے بین تفاوت راہ از کجاست تاہم کیا

میر تھامس امر کی ذکر معزز مولانا صاحب اس امر کے معنی میں انگلی حضرت بنو از قنکار شرفعت صدی تک خروج کر کے قتل ہوتے رہے البتہ جناب امام حسین سوائے ایک دو جوانان آل محمد کے کسی نے فوج کشی نہیں کی۔ ایک حضرت زید شہید اور ایک امیر کو ہوجان فاطمی تھا کہ جسے باوجود ممانعت امیر علیہ السلام کے اس امر کو نہ تھا فوجتار اختیار کیا ہے کہ جس میں محض خونین کا بدلہ لینا مقصود تھا نہ کہ ریاست و امارت اور حکومت کا حاصل کرنا۔ امیر معاویہ نے جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام خلیفہ وقت سے سرکشی کر کے بغاوت پھیلانی مگر اس کو نظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ اور قمرور اور حضرت علی کو ٹھہرا لیا جاتا ہے چنانچہ یہ فرماتے ہیں از خلافت اسلام حضرت بنی ہاشم سے

اس تقریر سے اس سدرہ شہد حسین کے کاٹنے والوں پر تھا۔ دیکھو تقریب التہذیب عقلانی قطع سدرہ کا ساتھ ابو بکر بن عباس کی روایت سے واضح ہوتا ہے اور عامہ اس کی کتاب کو صحیح جلتے ہیں۔

اب رہا مامول رشید حبیب اممز اور سید امز بادشاہ اسلام کہ جس پر عام لوگوں نے شیعہ ہونے کا بیجا شبہ کیا ہے۔ وہ حضرات امام علی موسیٰ رضا کا قائل ہے چنانچہ صاحب کتاب تاریخ غری کہتا ہے کہ بنی عباس جس وقت بسبب ولی عہدی امام ہمام علی موسیٰ رضا اور قبل لباس سیاہ لباس سبز مامول رشید سے بگڑ گئے تو مامول رشید نے امام معصوم کو انگوروں میں زہر دیکر شہید کیا اور لباس سیاہ کا کارعاہہ کر دیا۔

چوتھے متعصب اللہ صاحب کو لیتے کہ جنہوں نے بلا وجہ و سبب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا۔ متعصب باللہ ۲۱۷ھ میں تمت سلطنت پر جلوسہ افزہ ہوئے آپ کا بعض واقعات بنی فاطمہ سے اس قدر بڑھ گیا تھا کہ ان کے وقت میں کوئی فاطمی شخص مجاورت رو خدا قدس حضرت امام حسین علیہ السلام نہیں کر سکتا تھا مگر فوجائے الناس علیٰ دین کو ہم حوالی قریات کر بلا کے رہنے والے بھی بنی عباس کے ہم خیال اور دشمن آل رسول مقبول مسلم بن سکے تھے۔

بابا فرید گنج شکر رو کی سبھی تحقیق سے متعلقہ مراسلت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں ضرور درج ہو جائیگی۔

ذات سرتوہ صفات سے کونسا مامول رشید ہوا تھا کہ اس کی جیسے وہ واجب القتل سمجھے گئے اب بارون رشید کو لیتے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا قاتل کو چنانچہ فضول المحدثین ابن سنان مالکی کہتا ہے کہ بارون رشید نے امام موسیٰ کاظم کو پھیلے تو سید بنی مر ساقہ کر کہا پر خرمہ و ازیک علی بن جعفر بن منصور عامل بصرہ کے قید خانے میں بعد ازاں بعد ازاں فضل ابن ریح کے محبس میں اس کے بعد بنگالی فضل بن یحییٰ بن خالد نے اس میں جوس رکھا اور پھر یوساطت مدنی بن شاہک ملعون زہر دیکر شہید کیا۔ اور رضا حبیب السیر ہی کہتا ہے، اور شہداء اللہ وہ میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن خالد سے فرمول میں زہر ملا کہ حضرت کو شہید کر دیا یعنی مولانا صاحب اس بات پر متعجب ہوں گے کہ بارون رشید پر بھی جو ایک فقہاء مشہور عباسی بادشاہ تہا قتل امام موسیٰ کاظم ثابت ہو گیا مگر معلوم کیا حال ہو گا مولانا صاحب کا جبکہ وہ اس واقعہ کو سکھیں اب ظاہر کرتا ہوں تحقیق کر کے دیکھتے کہ نہ صرف قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہی پر اسے اتکا بلکہ جناب حضرت سید دوسر ائمہ امام رسول مقبول صلی علیہ وسلم کے بعد گوشہ شہید وشت کر بلا امام حسین کو حیدر نظر کو ہی زمین کر بلا میں سینہ سپر رہنے دیا بلکہ قریب امین کو کھدوا کر برابر کر دیا۔ اور درخت ہر کس سے نشان مرقد مطہر کر بلا اس وقت ملتا تھا ہی کٹا دیا۔ چنانچہ کتاب مال میں شہداء نے یحییٰ ابن مفرہ رازی سے روایت کی ہے یحییٰ کہتا ہے کہ میں جریر بن عبد الحمید قاضی رے کے پاس تھا کہ ایک شخص عراقی آیا جریر نے خبریں پوچھیں تو وہ بولا کہ بارون الرشید نے آدمی بھیجے ہیں کہ بڑھیں کو برابر کر دیں۔ اور میری کاوش بھی کاٹ ڈالیں۔ تو جریر نے ہاتھ ہٹا کر کہا اللہ کہہ کر جو حدیث پیغمبر نبی ہے کہ خدا قاطع سدرہ پر لعنت کرے۔ ہماری کجی میں اب تک اس کے معنی نہ آئے تھے۔ اب سمجھ کر تصدیق خدا صلی علیہ وسلم

اطلاع، خط و کتابت میں سبب خریداری دینا ضروری ہے۔ تبادلہ مقام سے ذکر کو فوراً طبع کرنا چاہیے، دریافت طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جرابی کارڈ آنا چاہیے، میجر



## تذکرہ برادری

مخدومی میر علی احمد صاحب فریدی تحریر فرماتے ہیں کہ میں مولانا عظیم مسند فرید احمد صاحب عباسی کی سکیم متعلقہ خدمۃ قریش سے اس تربیم کا ساتھ جوقبلہ قاضی نظیر حسین صاحب فاروقی نے پیش کی ہے اتفاق کرتا ہوں اس بات کا لحاظ نہایت ضروری ہے کہ کسی غیر قریشی کو نہ وہ کسی شرکت کا موقع ملے۔

اللہ کا نام لیکر کام شروع کر دینا چاہیے۔ قوم کی حالت روز افزوں نازک صورت اختیار کر رہی ہے لیکن بمصدقہ "دکار خیر حاجت بیج استخارہ نیست" کسی تردد کو کام میں نہ لانا چاہیئے۔

### انا للہ وانا الیہ راجعون

مخدومی بھائی قاضی شاہ ولی صاحب وکیل نکودہ کے چوٹے بھائی میاں کرسم علی صاحب چند روز ہونے انتقال کر گئے۔ آپ کو مرحوم سے بڑی محبت تھی۔ ایک ہی بھائی تھے جسکی وفات سخت صدمہ کا موجب ہوئی۔ ہمیں آپ سے دلی ہمدردی ہے اللہ میاں آپ کو صبر جمیل اور مرحوم کو جنت عطا کرے۔ قاضی صاحب نے تاریخ وفات ارسال فرمائی ہے جو آپ کی خواہش کے موافق درج ذیل ہے

تاریخ وفات حضرت آیات قاضی رستم علی گنوی مدد عزیز ان قاضی شاہ ولی بیگ نکودہ شریعہ مخفی حالات مرحوم نور الدین قوہ علانی برادر عزیز مکرلو درمعاذہم قضا نش برود زعلینی فردوس تربت پذیر مرشادی علم یحیٰ شکر البشر خبت چو گویم زخشتے فردس بہر حیف من بس نہ ہر مرنگان

کرسم علی بود مشہور نام نکوکار و پابند اسلام بود بہ مذہب معتقد زحقی اصول امیر لہ کڈران حمیداشتے بہ داد و ستد صاف آمد و رفت نہ سے مر و میدان صفائی لہند کنون شیم و اشہر چوردا ختم سرایت دنیا چہ فانی مقام ز تاج ہجری چہار ملتش پر شہرہ وقت بخود گذشت شمار عمر کم ز پچاہ داں از پچاہ بہ جنت رسیدہ کوہاں و گرگوز در در دست قاضیا

زما سیارہ کرسم علی سدہاں = ۱۳۴۱ھ

کر عالم البش اشور صدر حبا = ۱۳۴۲ھ

جن احباب کو ان کے مراسلات کا جواب دفتر سے میری غیر حاضری کی وجہ سے نہیں دیا گیا اور انہیں مکرر یاد دہانیوں کی تکلیف ہوئی امید ہے کہ ہمیں معذرت کیسے اٹھائے اللہ تعالیٰ ضروری خطوط کا جواب عنقریب دیا جائیگا۔

جن برادران نے اخیر و عبرت تک ایک مقررہ تعداد سے القریش کی اعانت کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ دہائی کر کے فوج فرمائیں۔ وقت گزر گیا اور مالی ضرورتیں لاحق ہیں۔

اخیر ہمدی تک پانچ پانچ ہمدیوں سے ضرور مدد کریں

محصول ملک  
خجندیہ

**آتشک**  
جدا کر دی گویاں بالکھین کے بہت  
قیمت دار کم کر دی گئیں۔  
کی ایک روپیہ دو درجن گانڈیوں  
(اعداد)

**مقوی ماہ گولہ سال**  
اپنے ناند میں بے مثل آرزو مالش شرط ہے  
قیمت ایک درجن گولہ سال ایک روپیہ

فیس مشورہ  
پاپا

**کھل**  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ

یہ دوا اسی چھپیں سال سے برابر استعمال کی جا رہی ہیں۔ بکثرت تقریفی خطوط و دستاویزات  
موجود ہیں، تجسس بہ شرط ہے

**فلک**  
کی بے مثل گولہ سال قیمت ایک روپیہ  
ایک روپیہ (عدا)

**الحیجان**  
یہ دوا اسی کوکڑا کر کے تیار کی گئی ہے  
آپس خوش کر کے ان میں تھوپی جائے  
دماغ اور عصبوں کیلئے ایک روپیہ  
باد ہے۔ قیمت ایک روپیہ

**حسب قیمت**  
یہ گولہ سال سے تیار کی گئی ہے  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ

**نظم صلیب**  
یہ گولہ سال سے تیار کی گئی ہے  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ

**سورک**  
خود تیار کیا گیا ہے  
قیمت ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ

**جواہر**  
یہ دوا اسی کوکڑا کر کے تیار کی گئی ہے  
آپس خوش کر کے ان میں تھوپی جائے  
دماغ اور عصبوں کیلئے ایک روپیہ  
باد ہے۔ قیمت ایک روپیہ

**آب حیات**  
یہ گولہ سال سے تیار کی گئی ہے  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ  
بہت قیمتی پتھر کی ایک روپیہ

# خبر کردو

قرآن فہرہ اور ہر قسم کی عربی فارسی طبی صنعتی، درسی، اور غیر درسی کتب میں لطائف و ظرائف اغزلیات، اور نیز سامان پیشہ و ہر قسم ہمارے کتب خانہ سے برعادت و کفایت مل سکتا ہے۔ ہر فرمائش کی تعمیل خوش اسلوبی کیساتھ وقت پر کی جاتی ہے۔ ایک روپیہ سے کم فرمائش کی تعمیل نہ ہوگی۔  
ہر آرڈر کے ساتھ چوتھائی رقم بذریعہ منی آرڈر یا ٹکٹوں کی صورت میں آنی ضروری ہے۔

کتابت و طباعت کا کام بھی ہماری معرفت با احتیاط تمام ہو سکتا ہے جن اجباب کو ضرورت ہو وہ بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے کر سکتے ہیں،

نورط

دریافت طلب امور کیلئے جوانی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

مہتمم دارالعلوم  
رونی منزل امرتسر

# نادر و نایاب کتابیں

پیام میں ایک معرکہ آرا تصنیف جس میں مغرب کے ستر نامور ترین مورخین، پادریوں فلاسفوں کے اقوال سے قرآن کریم و نیکیا تہرین الباقی کتاب تاج کیا گیا ہے۔ اور مختلف زبان میں قرآن کریم کے تراجم کی پوری تفصیل دی ہے اور بتایا ہے کہ قرآن کی اشاعت مشرق و مغرب میں کیوں کر مہلک ہو گئی بہترین تعینت قرار دی ہے۔ کلمانی چھپائی کا غنیمت اعلیٰ قیمت ایک روپیہ (معر)

دنیا کے اسلام و عیسائیت، عیسائیت کس طرح ایک بڑا رسالہ مسلمانان اندلس، نامور مورخ اسٹیل لین پول کی مختصر تاریخ سے اسلام کو دنیا کو کمانے میں معرفت دی اور اسلام کو کیونکر حقیقت سے اسپین کا ترجمہ اس سے یورپ میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے ضروری حالات معلوم ہو سکتے ہیں، قیمت ۵۰

ہندوستان کی قدیم تہذیب، مشہور بنگالی عالم روشن جندروت کی حاجاب تاریخ ہند، جلد اول قیمت ۲۰

افراد کا سیر، مولوی سید کرامت حسین صاحب مرحوم سابق جج یا کیکورٹ الہ آباد کا قابل قدر مضمون، ۱۰

تجرو و ازواج، جس میں علمائے یورپ امریکہ کی شہادتوں سے تجرود کے نقصانات اور شادی کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ نہایت مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸

جمیل و قیمتی، عرب کے حسن و عشق کا ایک دل فریب نقد قیمت ۸

جلد عا در دو پہلے، (مصفیہ گیسفند علی) جو عورتوں کی مخصوص نطرت اور طبی رحمان کو ملحوظ رکھ کر انہیں کی زبان میں لکھی گئی ہے۔ عورتوں کیلئے حاجاب تحفہ قیمت ایک روپیہ

خوان و دعوت، افسانہ اور کمال کے پیرائے میں با درجی غارت کے تمام لازم و ضروریات اور کہانے پکڑنے کی ترکیبیں قیمت ایک روپیہ

سیرۃ العباس، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب کا شہرہ کی زندگی کے حالات عربی کی بہترین کتاب کا انتخاب اور دو زبان قیمت ۱۰

ملا علیہم حضرت یہ بدر الدین مطلب مدارک مصطلحات، اس کے خاص مفاد رکھتا اور غرضانہ شہادتیں و تعینات کے ان پڑگوں کے حالات کی جو کتب سے ملا علیہم قیمت ۸

## میخبر القریش "امترہ"







